Brown Book

UNIVERSAL LIBRARY
OU_226228
UNIVERSAL LIBRARY

ذخیرۂ حسنات

معہ

وسیلۂ نجات

دوم حصہ

خزینۂ رحمت و وسیلۂ شفاعت

جسمیں حمد الٰہی نعت رسالت پناہی حال ولادت رسول کریم فضایل حضرت ابوبکر صدیق فضایل حضرت عمر فاروق فضایل حضرت عثمان غنی فضایل حضرت مولا علی روایت حضرت بلال روایت مشاطہ روایت حضرت سفینہ روایت کرامت حضرت غوث الاعظم مناقب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نظم و نثر درج ہے

مصنفہ

ح رسول الثقلین جناب حاجی سید تحمل حسین تحمل جلالپوری مقیم بمبئی سلمہ القوی

حسب خواہش

میاں قاضی نور محمد ابن جناب قاضی عبدالکریم صاحب مالک مطبع کریمی

مطبع کریمی بمبئی میں چھپکر شایع ہوا

باراول تعداد ۲۰۰۰

ذخیرۂ حسنات

معہ

وسیلۂ نجات

دووم حصہ

خزینۂ رحمت و وسیلۂ شفاعت

جسمیں حمد الٰہی نعت رسالت پناہی حال ولادت رسول کریم فضائل حضرت ابوبکر صدیق فضائل حضرت عمر فاروق فضائل حضرت عثمان غنی فضائل حضرت مولا علی روایت حضرت بلال روایت مشاطہ روایت حضرت سفینہ روایت کرامت حضرت غوث الاعظم مناقب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نظم ونثر درج ہیں

مصنفہٗ

مداح رسول الثقلین جناب حاجی سید تحمل حسین تحمل جلالپوری مقیم بمبئی سلمہ القوی

حسب خواہش

میاں قاضی نور محمد ابن جناب قاضی عبدالکریم صاحب مالک مطبع کریمی

مطبع کریمی بمبئی میں چھپکر شایع ہوا

بار اول تعداد ۱۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بعد خاکسار حاجی سیّد تجمل حسین تجملؔ جلال پوری مقیم بمبئی عرض پرداز بصد عجز و نیاز ہے کہ جب خزینۂ رحمت و وسیلۂ شفاعت چھپ کر شایع ہوا اور عشّاق رسولؐ مقبول نے حد سے زیادہ پسند کیا اکثر دوستون اور مولود خوانون نے درخواست کی کہ اسکا دوسرا حصّہ بھی اسیطرح بہ نظم رنگین و نثر مقفّٰی تصنیف کیا جائے تاکہ عالم مین شرف مقبولیت پائے مگر بسبب عدیم الفرصتی اونکی فرمایش کی تعمیل نہ ہوسکتی تھی۔ آخر میان محمد سلیمان مرحوم و سیّد محمد حسین و شیخ داؤد و مُلّا عبدالکریم صاحب مولود خوان نہایت اصرار سے وقتاً فوقتاً روایات و قصاید لکھواتے رہے یہان تک کہ بفضل ایزدی محنت و جانفشانی ٹھکانے لگی دل کی مُراد پوری ہوئی۔ یہ خزانۂ قصاید و روایات تیار ہوگیا تو نام اسکا **ذخیرۂ حسنات و وسیلۂ نجات** رکھا خداوند عالم بطفیل ثنائی رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم خزینۂ رحمت کی طرح اس مجموعۂ نعت کو بھی مقبول خلایق کرے اور مجھ ناچیز اور اسکے چھاپنے والے کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ شاعران نکتہ دان

اگر کہین غلطی پائین عیب پوشی فرمائین ؏ کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

اطلاع ضروری

اس کتاب کا حق تصنیف و تالیف احقر نے بنام میان قاضی نور محمد ابن قاضی عبدالکریم صاحب تاجر کتب و مالک مطبع کریمی بمبئی کے ہبہ کر دیا ہے لہٰذا کوئی صاحب بغیر اجازت اونکے قصد طبع نہ فرمائین۔ فقط وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

راقم تجمل جلالپوری مصنّف کتاب ہٰذا

ذخیرۂ حسنات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات

ایخدا کیا مجال ہے میری | کرسکون مین رقم ثنا تیری
ایخدا تو ہے کارساز جہان | خالق و مالک زمین و زمان
ایخدا کر دے مجکو خوش تقریر | بھر دے میری زبان مین تاثیر
تیرے محبوب کی وہ نعت لکھون | تاج تحسین سخنورون سے لون
داد دین سنکے سارے شیخ و شاب | مین وہ لکھون فضایل اصحاب
جو ہین نامی بلال و مشاطہ | اور سفینہ غلام شاہ ہدیٰ
اونکے افسانے مین کرون تحریر | کھینچدون واقعات کی تصویر
پھر سناؤن مین وہ کرامت غوث | جس سے ظاہر ہو شان حضرت غوث
ہو عیان اہل دین پہ باتمکین | وجہ پیدایش شہاب الدین
جو ہین ہند الولی عطائے رسول | عاشق کبریا فدائے رسول
اونکے اوصاف وہ سناؤن مین | وجد مین چشتیون کو لاؤن مین
میرے دل کی مراد پوری ہو | شاہ لولاک کی حضوری ہو

اے تجمل ذخیرۂ حسنات
حشر مین ہو وسیلہ بہر نجات

قصیدہ بر وزن ذکر اہل اللہ

اس قصیدے کو مولود دے بطور تمہید ولادت شہنشاہ ولایت پڑھتے اور نوین شعر پر تعظیم کیلئے اوٹھکر قیام کرتے ہین

لا اله الا الله	لا اله الا الله	لا اله الا الله	آمنا برسول الله
آئی چمن مین باد صبا	لائی نوید روح افزا	چھائی ہے رحمت کی گھٹا	شان خدا ہے جلوہ نما
کیا ہے بہار قدرت حق	ہم ہین نثار قدرت حق	حسن نگار قدرت حق	دیکھ رہے ہین اہل صفا
بدلا رنگ باغ جہان	گل وہ ہوا اب جلوہ کنان	بلبل کے ہے ورد زبان	نغمۂ پاک حمد خدا
مست مئے وحدت ہوکر	جھوم رہے ہین سارے شجر	لائی ہے ہر شاخ ثمر	عطر مین ہے ہر پھول بسا
شور نوائے الاہو	صحن چمن مین ہے ہر سو	بھول گئی قمری کوکو	حیران ہے شمشاد کھڑا
آمد آمد ہے اوسکی	عرش کی جس سے شان بڑھی	نبیون کا بھی ہے وہ نبی	ختم رسل سلطان ہدا
مژدہ ہوا ارباب نظر	گرم یہ ہے عالم مین خبر	آئے ہین شاہ جن وبشر	آتے ہین محبوب خدا
دلمین ہو اہل دین سرور	پھیل رہا ہے بزم مین نور	ہوتا ہے حضرت کا ظہور	اوٹھو یہ ہے تعظیم کی جا
صل علی نور الہدی	صل علی شمس الضحی	صل علی بدر الدجی	صل علی خیر الورا
السلام اے منتقا	السلام اے حق نما	السلام اے مجتبی	السلام اے مصطفا
شاہ عرب خیر الانام	ماہ عجم عالی مقام	الصلوٰۃ والسلام	تاج فرق انبیا
خاک قدم گر پائین ہم	سرمۂ چشم بنائین ہم	آپ پہ قربان جائین ہم	کردین جان ودل کو فدا
ہم ہین عاجز پر خطا	جرم وگنہ مین مبتلا	روز جزا یا مصطفا	بس ہے آپ کا آسرا
آل پر اور اصحاب پر	آپکے یا خیر البشر	رحمت حق ہو بیشتر	شام وسحر صبح ومسا
	بہر محمد یا اللہ	فضل کی ہو ہم سب پہ نگاہ	
	بخش تجمل کے بھی گناہ	سب کا ہو پورا مدعا	

کہان ہین عاشق زار محمد عربی	کرین درود نثار محمد عربی
تمام پھولون مین ہے رنگ عارض احمد	چمن چمن سے بہار محمد عربی

ثناے خنجر ابرو سنائین بزم مین ہم ۔ تڑپ لین سینہ فگار محمدؐ عربی
خدا نے چاہا تو ہم حشر مین کھڑے ہونگے ۔ تہ نشان وقار محمدؐ عربی
چراغ داغ جگر ہی یہ لو لگائے ہوئے ۔ بنون مین شمع مزار محمدؐ عربی
ہوائے شوق اوڑا لیچلے مدینے کو ۔ اثر دکھائے دیار محمدؐ عربی
براق بھیجکے بلوایا عرش اعلی پر ۔ بڑھایا حق نے وقار محمدؐ عربی
کھڑے ہوئے ہین زیارت کو ہاتھ باندھی ہوئے ۔ ملک قریب مزار محمدؐ عربی
یہ ہوگی حشر مین کوشش ہر ایک عاشق کی ۔ ہمین ہون پہلے نثار محمدؐ عربی
لکھا ہے شافع محشر کی خوابگاہ یہ ہے ۔ پڑھو جو لوح مزار محمدؐ عربی

مشام جان تجملؔ ابھی معطر ہو
جو پہونچے بوئے دیار محمدؐ عربی

سوئے طیبہ اپنی بیتابی کا سامان لیچلا ۔ قلب سوزان لیچلا ہین چشم گریان لیچلا
اوس گل باغ رسالت نے نہ دکھلائی پھبن ۔ ہائے ہین سینے مین اپنے داغ ہجران لیچلا
دشت طیبہ کی بہارین کیون نظر آتین نہین ۔ تو کہان بھٹکا کے اے خضر بیابان لیچلا
تو سخی وہ ہے تری ایسی سخی سرکار ہے ۔ گوہر مقصود سے ہین بھر کے دامان لیچلا
واقعی اوسکی مبارکباد کے قابل ہے موت ۔ ساتھ جو دار فنا سے نقد ایمان لیچلا
آستان پر گر نہین مجکو ٹھہرنے کا ہے حکم ۔ جان اپنی تجھپہ مولا کرکے قربان لیچلا

اے تجملؔ پاکے مجکو واصف خیر الوری
سوئے جنت کس ادب کے ساتھ رضوان لیچلا

تڑپتا ہی رہون مین شوق دیدار پیمبر مین ۔ زمانے بھر کا یارب درد بھر دے قلب مضطر مین
جو دم نکلا تمنائے گل رخسار سرور مین ۔ لپیٹا جائیگا لاشہ مرا پھولون کی چادر مین
عطا فرما دیا دل کو ہمارے داغ الفت کا ۔ نبیؐ نے کر دیا روشن چراغ اللہ کے گھر مین

پہونچ لینے تو دو ہمکو ذرا دہلیزِ سرور تک | دکھا دینگے جو ہے لکھا ہوا اپنے مقدر مین
صدائے اُمتی سے جم گیا وہ رنگ بخشایش | ہوائے مغفرت چلنے لگی میدانِ محشر مین
جو دم نکلے تو نکلے روبروئے روضۂ اطہر | اجل آئے تو آئے کوچۂ محبوبِ داور مین
ملی راحت یہ تربت مین فدائے مصطفےٰ ہوکر | کہ گویا چین سے سوئے ہین ہم آغوشِ مادر مین
رہِ تسلیم مین ایسا فنا کردے ہمین یارب | کہ شہرہ ہو ہمارا جان نثارانِ پیمبر مین
تو وہ ہے شاہِ اقلیم رسالت اے مہِ طیبہ | ترا مہرِ ہدایت آشکارا ہے جہان بھر مین
اگر نالان ہون کُشتے قامتِ بالائے مولا کے | قیامت مین قیامت ہو بپا محشر ہو محشر مین
شرابِ معرفت اہلِ حقیقت جسکو کہتے ہین | چھلکتی رہتی ہے وہ تیرے متوالونکے ساغر مین
تڑپنا لوٹنا فریاد کرنا جان بلب رہنا | یہی لکھا ہوا ہے بدنصیبون کے مقدر مین

تجمل سجدہ طاعت ہے اپنا سرنگون رہنا
مزہ ذکرِ الٰہی کا ہے فکرِ نعتِ سرور مین

خدا دیکھیگا چشمِ لطف سے ہمکو بھی محشر مین | شمار اپنا بھی ہوگا دلفگارانِ پیمبر مین
بھری ہے آتشِ عشقِ محمدؐ قلبِ مضطر مین | ہے اندیشہ کسی دن آگ لگجائے نہ بستر مین
کبھی تو پائینگے موقع ہم اظہارِ تمنا کا | گذر ہوگا کبھی تو اپنا دربارِ پیمبر مین
بھٹکتے رہتے ہین صحرا بہ صحرا خضر مدت سے | جو مل جائین ہم اونکو لیچلین کوئے پیمبر مین
پڑی ہے پرسشِ اعمال کی ناحق فرشتونکو | تلاشِ مصطفےٰ ہمکو تو ہے میدانِ محشر مین
نہ کیون آتی رہے ہردم خبر دربارِ مولا سے | لگی ہے تار برقی سی ہمارے قلبِ مضطر مین
جہان ٹھکرا دی جاری کردی چشمہ آبِ حیوان کا | خضر اعجاز ہے ایسا شہِ بطحیٰ کی ٹھوکر مین
بچے ہین اور بچینگے ہم تمام آفاتِ گردون سے | پلے ہین اور پلین گے دامنِ لطفِ پیمبر مین
دیا جب واسطہ اہلِ گنہ نے کاکلِ شہ کا | گھٹا ابرِ کرم کی چھا گئی میدانِ محشر مین
ترے دستِ شفا کا یا نبیؐ وہ بول بالا ہے | مسیحا نام لکھواتے ہین بیمارون کے دفتر مین

نہ پردہ فاش ہو اہلِ گنہ کا حشر مین مولا | دکھا دو شانِ رحمت تم چھپا لو اپنی چادر مین

درِ محبوبِ خالق تک رسائی کیون نہین ہوتی | نہین معلوم کیا تحریر ہے اپنے مقدر مین

تجمل ثبت ہو مہرِ شفاعت سرورِ دین کی
مری فردِ گنہ جب پیش ہو میدانِ محشر مین

سلطان مدینے والے | ذیشان مدینے والے

عاشق سے ہی پردہ کیسا	دکھلا دو جمالِ زیبا	پورا ہو ہمارے دل کا	ارمان مدینے والے
تم برتر ہم ہین کمتر	شکریہ ادا ہو کیونکر	لاکھون ہین تمھارے ہم پر	احسان مدینے والے
کیا شان کرم بخشی ہے	ایمان کی دولت دی ہے	کیا ہم پہ عنایت کی ہے	قربان مدینے والے
وہ جلوہ نما ہے چہرا	ہر سو ہے اوجالا جسکا	خورشید و قمر ہین کیا کیا	حیران مدینے والے
دین کسکا ہی ایسا کامل	کس کو یہ شرف ہی حاصل	ہے وصف مین کسکے نازل	قرآن مدینے والے
ایسا بھی کوئی دن آئے	بیکس یہ مدینے پہونچے	اللہ سفر کا کردے	سامان مدینے والے
تم ہو وہ حبیبِ یزدان	دکھلا دو جو روئے تابان	اک جان تو کیا ہون قربان	سو جان مدینے والے
کسواسطے پھر غم کھاؤن	در پہ جو تمھارے آؤن	مین دردِ جگر کا پاؤن	درمان مدینے والے

اُلفت ہے تجمل ایسی | دوری نہین دل سے کوئی
پھرتے ہین نظر مین اپنی | ہر آن مدینے والے

فغان کش ہین اہلِ جہان یا محمدؐ | خبر لو خبر ہو کہان یا محمدؐ
جو کی تمپہ قربان جان یا محمدؐ | ملی راحتِ جاودان یا محمدؐ
رہے جاتے ہین آہ ہم اور مدینے | چلے جاتے ہین کاروان یا محمدؐ
تمھارے ہی دیدار کا مجکو غم ہے | کروگے تمھین شادمان یا محمدؐ
عبادت یہی ہے ریاضت یہی ہے | کہ ہے اپنے وردِ زبان یا محمدؐ
دکھا دو کبھی روئے زیبا دکھا دو | ترپتے ہین اہلِ جہان یا محمدؐ

تجلی سے تیرے رُخِ باصفا کی
منور ہین کون و مکان یا محمدؐ

جہان مہربان ہے خدا مہربان ہے
جو تم مجھپہ ہو مہربان یا محمدؐ

ملایک کیا کرتے ہین جبہہ سائی
وہ ہے آپکا آستان یا محمدؐ

کہان عرصۂ حشر مین پاؤن گا مین
ملوگے مجھے تم کہان یا محمدؐ

تمنا تجمل کے دل مین یہی ہے
کرے تم پہ قربان جان یا محمدؐ

یا محمدؐ غمزدون کی غمگساری چاہیے
بیکسون کے آپ ہی ہین یار۔ یاری چاہیے

دل کو مثلِ برق ہردم بیقراری چاہیے
ابر آسا چشمِ تر کو اشکباری چاہیے

مرکبِ بادِ صبا پر ہم مدینے جائین گے
ناتوان ہم ہین ہمین ایسی سواری چاہیے

اور کسکا آسرا ہے دونون عالم مین ہمین
مصطفےٰ کی مہربانی فضلِ باری چاہیے

دردمندون کو تڑپنے لوٹنے کے واسطے
دل مین تیغِ عشقِ شہ کا زخم کاری چاہیے

نقدِ جان کر دینگے ہم قربانِ حسنِ مصطفےٰ
اور کیا محشر مین پھر جان نثاری چاہیے

بس ہمین رہنے دو مدہوشِ مئے حُبِّ رسولؐ
بیخودانِ عشق کو کیون ہوشیاری چاہیے

حشر کے دن اُمتِ عاصی ہے گھبرائی ہوئی
چشمِ رحمت شافعِ عالم تمھاری چاہیے

اے تجمل شوقِ دیدارِ مدینہ طیبہ رہے
مشغلہ کیا اور پھر بیقراری چاہیے

سلام اے شرف فقر کا دینے والے
مجھے کالی کملی اوڑھا دینے والے

کسی اور سے کوئی شے کیا مین مانگون
ہین کیسے شفیع الورا دینے والے

ترے حسنِ دلکش پہ جان میری قربان
جمالِ مبارک دکھا دینے والے

ہے وہ فخرِ آدم تو ہین بوالبشر بھی
ترے نام کا واسطہ دینے والے

کہان ہین تری یاد مین کس جگہ ہین
کسیکو نہین ہم پتا دینے والے

بہشت اور دوزخ ہین قبضے مین تیرے
جزا دینے والے سزا دینے والے

پئے دید مین دیر سے چشم تر ہون
نظر آ او اے مُسکرا دینے والے

دکھا دے مجھے شانِ رحمت دکھا دے
دمِ بیکسی آسرا دینے والے

مسیحا کے بھی ہین مسیحا تجمّل
سب مجھے ہر مرض سے شفا دینے والے

شوق سا شوق ہے دیدارِ نبیؐ کا مجکو
دی ہے خالق نے تمنّا سی تمنّا مجکو

تو نہ دکھلائے ترس کھا کے جو مولا مجکو
کون دکھلائے ترا چاند سا مکھڑا مجکو

اے فلک دل کی تمنّائین نکلنے دیتا
کسلئے تو نے مدینے سے نکالا مجکو

عرصۂ حشر مین اندھیر ہے کیسا یارب
نہین ملتا ہے مِرا گیسوؤن والا مجکو

جو بشر مژدۂ دیدارِ نبیؐ لاتا ہے
نظر آتا ہے وہ رحمت کا فرشتہ مجکو

کہہ چکے سب شہِ لولاک سے اپنی اپنی
نہ ملا موقعِ اظہارِ تمنّا مجکو

ہین وہ ہون واقفِ آدابِ محبّت حضرت
رونا آتا ہے نہ فرقت مین تڑپنا مجکو

دلربائی اسے کہتے ہین کہ چشمِ سرور
حق نمائی کا دکھاتی ہے تماشا مجکو

قلبِ ویران مین نہین داغِ فراقِ احمدؐ
نظر آتے ہین کھِلے لالۂ صحرا مجکو

بزمِ شہ سے جو نکلتا ہوا پاتے ہین کبھی
دیکھتے ہین نگہِ یاس سے موسیٰؑ مجکو

جلوۂ حسنِ نبیؐ دیکھنے دو جی بھر کر
عالمِ شوق مین رہنے دو اکیلا مجکو

کوئے شہ سے مجھے بہکا کے نکالے نہ کوئی
یاد ہے خُلد سے آدمؑ کا نکلنا مجکو

قلزمِ معرفتِ حق کا بنا دے غوّاص
رنگِ عرفان مین ڈبا دے مِرے مولا مجکو

عاشقِ چشمِ محمدؐ ہون مین پہچانتے ہین
اہلِ دل جانتے ہین اہلِ تمنّا مجکو

مین سکھا دون غمِ شہ مین تجھے مضطر ہونا
کیا سکھائیگی تو اے برق تڑپنا مجکو

یا نبیؐ ہے وہ ترا داغِ محبّت دل مین
ہے سوا جان سے بھی اپنی جو پیارا مجکو

داد اس گریۂ وزاری کی تجمل ملجائے
مسکرا دین جو کبھی دیکھ کے مولا مجکو

پھر زیارت کی تمنا ہوئی پیدا مجکو
پھر مدینے مین بلا لو مرے مولا مجکو

حشر کے دن یہ ملا رتبۂ اعلی مجکو
حق نے شیدائے نبیؐ کہکے پکارا مجکو

وقتِ دیدارِ محمدؐ تو نہ روکے کوئی
اب تو ہونے دے فدائے رخِ زیبا مجکو

مین تو ہون شربتِ دیدارِ نبیؐ کا طالب
اور بیمار سمجھتے ہین مسیحا مجکو

یا نبیؐ سن نہین سکتا مین تمھارا ہو کر
مدعی کہتے ہین ناکامِ تمنا مجکو

وقتِ دیدارِ نبیؐ کر دیا ایسا بیہوش
بیخودی نے مری رکھا نہ کہین کا مجکو

تجکو پایا مرے مولا تو خدا کو پایا
آرزو کوئی نہ اب ہے نہ تمنا مجکو

پہونچون روضہ پہ مین یارب تو یہ آئے آواز
جھانک کر جالیون سے دیکھ ادھر آ مجکو

دیکھو رحمت طرفِ خلدِ برین جانے کا
کر دیا چشمِ پیمبرؐ نے اشارا مجکو

تا کہ تصویرِ نبیؐ دیکھون اس آئینہ مین
اسلئے حق نے دیا قلبِ مصفا مجکو

شان دکھلا دو سرِ حشر خطاپوشی کی
اپنے دامن مین چھپا لو مرے مولا مجکو

تجھسے فریاد ہے مولا تری محفل والے
کرنے دیتے نہین اظہارِ تمنا مجکو

حسرتِ دیدِ رسولِ عربیؐ نے دیکھو
کر دیا ہے ہمہ تن چشمِ تمنا مجکو

مدحتِ زلف مین کر دی جو بسر ساری رات
مل گیا اجرِ شبِ قدر کا مولا مجکو

رنجِ دوری سے ملی جاتی ہین سب مٹی مین
ہو حضوری تو تمنائین ہین کیا کیا مجکو

چاہتا ہون کہ مرا خاتمہ توحید پہ ہو
سو تمناؤن کی ہے ایک تمنا مجکو

اے تجمل ہین بھرے عیب ہزارون مجھمین
خود وہ اچھے ہین سمجھتے ہین جو اچھا مجکو

دو عالم مین یہ عظمت سیدِ خیر الوریٰ کی ہے
زمین سے آسمان تک دھوم شانِ مصطفےٰ کی ہے

رسالت پر تری ایمان لائے ہین نبیؐ سارے ترے صدقے مین یا حضرت نبوت انبیا کی ہے
وہ جاہل ہے جو علم غیب مولا کا نہ قایل ہو الم نشرح صفت صدر محمدؐ مصطفےٰ کی ہے
ہوئے ہین دولت ایمان سے مالا مال اہل دین ترے انعام کی کیا بات کیا نعمت عطا کی ہے
کئی دن سے نظر آتی ہی ہمکو خواب مین جنت زیارت ہونیوالی روضۂ خیر الورا کی ہے
مراتب سے محمدؐ مصطفےٰ کے ہے خدا واقف محمدؐ مصطفےٰ جانین حقیقت جو خدا کی ہے

بشیر پاک کے دربار فیض آثار سے ہمکو
بشارت اے تجمل نعمت ہر دوسرا کی ہے

شان رحمت کی دکھا دیجے محمدؐ پیارے درد عصیان کی دوا دیجے محمدؐ پیارے
رخ سے پردے کو اوٹھا دیجے محمدؐ پیارے چاند سی شکل دکھا دیجے محمدؐ پیارے
حشر کے روز ہراسان ہین بہت اہل گناہ مژدہ بخشش کا سنا دیجے محمدؐ پیارے
غرق دریائے مصیبت مین نہو جائے کہین پار بیڑے کو لگا دیجے محمدؐ پیارے
بادۂ عشق کا اک جام پلا کر مجھکو مست و سرشار بنا دیجے محمدؐ پیارے
میری قسمت مین حضوری کا شرف ہی کہ نہین مجھکو اتنا تو بتا دیجے محمدؐ پیارے
زندگی تلخ ہے اب ہجر کے بیمارون کی شربت دید پلا دیجے محمدؐ پیارے
بوسہ قدمون کا لب چشم سے بڑھکر لیلون حکم یہ بہر خدا دیجے محمدؐ پیارے

نزع کے وقت تو ہو جلوۂ دیدار نصیب
رخ تجمل کو دکھا دیجے محمدؐ پیارے

ہر بات شریعت کی نقصان سے بری نکلی جانچا تو جچی دلمین پرکھا تو کھری نکلی
جب باغ مدینہ سے باد سحری نکلی اللہ ری خوشی اڑتی مانند پری نکلی
ہم نے تو بہت چاہا ہو دید رخ مولا تو باعث ناکامی اے کم نظری نکلی
تیرے ہی یہ ہین جلوے اے چاند مدینے کے تیری ہی دو عالم مین سب جلوہ گری نکلی

باوصفِ یتیمی بھی سرتاجِ رسل ٹھہرے
کیا سیّدِ والا کی عالی گُہری نکلی

اُلفت کیلئے تیری اَی بادشہِ خوبی
حق نے وہ طبیعت دی جو درد بھری نکلی

جلنے کہ جہنّم تھے خالی وہ نظر آئے
اُمّت سی تری حضرت جنّت ہی بھری نکلی

جس پر نگہِ رحمت ڈالی شہِ بطحےٰ نے
وہ نخل پھلا پھولا ہر شاخ ہری نکلی

اللہ کی رحمت سے بگڑی بھی بنی اپنی
حضرت کی شفاعت سے کھوٹی بھی کھری نکلی

زوّارنے اوس در کی کی خوب جبین سائی
آشفتہ مزاجون کی آشفتہ سری نکلی

یہ عشقِ پیمبرؐ مین ہے حالِ تجمّل کا
جو لب سے صدا نکلی وہ درد بھری نکلی

حُسن وہ ہے جنچا ہوا تیرا
آپ شیدا خدا ہوا تیرا

ہم مزے لُوٹتے ہین نعمت کے
کھا رہے ہین دیا ہوا تیرا

کام نکلا اُمیدوارون کا
نام خیرالوریٰ ہوا تیرا

منزلِ قُربِ حق تک آپہونچا
مین پتا پوچھتا ہوا تیرا

ہاتھ پھیلے نہ غیر کے آگے
مین ہوا تو گدا ہوا تیرا

میری فردِ عمل پہ بہرِ نجات
دستخط ہو گیا ہوا تیرا

مین جو ذرّے سے بن گیا خورشید
یہ شرف ہے دیا ہوا تیرا

ہے تمنّا کہ جاؤن دنیا سے
جلوہ مین دیکھتا ہوا تیرا

جمع ہین طالبانِ جنسِ مراد
کیا ہے باڑا بھرا ہوا تیرا

تجھ سے گھٹ کر رہے تمام نبیؐ
ہے وہ رُتبہ بڑھا ہوا تیرا

یا مین کا ہو یا حبش کا کوئی
تجھپہ جو مر مٹا ہوا تیرا

دولتِ دید سے ہون مالامال
مین غنی ہون کیا ہوا تیرا

بن گیا عرشِ خالقِ اکبر
دل جو خلوت کدہ ہوا تیرا

تو بسا گر مری نظر مین بسا | مین جو شیدا ہوا ہوا تیرا
کیون لگائے رہون نہ سینے سے | داغ دل ہے دیا ہوا تیرا
صورتِ آفتابِ عالمتاب | نور جلوہ نما ہوا تیرا
تو ہے دُرِ یتیم اور انمول | لعل ہے بولتا ہوا تیرا
منزلِ حق کا اصفیا کیلئے | رہنما نقشِ پا ہوا تیرا
جامۂ فقر پر نہ کیون ہو فخر | ہے یہ خلعت دیا ہوا تیرا
یا محمدؐ ہے لوحِ دل پہ مرے | صاف نقشہ کھنچا ہوا تیرا

خوش تجمل ہو کہتے ہین حضرت
نیک انجام جا ہوا تیرا

مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا غوثؓ خبر لو تم مین سخت پریشان ہون | فریاد لبون پر ہے امداد کا خواہان ہون
غمخوار نہین کوئی ہے عالمِ مایوسی | کس حال مین دیکھو تو مین اے شہِ جیلان ہون
اک چشمِ عنایت ہو تو دور مصیبت ہو | ناچار ہون بیکس ہون مین بے سر و سامان ہون
عالم مین رہون ہولا ہو کر سگِ در تیرا | عزت یہ عطا فرما اس فخر کا خواہان ہون
اُمیدِ مسیحائی یا غوثؓ رکھون کس سے | تم میرے مسیحا ہو مین طالبِ درمان ہون
دن رات تڑپتا ہون اس حسرت و ارمان مین | دیدار نہین ہوتا آنکھون کو مین حیران ہون
کیون فخر مقدر پر مجھکو نہ تجملؔ ہو | جو قصبِ زمانہ ہے مین اُسکا ثناخوان ہون

نصیحت تصوفانہ رنگ مین

پردہ آنکھ سے دُوئی کا تو اوٹھا | قصد ہے گر دلربا کی دید کا
تر رکھا کر اپنی چشمِ شوق کو | آنسوؤن سے دمبدم صبح و مسا
لے مزے ہو کر فنائے عشقِ دوست | سر کو کر دے نام پر اوسکے فدا

یادِ جانان مین بسر کردے تو عُمر
مشغلہ ہے خوبئ مردِ خدا

بیقراری قلب کی لائیگی رنگ
شکل دلبر کی تجھے دیگی دکھا

اشکبار آنکھین اوٹھادینگی حجاب
آئے گا ہرسو نظر وہ دلربا

یعنے ہوگا وصل اوس محبوب کا
ہجر مین جسکے ہے مضطر برق سا

پھر رہیگا عمر بھر تو شادکام
کھاتا پیتا اور ہنستا بولتا

قمری جان اے تجمل کر نثار
ہو جو تو اُس سرو قد کو چاہتا

مناقب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ نے رُخِ زیبا بے پردہ جو دکھلایا
بیہوش ہوئے لاکھون وہ جلوہ نظر آیا

اعجاز وہ خواجہ نے کُفّار کو دکھلایا
پانی اناساگر کا اک پیالے مین کھنچ آیا

جسنے کہ کیا جیسا ویسا ہی ملا بدلہ
فی النار رہا راجہ جیپال نے سُکھ پایا

جو کُفر کی ظُلمت تھی نابود ہوئی ساری
سورج مرے خواجہ نے جب دین کا چمکایا

تو ہند کا سلطان ہے اے خواجہ معین الدینؒ
جسنے جو شرف پایا صدقے مین ترے پایا

ہین کانپ رہے سارے دم مار نہین سکتے
بے دینون کے دل پر ہے کیا رعب ترا چھایا

سُن پایا تجمل نے جب وصفِ رخِ خواجہ
تڑپا کیا خود گھڑیون یارونکو بھی تڑپایا

ضیائے حُسنِ رسالت مآب باقی ہے
جہان مین روشنئ آفتاب باقی ہے

تڑپ رہا ہون لحد مین بھی بہرِ وصلِ نبیؐ
پسِ فنا بھی وہی اضطراب باقی ہے

فرشتو کہہ تو دیا ہم ہین واصفِ احمدؐ
کہو سوال کا اب کیا جواب باقی ہے

اگر ہو آنکھ تو عالم مین مہر کے مانند
فروغِ حسنِ رسالت مآب باقی ہے

وہی ہے حسرتِ دیدارِ سیدِ عالم
ہمارے دلکا وہی اضطراب باقی ہے

خیالِ یوسفِ طیبہ مین پیر ہو کر بھی
وہ ولولہ ہے کہ لطفِ شباب باقی ہے

نبیؐ پہ اپنے ہوا خاتمہ نبوت کا
گواہ اسکی خدا کی کتاب باقی ہے

طفیل ہے رُخِ روشن کا ماہِ طیبہ کے
جو تجھ مین روشنی اے آفتاب باقی ہے

حرام نارِ جہنم ہے اسے گنہگار و
جو دل مین عشقِ رسالت مآب باقی ہے

نظر کے سامنے ہر دم حضور رہتے ہین
نہ کوئی پردہ نہ کوئی حجاب باقی ہے

ہوئے اگرچہ تحمل ضعیف ہم لیکن
ثنائے شاہ مین جوشِ شباب باقی ہے

مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

حامیِ اہلِ دین محی الدینؓ
ہو تمھین ہو تمھین محی الدینؓ

آپ کا آستانِ اقدس ہو
اور میری جبین محی الدینؓ

حشر تک ہوگی سارے عالم مین
آپ کی گیارھوین محی الدینؓ

پھرتی رہتی ہے آنکھ مین صورت
ہین مرے دلنشین محی الدینؓ

غوث الاعظم خطاب ہے کس کا
کون ہے قطبِ دین محی الدینؓ

ساری اقلیم ہے ولایت کی
تیرے زیرِ نگین محی الدینؓ

بیکسون کی مدد پہ تیرے سوا
اور کوئی نہین محی الدینؓ

اپنے مشتاقِ دید کو یارب
منھ دکھائین کہین محی الدینؓ

تیری عظمت کی مچ رہی ہے دھوم
تا بہ عرشِ برین محی الدینؓ

جس جگہہ دیکھو چشم روشن ہے
جلوہ گر ہین وہین محی الدینؓ

مرتضیٰؓ کے لئے تحمل کو
کردو اہلِ یقین محی الدینؓ

سمت طیبہ کے جو مین بیتاب ہوتا جاؤنگا
ساتھ والون کو رولاتا اور روتا جاؤنگا

مزرعِ عالم مین اے ابرِ کرم بحرِ سخا
کشتِ دل مین تخمِ عشقِ پاک بوتا جاؤنگا

شاد فرماتے رہین گے مجکو محبوبِ خدا
غم نصیبِ دشمنان مین شاد ہوتا جاؤنگا

ذکرِ مژگانِ نبیؐ کرتا رہون گا شوق سے
منکرون کے دل مین یہ نشتر چبھوتا جاؤنگا

جوش مین آجائیگا دریائے رحمت روزِ حشر
روبرو جب شافعِ عالم کے روتا جاؤنگا

ہونے دو مجکو فنا عشقِ رسولؐ اللہ مین
جتنا مِٹتا جاؤنگا مشہور ہوتا جاؤنگا

طالبِ مولا ہون خواہش نعمتِ عقبیٰ کی ہے
دولتِ دنیا جو ہاتھ آئیگی کھوتا جاؤنگا

گوہرِ اشکِ مسلسل سے فراقِ شاہ مین
آبروئے گوہرِ غلطان ڈبوتا جاؤنگا

روضۂ اقدس کی جالی ہوگی جسدم ہاتھ مین
حال کہتا جاؤنگا مین اور روتا جاؤنگا

دیکھتا جاؤنگا صورت مصطفےٰؐ کی حشر مین
اور ہر انداز پر قربان ہوتا جاؤنگا

اے تجمّل زندگانی بھر غمِ شبّیرؓ مین
جتنا رویا جائیگا مجھ سے مین روتا جاؤنگا

چمن مین اوس شہِ گل کی سواری آتی ہے
نقیب بنکے نسیمِ بہاری آتی ہے

چٹک سے غنچون کی نعرہ ہے خیر مقدم کا
خوش آمدی کی صدا پیاری پیاری آتی ہے

درود پڑھکے یہی کہہ رہے ہین مُرغِ چمن
ہماری نغمہ سرائی کی باری آتی ہے

سنور کے حسن کا اپنے دکھاتی ہے جوبن
نکھر کے آج عروسِ بہاری آتی ہے

پھلین گے پھولینگے اشجار بارور ہوکر
ہو مژدہ رحمتِ باری کی باری آتی ہے

چڑھا ہے بادۂ توحید کا نشہ ایسا
کہ جھومتی ہوئی بادِ بہاری آتی ہے

ہر ایک مستِ مئے معرفت ہے گلشن مین
کسی کو ایسے مین کیا ہوشیاری آتی ہے

یہ ہوکے جام بکف کہہ رہا ہے لالۂ باغ
اِدھر وہ آئے جسے بادہ خواری آتی ہے

ہزارون حسن سے ہوگا عرب مین جلوہ نما
وہ شہریار جسے تاجداری آتی ہے

زبانِ حال سے یون کہہ رہے ہین بُت سارے
وہ آتے ہین تو تباہی ہماری آتی ہے

وہ بدنصیبونکی بگڑی ہوئی بنادینگے
ستمزدون کی بڑی غمگساری آتی ہے

حضورِ چشمِ جہان ہوگی نور کی صورت
ظہورِ احمدِ مرسلؐ کی باری آتی ہے

بڑھا ہوا ہے یہ ارمانِ ناز برداری
صفِ ملک پئے خدمتگذاری آتی ہے

ہوا ہے آمنہ بی بی کے گھر وہ چاند طلوع
کہ جاں نثاری کو مخلوق ساری آتی ہے

اوٹھو یہ وقت ہے تعظیم کا تجمل اوٹھو
محمد عربی کی سواری آتی ہے

مناقب در شان حضرت غوث الاعظم رضؓ

دل کو جو مرے اپنی یا غوثؓ ولا بخشی
سینے کو کیا ٹھنڈا آنکھوں کو ضیا بخشی

دردِ دلِ مضطر کی حضرت نے دوا بخشی
بیمار بہت تھے ہم فی الفور شفا بخشی

دولت بھی ملی مجکو نعمت بھی ملی مجکو
ہے تیری کرم بخشی ہے تیری عطا بخشی

بدکار ہوں بد خو ہوں مجرم ہوں سیہ رو ہوں
کہدیجیئے یا حضرت جا تیری خطا بخشی

یا غوثؓ غریبوں کی تم کرتے ہو دلجوئی
خالق نے عطا کی ہے کیا شان عطا بخشی

ایمان عطا کرکے عرفان کا دیا رتبہ
یہ چیز خدا بخشی وہ چیز خدا بخشی

چوری کو جو چور آیا رحم اوسپہ بھی فرمایا
ابدال وہ کہلایا اللہ رے عطا بخشی

آئے جو قدم تیرے سب نخل پھلے پھولے
بغداد کی گلیوں کو جنت کی فضا بخشی

قرباں نہ کیوں جاؤں انعام جو یہ پاؤں
شفقت کا دیا خلعت رحمت کی ردا بخشی

غیروں پہ مجھے مایل ہونے نہ دیا تم نے
اپنا ہی بنا رکھا اپنی ہی ولا بخشی

اک چشم عنایت کی تو مٹ گئی بیماری
یا غوثؓ تجمل کو کیا خوب شفا بخشی

مناقب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

ہیں ماہِ زمین و زمان میرے خواجہؒ
یہاں میرے خواجہ وہاں میرے خواجہؒ

شہنشاہِ ہندوستان میرے خواجہؒ
مددگارِ اہلِ جہاں میرے خواجہؒ

عطائے رسولؐ و حبیبِ الٰہی
نہیں ہے کوئی اور ہاں میرے خواجہؒ

سمجھتا ہوں میں اپنا کعبہ اوسیکو
جہاں ہے ترا آستاں میرے خواجہؒ

زمانے کا مطلوب و محبوب تو ہے
فدا تجھپہ جانِ جہاں میرے خواجہؒ

ولایت کی اقلیم مین الله الله	ہوا تیرا سکّہ روان میرے خواجہؒ
کبھی مبتلا غم مین رہنے نہ دینگے	کرینگے مجھے شادمان میرے خواجہؒ
ترے دم سے جاری ہوئی حق پرستی	مٹا کفر ہندوستان میرے خواجہؒ
خبر ہے تجھے مین سگِ در ہون تیرا	ترے در سے جاؤن کہان میرے خواجہؒ
بہار آگئی ایسی قدمون سے تیرے	ہے اجمیر جنّت نشان میرے خواجہؒ
تری تیغِ اُلفت کا گھایل تجمّل	ہے اک عاشق نیم جان میرے خواجہؒ

مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

دو جام شہِ جیلانیؓ | ہو نام شہِ جیلانیؓ

عرفان کے ہمین گوہر دو	دامن کو ہمارے بھر دو	لله عنایت کر دو	انعام شہِ جیلانیؓ
فرقت مین یونہی غم کھاؤن	دلکی نہ مُرادین پاؤن	افسوس ہے مین رہجاؤن	ناکام شہِ جیلانیؓ
ہون راہِ طلب مین مضطر	ہادی ہے نہ کوئی رہبر	گِر رہا ہون کھا کر ٹھوکر	لو تھام شہِ جیلانیؓ
جب بادِ سحر ترسائے	ہر روز ہوا ابتلائے	پھر کون مرا پہونچائے	پیغام شہِ جیلانیؓ
وہ حُسن ہے تم نے پایا	ہے پھول سے نازک چہرا	ہے کون چمن مین تم سا	گلفام شہِ جیلانیؓ
بجلی کی طرح ہون مضطر	دیدار نصیب ہو کیونکر	فرقت مین نہین ہے دم بھر	آرام شہِ جیلانیؓ
نصرت کا ہے ڈنکا بجتا	ہے دینِ نبی کا چرچا	ہے آپکے دم سے چمکا	اسلام شہِ جیلانیؓ
عالم کے سلاطین سارے	مُجرے کو ہین اونکے آتے	ایسے ہین تمھارے در کے	خدّام شہِ جیلانیؓ

بغداد اگر آ پہونچے | سب دل کے ہون مقصد پورے
جنّت سے تجمّل رکھے | کیا کام شہِ جیلانیؓ

ہمارے دل سے کرنا چاہیے الفت محمدؐ کی	ہماری آنکھ سے دیکھے کوئی صورت محمدؐ کی
مدینے مین پہونچکر دیکھکر تربت محمدؐ کی	ہم ایسے خوش ہین گویا ہوگئی رویت محمدؐ کی
خداوندا دکھا دے دیدۂ مشتاق کو میرے	وہ قد بوٹا سا اور وہ چاند سی صورت محمدؐ کی

عطا کی جائیگی فردوس کی کنجی قیامت مین
نکالی جائیگی کس دھوم سے حسرت محمدؐ کی

انھین سے صرف رکھتے ہین غرض ہم دونون عالم مین
خدا کا فضل ہے درکار اور رحمت محمدؐ کی

دکھا دیگی ہمین اللہ کا دیدار بے پردہ
ملا دیگی ہمین اللہ سے اُلفت محمدؐ کی

تمنائین شب معراج حورون کی نکلتی ہین
بلائین لے رہی ہین واہ ری قسمت محمدؐ کی

پھر اوسکے بعد جو کچھ بحث کر لے جسکا جی چاہے
دکھا دی کوئی پہلے حشر مین صورت محمدؐ کی

بہر طور آپکا جلوہ رہا پیش نظر ہر دم
نظر آتی رہی صورت بہر صورت محمدؐ کی

سر محشر خریدارونمین اپنا نام لکھوا لین
کہو یوسف سے آئین دیکھ لین صورت محمدؐ کی

گنہگارونکو چن چن کر تجمل بخشواتے ہین
سیہ کاران اُمت پر ہے کیا شفقت محمدؐ کی

بھری ہے خانۂ دل مین مرے اُلفت محمدؐ کی
سمائی ہے نظر مین چاند سی صورت محمدؐ کی

وہ مخدوم خلایق ہین وہ سرتاج ملایک ہین
عطا کی ہے جنھین اللہ نے خدمت محمدؐ کی

بسی رہتی ہے ایسی عطر گلہائے بہشتی مین
بنی رہتی ہے گویا اک دُلھن تُربت محمدؐ کی

ملاحت مین صباحت تھی صباحت مین ملاحت تھی
نہ گوری تھی نہ ایسی سانولی صورت محمدؐ کی

جسے اللہ سب سے پیشتر جنت مین بھیجے گا
جو ہوگی حشر مین تو ہوگی وہ اُمت محمدؐ کی

بنا کر رحمۃ للعالمین اللہ نے بھیجا
نہین محروم کوئی عام ہے رحمت محمدؐ کی

کسی عاصی کو لیجائینگے دوزخمین ملک کیونکر
کھڑی ہے راستا روکے ہوئے رحمت محمدؐ کی

لحد میری بنے یارب قریب روضۂ اقدس
قیامت تک رہے پیش نظر تربت محمدؐ کی

دو عالم مین خدا کے بعد سب سے شان برتر ہے
مرے مولا محمدؐ کی مرے حضرت محمدؐ کی

اُتر آیا ہے نور لیلۃ القدر اپنی آنکھونمین
سہانی واہ کتنی ہے شب فرقت محمدؐ کی

ہمارے ساتھ اگر چلتے تجمل بزم اقدس مین
دکھا لاتے کلیم اللہ کو ہم صورت محمدؐ کی

ہوئی ہے اور نہ ہوگی رائیگان اُلفت محمدؐ کی
قوی اُمید ہے دیکھین گے ہم صورت محمدؐ کی

اِدھر صدیقؓ کا مدفن اُدھر فاروقؓ کا مدفن
نہ ہے قربت بنی ہے بیچ مین تربت محمدؐ کی

کسی تدبیر سے تقدیر لڑ جائے ہماری بھی
کسی صورت سے ہم بھی دیکھ لین صورت محمدؐ کی

وہ ہے آمادۂ بخشش یہ مصروف شفاعت ہین
خدا سے ملتی جلتی ہے بہت عادت محمدؐ کی

کراماً کاتبین شام و سحر کیا کرتے رہتے ہین
لکھا کرتے ہین ہم تو رات دن مدحت محمدؐ کی

شفاعت کا تمام اہل گنہ کی بار اوٹھائے ہین
ذرا بار این نزاکت دیکھئے قوت محمدؐ کی

تماشا گاہ عالم سے کوئی مطلب نہین یارب
دکھانا ہو تو دکھلا دے ہمین صورت محمدؐ کی

ہمین کیونکر ہو مطلوب اپنا مطلوبؐ واصل
عنایت کر محمدؐ کے لیئے قربت محمدؐ کی

بتا دو زائرو مجھکو ذرا شوق زیارت کو
کہان جاتی ہے روضہ کی کہان تربت محمدؐ کی

حقیقت مین وہی اپنی ہی مدعی بھی تھا لیکن
خدائے کی بظاہر عرش پر دعوت محمدؐ کی

نہین ہم لائے ہین کبھی حرف گلہ لب تک
ستائے جسقدر رہا ہے ہمین فرقت محمدؐ کی

نصیب دشمنان حرمان ذرا الحشر تو ہونے دو
خدا دکھلائیگا دیکھین گے ہم صورت محمدؐ کی

تجمل ہے صلائے عام سارے مدح خوانونکو
پڑھین مدحت محمدؐ کی سنین مدحت محمدؐ کی

مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

نعرہ زن ہین کشتۂ تیغ ادائے غوث پاکؓ
لاکھ جانین ہون تو کر دیجے فدائے غوث پاکؓ

چشم باطن سے ہین ہم محو لقائے غوث پاکؓ
گوش دل سے سنتے رہتے ہین صدائے غوث پاکؓ

ساتھ لیجائینگے جنت مین مریدون کو تمام
ہوگا پورا حشر کے دن مدعائے غوث پاکؓ

سمجھین بیڑا پار اپنا دو جہان مین ہوگیا
ہم پہ ہو جائے جو اک چشم عطائے غوث پاکؓ

خواہ تڑپائین مجھے وہ خواہ دکھلائین جمال
اوسمین راضی ہم ہین جو کچھ ہو رضائے غوث پاکؓ

دے رہا ہون واسطہ یارب ترے محبوب کا
کر دے سارے مشکلین آسان برائے غوث پاکؓ

بہر سجدہ سر جھکاؤ دیکھ کر تعظیم سے
گر نظر آجائین تجھکو نقش پائے غوث پاکؓ

عاشقِ مولا بھی وہ معشوق بھی مولا کے ہین   ہین فدائی غوث الاعظم مین فدائی غوث پاک

مضطرب ہوکر ذرا گریان تو ہونے دو مجھے   جوش پر آجائیگا بحرِ عطائے غوث پاک

مہرِ محشر جس گھڑی اپنی تپش دکھلائیگا   دور کر چھپ جاؤنگا زیرِ ردائے غوث پاک

اُٹھ قدم پر سر جھکا دے پونچھ آنسو آنکھ سے   اے تحمّل لے مدد کو تیری آئے غوث پاک

خمسہ بر غزل عاشقِ محبوب الٰہی حضرت امیر خسرو دہلوی رح

خواجہ معین الدین حسن خورشید برج سنجری   ہے جلوہ گاہِ چشت مین ساری تری جلوہ گری

تن پر لباسِ سروری سر پر کلاہِ افسری   اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آذری

ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالا تری

آتے ہین خواجہ وہ تجھے انداز بندہ پروری   مشہور عالم ہوگئی تیری عنایت گستری

چہرے کو تیرے دیکھکر اُڑ جاتے ہین ہوش پری   تو از پری چابکتری وز برگِ گل نازکتری

وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

رُتبہ جو تو نے پایا ہے ولیونمین کوئی پائے تو   تیرے مقامِ خاص تک دیکھین ذرا ہم جائے تو

ہوکر حبیب اللہ کا ہند الولی کہلائے تو   عالم ہمہ یغمائے تو خلقِ خدا شیدائے تو

آن نرگسِ رعنائے تو آوردہ رسمِ دلبری

تو ہے وہ مطلوبِ جہان اے خواجۂ عالی حشم   گذرا ہے نظروں سے مری محبوب تجھسا کوئی کم

اہلِ جمال اہلِ کمال اہلِ عطا اہلِ کرم   آفاق را گردیدہ ام مہرِ بتان ورزیدہ ام

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

زیرِ فلک ہین جسقدر نامی منجم خوش سیر   مصروفِ سیرِ آسمان رہتے ہین جو شام و سحر

کہتے ہین وہ رُخ کو ترے ماہِ ولایت دیکھکر   ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر

شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری

تصویر جسکی چاند سی رہتی ہے میرے دلنشین   مانی سے کھینچ سکتی نہین اوسکی شبیہ نازنین

یہان لے کہنا مرا پھر بھی نہ آئے گر یقین
صورت گر نقاش چین رو صورت یارم ببین

یا صورتے کش اینچنین یا ترک کن صورت گری

قربان بشیر پاک کے جسنے بشارت مجکو دی
دعویٰ ہے ہستی کا غلط بے نیستی و نابودی
تعلیم مرشد سے ہوا حاصل یہ رنگ بیخودی
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

امیدوار فیض ہے در پر کھڑی خلق خدا
چشم عنایت سے ذرا دیکھو معین الاولیا
صرف اک تجلی ہی نہین خواہان نگاہ لطف کا
خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوئے غریبان بنگری

قصیدۂ نعتیہ پوربی زبان مین

دوری مین نبی جی کی کب آس ہے جینے کی
مرجاؤن سکھی ری مین حسرت مین مدینے کی
توصیف مین مکھڑے کی والشمس کی سورت ہے
نازل ہے الم نشرح تعریف مین سینے کی
جنت بھی اگر دیکھے جنت بھی ہو بلہاری
پھولی ہے سکھی ایسی پھلواری مدینے کی
گہری ہے بہت ندیا منجدھار پڑی نیّا
ملاحی کرو مولا امت کے سفینے کی
چل در پہ سکھی واکے خالق کے جو ہین پیارے
لے مان کہا مورا سن بات قرینے کی
رہ رہ کے کرت ہون اب فریاد مین دکھیاری
مر مر کے جیئت ہون مین حسرت مین مدینے کی
دھن مین تورے درشن کی موا رہی سدھ باقی
سونے کی نہ اوڑھنے کی کھانے کی نہ پینے کی
گلگشت کو نکلت ہین معراج کی شب حضرت
جنت کو بساوت ہین خوشبو سے پسینے کی

رحمت کے مزے نندن لوٹت ہین تجلی وہ
ہر پھر کے رہت ہین جو گلین مین مدینے کی

کیا عرب کا گلبدن محبوب خوش گفتار تھا
واہ کیا بوٹا سا قد کیا پھول سا رخسار تھا
مین جو خاک آستان سید ابرار تھا
تاج سر شاہونکا تھا سردارونکا سردار تھا

ناخدا جب آپ سا اے احمدؐ مختار تھا
بحرِ عصیان سے گنہگارونکا بیڑا پار تھا

مین ہون اوس فخرِ سُلیمانؑ کا غلامِ نیکنام
اِک کلیم اللہ بھی جسکا عصا بردار تھا

ناز اوٹھاتا تھا خدا پیارے رسولؐ اللہ کے
کیا محبت کیا عنایت کیا کرم کیا پیار تھا

مِل گیا جب شربتِ دیدارِ محبوبِ خدا
پھر نہ تھا کوئی مرض مجکو نہ مین بیمار تھا

دست بستہ ہوتے تھے حاضر ملایک باادب
یا محمدؐ آپ کا دربار وہ دربار تھا

آکے واپس ہند مین ہے مجکو نا منظور موت
گر مدینے مین اجل آتی کسے اِنکار تھا

ملگئے خیر الوریٰ تو مِل گیا سب کچھ مجھے
کِس کا طالب در مین اے ایزدِ غفار تھا

تھا ازل کے دن سے مستِ بادۂ عشقِ رسولؐ
رند مشرب تھا نہ بیکش تھا نہ مین میخوار تھا

کیون نہ پڑھتا پیش حق وصفِ دُرِ دندانِ شاہ
مُفت مین کیا ملنے والا موتیون کا ہار تھا

دوزخ و جنت کی کنجی بے طلب اسکو ملی
کِسپہ ایسا یا شہِ والا خدا کا پیار تھا

گر دکھا دیتا مجھے اللہ دنیا مین جمال
شوقِ دیدارِ نبیؐ اِکبار کیا سو بار تھا

کالی کملی مین چھپا لیتے نہ کیون مولا مجھے
بدعمل تھا روسیہ تھا معصیت کردار تھا

اے تجمل بحرِ عصیان گو بہت تھا موجزن
اَلمدد یا مصطفیٰؐ کہتے ہی بیڑا پار تھا

مناقب حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

کونسے دل مین نہین رنگ رنگیلا میرا
ہر نظر مین ہے بسا چھیل چھبیلا میرا

داغ عصیان کے مٹا دیگا مری دامن سے
رنگ عرفان مین ڈبا دیگا رنگیلا میرا

حشر مین ہوگی مریدونکی نہ جبتک بخشش
ہٹنے والا نہین میدان سے ہٹیلا میرا

اولیاؒ چشت کے سارے ہین براتی جسکے
چشم بد دور وہ دولہ ہے سجیلا میرا

خواجہ صاحب ہین معین غوثؓ مکرم حامی
ایک سے ایک ہے بڑھ چڑھکے وسیلا میرا

حق پرستی کا تماشا نظر آیا سبکو
آیا اجمیر مین جب چھیل چھبیلا میرا

نام لیوا ہین ترا اور ہین گھر بھر میرے
مین بہشتی ہون مرے ساتھ قبیلا میرا

گلرخانِ چمنِ دہر ہوں دل سے قربان — رنگ روپ اپنا دکھا دے جو رنگیلا میرا
در سے خواجہ کے جو انعام میں لے ہی کے ٹلا — خواجہ والوں نے رکھا نام ہٹیلا میرا
چیخ رہا ہے نگہ خلق میں اللہ اللہ — بس رہا ہے دلِ عالم میں رنگیلا میرا
اے تجمل سے دل و جان و جگر کا مالک — وہ رنگیلا وہ چھبیلا وہ سجیلا میرا

مناقب حضرت پیر مرشد خواجہ حافظ شاہ محمد نذیر چشتی النظامی قادری الفخری رحمۃ اللہ علیہ

کیوں نہ ہر دم رُخ رہے سوئے نذیرؒ — کعبۂ مقصود ہے کوئے نذیرؒ
کیا پڑی ہے ایسی جلدی اے اجل — دیکھ لینے دے ذرا روئے نذیرؒ
کھل رہا ہے نافۂ مشکِ تتار — آ رہی ہے بوئے گیسوئے نذیرؒ
کیا سراپا نور کی تصویر ہے — میں فدائے حسنِ دلجوئے نذیرؒ
پاتے رہتے ہیں حیاتِ جاوداں — کشتگانِ تیغ ابروئے نذیرؒ
سیرِ جنت ہو مبارک شیخ کو — ہم ہیں اور نظارۂ کوئے نذیرؒ
آشکارا ہے مثالِ آفتاب — سیکڑوں پردوں میں بھی روئے نذیرؒ
ہو وہ محویت کہ میں دیکھا کروں — ٹکٹکی باندھے ہوئے سوئے نذیرؒ
اے تجمل ہیں وہ مولانا بشیر — جنہنے دکھلائی رہِ کوئے نذیرؒ

صندل

جو میرے پیر کے دربار کا اٹھا صندل — گلِ بہشت کے مانند کھل گیا صندل
نکیوں ہو نور فشاں طشتِ نور میں بھر کر — جناں سے لائی ہیں حورانِ خوش ادا صندل
مزارِ خواجہ محمد نذیرؒ چشتی پر — چڑھا رہے ہیں ملایک بصد ولا صندل
دماغِ خلق معطر ہے اسکی خوشبو سے — ہے عطرِ خلدِ بریں میں بسا ہوا صندل
مٹا رہا ہے دلِ اہلِ دید سے کلفت — دکھا رہا ہے بہاریں یہ جانفزا صندل
بنا ہے کوچۂ برہان نور بقعۂ نور — ہوا ہے جلوہ نما کیا یہ پرضیا صندل

یہ آرزو ہے کہ سنکر بشیر پاک کہین
رقم کیا ہے تجمل نے واہ کیا صندل

صندل دربار گہربار حضرت پیر عبداللہ عرف پیدرو شاہ رحمۃ اللہ علیہ

پیرِ عالی جاہ کا صندل اوٹھا
شاہ عبداللہ کا صندل اوٹھا

بلبل شیدا ہین جسکے اہلِ دل
اوس گلِ دلخواہ کا صندل اوٹھا

کیون نہ نورِ معرفت ہو آشکار
مردِ حق آگاہ کا صندل اوٹھا

غمزدون کے ہو گئے دل باغ باغ
بیکسون کے شاہ کا صندل اوٹھا

آنکھین ٹھنڈی اہلِ نظارہ کی ہین
نور افشان ماہ کا صندل اوٹھا

لائی ہین حورین جنان سے طشت مین
عارفِ باللہ کا صندل اوٹھا

جسکے مشتاقِ تماشا ہین ملک
اوس زمین کے ماہ کا صندل اوٹھا

ہو گیا سرسبز کشتِ آرزو
اپنے خضرِ راہ کا صندل اوٹھا

دھوم ہے اعجاز کی جسکے مچی
اوس ولی اللہ کا صندل اوٹھا

ہین گدا جس آستان کے تاجدار
ایسے شاہنشاہ کا صندل اوٹھا

اے تجمل شور ہے یہ ہر طرف
تاجِ اہل اللہ کا صندل اوٹھا

ولہ

پیرِ عالی شان کے دربار کا صندل اوٹھا
میرے مولا کا مرے سردار کا صندل اوٹھا

نامِ نامی جسکا ہے مشہور عبداللہ شاہ
اوس گلِ خوبی مہِ انوار کا صندل اوٹھا

کہہ رہی ہین آسمان سے جھانک کر حورانِ خلد
کس کے یہ دربار گوہربار کا صندل اوٹھا

او دنیا مین جسکا ہے اعلی سے اعلی مرتبہ
یہ زمین پر اوس مہِ انوار کا صندل اوٹھا

جسکے در پر سر جھکاتے ہین سلاطینِ جہان
اوس ولیِ پاک کی سرکار کا صندل اوٹھا

کیون نہ سر آنکھون سے حاضر طالبانِ فیض ہون
اہلِ دین کے مونس و غمخوار کا صندل اوٹھا

مچ رہی ہے بمبئی کے ہر گلی کوچے مین دھوم
پیرِ برحق شاہِ خوش اطوار کا صندل اوٹھا

اصفیا کی ہوں نثار ارواحِ مقدس ہوں شریک — اتقیا کے نامور سردار کا صندل اوٹھا
نکہتِ عطرِ بہشتی سے معطر ہیں دماغ — مظہرِ شانِ شہِ ابرار کا صندل اوٹھا
جسکے دم سے ہے گلستانِ ولایت پُر بہار — ہمصفیرو اُس گُلِ گلزار کا صندل اوٹھا
اے تجلّی ہے کرامت جسکی روشن مثلِ مہر — دھوم سے اُس ماہِ پُرانوار کا صندل اوٹھا

صندل مزارِ پُرانوار حضرت حاجی عظمت اللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

سرورِ ذیجاہ کا صندل اوٹھا — پیرِ حق آگاہ کا صندل اوٹھا
مرشدِ دلخواہ کا صندل اوٹھا — عارفِ باللہ کا صندل اوٹھا

لو ولیؔ اللہ کا صندل اوٹھا
عظمۃ اللہ شاہ کا صندل اوٹھا

دھوم ہے اہلِ جہاں ہیں کس قدر — ہو رہے ہیں مجتمع اہلِ نظر
آرہی ہے رحمتِ حق جوش پر — فیضِ روحِ پاک کا دیکھو اثر

لو ولیؔ اللہ کا صندل اوٹھا
عظمۃ اللہ شاہ کا صندل اوٹھا

ساتھ ہے اک مجمعِ اہلِ ثواب — بے نظیر و بے مثال و لاجواب
کھل رہا ہے خانۂ رحمت کا باب — ہو رہے ہیں اہلِ عالم فیضیاب

لو ولیؔ اللہ کا صندل اوٹھا
عظمۃ اللہ شاہ کا صندل اوٹھا

رنگ پر ہے شانِ فضلِ ایزدی — ہے شگفتہ دل ہر اک پیر و صبی
ہے مشامِ جان کو حاصل تازگی — ہر گلی خوشبو سے ہے مہکی ہوئی

لو ولیؔ اللہ کا صندل اوٹھا
عظمۃ اللہ شاہ کا صندل اوٹھا

سر کے بل حاضر ہوئے ہین دیندار
ہو کے خوش یون کہہ رہے ہین جان نثار
اہل دل عالی مراتب ذی وقار
کیا نظر آتی ہے آنکھون کو بہار

لو ولی اللہ کا صندل اوٹھا
عظمت اللہ شاہ کا صندل اوٹھا

آتی ہے بادِ بہاری جھوم جھوم
کھل رہی ہین دیدۂ چشمِ نجوم
کر رہی ہے سَیر ہر سو گھوم گھوم
مچ رہی ہے ہر گلی کوچہ مین دُھوم

لو ولی اللہ کا صندل اوٹھا
عظمت اللہ شاہ کا صندل اوٹھا

اُلفتِ خاصانِ ربّ العالمین
کیون شریکِ اجر ہو جاتے نہین
ہے تجمّل اپنا ایمان اپنا دین
ہین کہان خوش اعتقادِ اہلِ یقین

لو ولی اللہ کا صندل اوٹھا
عظمت اللہ شاہ کا صندل اوٹھا

صندل دَربارِ دُربارِ حضرت پیر محمود میان چشتی احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

پیر محمود میان کا جو اوٹھا ہے صندل
وا ہ کیا عطرِ بہشتی مین بسا ہے صندل

با ادب تربتِ اقدس پہ چڑھانے کے لئے
طشت مین نور کے حورون نے بھرا ہے صندل

احمد آباد مین ہے لطفِ بہارِ جنّت
قبر پر چڑھ کے شگفتہ جو ہوا ہے صندل

وقتِ نظّارہ ہوئی جاتی ہین آنکھین ٹھنڈی
دیکھو اے اہلِ نظر جلوہ نما ہے صندل

آسمان والے بھی حیرت سے تماشائی ہین
کس قدر حشمت و شوکت سی اُٹھا ہے صندل

کیون نہ خوشبو سے معطر ہو دماغِ عالم
مثلِ گلدستۂ فردوس کھلا ہے صندل

اوسکو دعوی ہے عقیدت سے بہشتی ہون مین
پیر چشتی کا جسے ہاتھ لگا ہے صندل

دیکھکر کہتے ہین دیندار کہ سُبحانَ اللہ
کیا بہار سکی ہے کیا صلّ علیٰ ہے صندل

آرزو یہ ہے کہ ہو جائے تجمّل مقبول ۔ ہمنے فرمایش احمد سے لکھا ہے صندل

ولہ

دھوم سے آج اوٹھا پیر خوش اطوار کا صندل ۔ یعنے محمود میاں چشتی کے دربار کا صندل
خوب مہکا ہوا ہے اوس گل گلزار کا صندل ۔ کس قدر نور فشاں ہے مہ انوار کا صندل

سر کے بل آئی ہے خلقت ۔ واہ ری شوق زیارت ۔ کرکے اظہار عقیدت ۔ ہے تمنا ملے نعمت
چمکے قسمت ۔ پائے راحت ۔ مٹے حسرت ۔ ہو مسرت
ہاتھ آجائے اگر صاحب اسرار کا صندل

ورد لب صلّ علی ہے ۔ واہ کیا فضل خدا ہے ۔ جلوہ گر نور ہوا ہے ۔ بارش ابر عطا ہے
کیا فضا ہے ۔ رنگ کیا ہے ۔ گل کھلا ہے ۔ خوشنما ہے
قابل دید ہے اس چشت کے سردار کا صندل

ہوا جس جس کا گذر ہے ۔ شاد ہر ایک بشر ہے ۔ فضل مولیٰ کی خبر ہے ۔ رحمت حق پہ نظر ہے
کیا اثر ہے ۔ خوش جگر ہے ۔ رنگ پر ہے ۔ بہرہ ور ہے
کیا گہر ریز ہوا ہے مرے سرکار کا صندل

پیر چشتی کا یہ مدفن ۔ گویا جنت کا ہے گلشن ۔ شیخ ہوں یا کہ برہمن ۔ وارتے رہتے ہیں تن من
دیکھو معدن ۔ لوٹو مخزن ۔ بھر لو دامن ۔ مشفق من
ہاں طلبگار واوٹھا ہے مہ انوار کا صندل

کب سے مشتاق جہاں ہے ۔ یہ دم حسن بیان ہے ۔ اے تجمل تو کہاں ہے ۔ لطف گلزار جناں ہے
ضو عیاں ہے ۔ شادماں ہے ۔ جو یہاں ہے ۔ تر زباں ہے
رنگ دکھلاتا ہے تازہ گل گلزار کا صندل

ولہ

ہے اوٹھا قطب جہاں ماہ پر انوار کا صندل ۔ پیر محمود میاں صاحب اسرار کا صندل

عاشقِ حسنِ نبیؐ حق کے طلبگار کا صندل | گلشنِ چشت کے نامی گلِ گلزار کا صندل
جمع ہے دیکھئے خلقت | لیکے ارمانِ زیارت | دل ہے معمورِ عقیدت | تا ملے حصۂ نعمت
جائے کلفت | آئے فرحت | خوش نہایت | ہو طبیعت
عالم افروز ہے عالم کے مددگار کا صندل

دھوم ہے صلّ علیٰ کی | کیا گھڑی ہے یہ سہانی | شاد ہے ساری خدائی | رحمتِ حق کی ہے باری
ضَو ہے پھیلی | سرفرازی | ہوئی ایسی | خوش ہوا جی
کیون نہو ہے یہ گلِ گلشنِ ابرار کا صندل

سر کے بل لوگ ہین آئے | باادب سر کو جھکائے | حوصلہ دل کا بڑھائے | آس رحمت کی لگائے
داد پائے | مسکرائے | ہاتھ اُٹھائے | غل مچائے
ہے یہ بیچارون کے حامی و مددگار کا صندل

خلق ہین دھوم مچی ہے | دلکو فرحت وہ ہوئی ہے | کیا بہار آج نئی ہے | باغ ہر ایک گلی ہے
عمدگی ہے | دیدنی ہے | شادجی ہے | کیا خوشی ہے
عطر افشان ہے گلِ گلشنِ اسرار کا صندل

کیا ہین صندل کے فضایل | روح ولیونکی ہے شامل | رحمتِ حق ہوئی نازل | ہین نواسنج عنادل
کیون نہ مایل | سب کا ہو دل | ہوگا کامل | فیض حاصل
قطبِ آفاق کے ہے قبرِ پُرانوار کا صندل

آئے ہین جتنے مسلمان | سب کا تازہ ہوا ایمان | شانِ رحمت پہ ہین قربان | مغفرت کا ہوا سامان
رنگ عرفان | ہے نمایان | ابر احسان | ہے دُرافشان
قلزمِ فیض کے ہے گوہرِ اسرار کا صندل

اے تجلّی ہو کہان گم | آؤ ہو نو ترنّم | ہے روان فیض کا قلزم | ہے گھرا ابرِ ترحم
باتکرّم | لب مرقوم | پُر تبسم | ہے چلو تم

اب پڑھو پیر طرحدار کے دربار کا صندل

در مدح حضرت پیر فرید میاں چشتی احمد آبادی

فرید الدین چشتی پر جو مایل ہو نہین سکتا
وہ ناقص ہی ہیگا مردِ کامل ہو نہین سکتا
نہین آگاہ دل جبتلک بے آداب بزرگان سے
ترے دربارِ اقدس مین وہ شامل ہو نہین سکتا
مرا مولا ہے تو کعبہ مرا ہے آستان تیرا
بجز اس در کے مقصد دل کا حاصل ہو نہین سکتا
تجھے پائے تو مل جاتا ہے معشوقِ حقیقی بھی
تجھے دیکھے تو پردہ کوئی حایل ہو نہین سکتا
فرید الدین چشتی جسکے ہادی اور رہبر ہون
مسافر وہ کبھی گم کردہ منزل ہو نہین سکتا
طبیعت اپنی بہلیگی گلی مین پیر و مرشد کی
یہان کوئی علاجِ وحشت دل ہو نہین سکتا
غلام اک خواجگانِ چشت کا مین اے تجمل ہون
مرا دل شوکتِ شاہی پہ مایل ہو نہین سکتا

و لہٗ

ہون طالب فیض مین گشتۂ غم یا پیر فرید میان چشتی
ہو جائے نگاہِ لطف و کرم یا پیر فرید میان چشتی
اب شاد دلِ ناشاد کرو فریاد سنو امداد کرو
ہوتے ہین فلک کے مجھپہ ستم یا پیر فرید میان چشتی
کشتی ہے مری منجدھار پڑی اب پار لگاؤ ناؤ مری
ہوتا ہون غریقِ بحرِ الم یا پیر فرید میان چشتی
وہ قبلۂ اہلِ کمال ہو تم وہ صاحب جاہ و جلال ہو تم
اکسیر تمھاری ہے خاکِ قدم یا پیر فرید میان چشتی
رنج اور الم سے چھڑانے کو آفت سے تمام بچانے کو
کافی ہے تمھاری چشمِ کرم یا پیر فرید میان چشتی
دل کی جو مراد نہ پاؤن گا ہرگز نہ کہین مین جاؤن گا

یہ چھوڑکے در خالق کی قسم یا پیر فرید میاں چشتی
ناچیز تجمل لکھے ثنا کیا وہ ہے اور اوسکی مجال ہے کیا
مداح تمھارا ہے عالم یا پیر فرید میاں چشتی

ولہ

آرزوؤں کا مری لبریز پیمانہ رہے
پیرو مرشد کا مرے آباد میخانہ رہے
بلبلِ باغِ فریدالدین چشتی ہے لقب
میرے نغموں مین نکیوں اندازِ مستانہ رہے
بس رہی ہے ابتو ان آنکھوںمین صورت پیر کی
خواہ پیشِ چشم کعبہ خواہ بتخانہ رہے
ہو رہی تھی عشقِ یوسف مین زلیخا باؤلی
ہوش مین کیونکر تری صورت کا دیوانہ رہے
تیری شاہانہ ہین باتین تیرا شاہانہ مزاج
کیون نہ طالب مین ترے شانِ گدایانہ رہے
تیرے مستونکی تمنا ہے یہی پیرِ مغان
ہو بغل مین شیشہ اور ہاتھومین پیمانہ رہے
شمع پر وانے کو بلبل کو مبارکباد گل
اے تجمل تو فدائے روئے جانانہ رہے

ولہ

مین طالب ہون خداوندا فریدالدین چشتی کا
بنادے مجکو متوالا فریدالدین چشتی کا
رہا کرتا ہے ہردم طالبانِ فیض کا مجمع
وہ ہے دربار مولانا فریدالدین چشتی کا
نکیونکر ناز اپنے بخت پر ہو مجکو خالق نے
ازل سے کردیا شیدا فریدالدین چشتی کا
ملین دلکی مرادین آرزوئین ہوگئین پوری
جو دامن میرے ہاتھ آیا فریدالدین چشتی کا
نظر آؤن ہین مست بادۂ عرفان زمانے مین
کہا جاؤن مین متوالا فریدالدین چشتی کا
جمالِ مصطفےٰ انمین نظر آتا ہے طالب کو
ہے نورِ حق رخِ زیبا فریدالدین چشتی کا
نہین دیر و حرم سے کام کوئی مجکو عالم مین
مجھے کافی ہے دروازا فریدالدین چشتی کا
بتادیتے ہین تجکو بات گرکی اے دلِ نادان
جپا کر نام تو داتا فریدالدین چشتی کا
جو پہونچین احمد آباد اے تجمل بمبئی سے ہم
تو دیکھین چہرۂ زیبا فریدالدین چشتی کا

در مناقب حضرت سلطان محمّد صاحب عرف پیر مولانا رحمۃ اللہ علیہ

سلطان محمد کے شیرون نے جو للکارا / شیرانِ نیستان کا دل ہوگیا صد پارا
چوکھٹ پہ رہے مجمع اربابِ عقیدت کا / رحمت کا تری مولا بجتا رہے نقّارا
وہ پیر ہو مولانا سلطان محمّد تم / ہے طورِ عطا دلکش اندازِ کرم پیارا
اظہارِ کرامت کی حاجت نہین ہے کوئی / تم قطبِ زمانہ ہو واقف ہے جہان سارا
تربت وہ تمھاری ہے رحمت سی برستی ہے / زوّار کو ہوتا ہے فردوس کا نظّارا
اک چشمِ عنایت ہو تو شاد طبیعت ہو / گھیرا ہے مصیبت نے آفت کا ہون مین مارا
سایل جو ہوا آکر اے غمزدون کے رہبر / مشکل ہوئی حل اوسکی غم سے ہوا چھٹکارا
اقلیم ولایت کے سلطان ہین مولانا / بجتا ہے کرامت کا کس دھوم سے نقّارا
بے مثل تجمّل نے اشعار یہ ہین لکّھے / جو چاہے کہے حاسد قایل ہے جہان سارا

ولہ

سگِ دربار ہون مین آپکا یا پیر مولانا / مقابل میرے ٹھہرین شیر کیا یا پیر مولانا
بہت بیتاب ہون صبح و مسا یا پیر مولانا / دکھا دو مجکو روئے پُرضیا یا پیر مولانا
بھٹک سکتا نہین زنہار وہ راہِ طریقت مین / ملا ہے جسکو تم سا رہنما یا پیر مولانا
بہارِ باغِ جنت دیکھتے ہین باندری والے / بنا ہے جیسے مدفن آپکا یا پیر مولانا
تمھارا شیر ہون مین شیر تم ہو شیر خالق کے / مین تم پر تم فدائے مرتضیٰ یا پیر مولانا
ابھی بحرِ الم سے اپنا بیڑا پار ہو جائے / اگر ہو آپ کی چشمِ عطا یا پیر مولانا
تم ایسے مرشدِ برحق ولی ہو عارفِ حق ہو / کرامت کا ہے شہرہ جابجا یا پیر مولانا
کسی کی سرپرستی کی نہین پروا نہین پروا / مرے سر پر ہے دامن آپکا یا پیر مولانا

مرادین ہوچکین پوری تمام امیدوارونکی
تجمّل پر بھی ہو چشمِ عطا یا پیر مولانا

آمین

حمدِ خدائے اکرم	پروردگارِ عالم	کس منھ سے کرسکین ہم	سُبحان من یّرانی
ایسی ہے حمد اوسکی	کب کرسکا ہے کوئی	عاجز ہین انبیا بھی	سُبحان من یّرانی
معبودِ دوجہان ہے	مقصودِ انس و جان ہے	موجود ہر زمان ہے	سُبحان من یّرانی
ربِّ قدیر ہے وہ	ہان بے نظیر ہے وہ	بے شک خبیر ہے وہ	سُبحان من یّرانی
پھر حمد اے برادر	ہمسے ادا ہو کیونکر	کہنا یہی ہے بہتر	سُبحان من یّرانی
نعتِ شہِ رسالت	وصفِ شفیعِ اُمّت	دشوار ہے نہایت	سُبحان من یّرانی
محبوب ہین خدا کے	مطلوب کبریا کے	سرتاج انبیا کے	سُبحان من یّرانی
ایسی ہے شان پیاری	قربان ہے خلق ساری	ہے دین اونکا جاری	سُبحان من یّرانی
اصحابؓ و آلؓ اونکے	ہین قصرِ دین کے کھمبے	اعلیٰ ہین اونکے رُتبے	سُبحان من یّرانی
چمکائین دینِ احمدؐ	اونکے رہے ہین مقصد	رحمت ہو اونپہ بیحد	سُبحان من یّرانی
کہتے ہین جسکو قرآن	وہ ہے کلامِ یزدان	اپنا ہے دین و ایمان	سُبحان من یّرانی
قرآن کی فضیلت	کیا ہے عجب ہے نعمت	پڑھتے ہین اہلِ قسمت	سُبحان من یّرانی
عظمت ہے اوسکی برتر	ہے پاک اور مطہّر	قربان ہون ہم نکیونکر	سُبحان من یّرانی
قرآنکے پڑھنے والے	وہ ہون جوان کہ بچّے	حقکے ہین پیارے بندے	سُبحان من یّرانی
جسکا ہو ختم قرآن	لازم ہے اور شایان	خوش ہووہ اہلِ ایمان	سُبحان من یّرانی
اللہ رے مسرت	کتنی ہے خوش طبیعت	نازل ہے رب کی رحمت	سُبحان من یّرانی
ہم مین جو نیک تر ہے	فرزند خوش سیر ہے	تارونمین اک قمر ہے	سُبحان من یّرانی
قسمت ہے اُسکی چمکی	نعمت عجیب پائی	ہے روز کامیابی	سُبحان من یّرانی
سہرا خوشی کا سر پر	ہے اوسکے جلوہ گستر	ہم شاد ہون نکیونکر	سُبحان من یّرانی
اوسکا ہے ختم قرآن	امروز اہلِ ایمان	ہے یہ خوشی کا سامان	سُبحان من یّرانی

جلسہ یہ ہے طرب کا مجمع نہایت اچھا
ہے وقتِ فضلِ مولا سبحان من یرانی

ہے یہ دعا ہماری ہو علم مین ترقی
رتبہ ہو اسکا عالی سبحان من یرانی

مانباپ ہین جو اسکے جامہ مین آج اپنے
پھولے نہین سماتے سبحان من یرانی

نورِ نظر نے پڑھکر قرآن کیا ہے خوشتر
کتنا ہے خوش مقدر سبحان من یرانی

اور اقربا ہین جتنے ہین شادکام سارے
جاری ہین لب پہ نعرے سبحان من یرانی

اونکو مبارک ایسا جلسہ مسرت افزا
ارمان دلونکا نکلا سبحان من یرانی

موقع یہ ایسے یارو جتنی خوشی ہو اونکو
زیبا ہے بولو بولو سبحان من یرانی

اوستادِ مہربان کا جو حق ہے وہ سمجھنا
سب کا ہے فرض اعلا سبحان من یرانی

انعام مال و زر دین اظہار شان کر دین
منہ موتیونسے بھر دین سبحان من یرانی

خلعت دین بیش قیمت خوش ہو کے حسب ہمت
ہو شہرہ سخاوت سبحان من یرانی

اوستاد نے جو پایا حق اپنے حسب منشا
دلسے دعائین دیگا سبحان من یرانی

شیرینی ہمنے پائی کیا خوب ہے مٹھائی
لب پر صدا یہ آئی سبحان من یرانی

پھول اور پان پاکر کھلکر ہوئے گلِ تر
کیا ہو رہے ہین خوشتر سبحان من یرانی

پڑھ لکھکے ہو یہ کامل نیکی پہ دل ہو مایل
ہو علم و فضل حاصل سبحان من یرانی

مضمونکے کھل گئے گل تحسین کا مچا غل
کہہ شوق سے تجمّل سبحان من یرانی

مناجات آب باران

ننگے سر نکلے ہین ہم یارب دعا کے واسطے
پانی برسا دے محمد مصطفٰے کے واسطے

سر جھکاتے ہین ادب سے آستانے پہ ترے
گڑگڑاتے ہین حصولِ مدعا کے واسطے

جھوم کر برسے جو تیرے ابرِ رحمت کی طرح
ہے ترستی آنکھ اوس کالی گھٹا کے واسطے

داغِ غم دل سے مٹا شانِ کرم دکھلا ہمین
یا الٰہی اپنے ہی فضل و عطا کے واسطے

دیکھ بندون کی طرف مولا نگاہِ رحم سے
رحمۃ للعالمین شاہِ ہدا کے واسطے

آبِ باراں دھوم سے برسے مٹے رنج و قلق
حضرتِ صدیقؓ اکبر باصفا کے واسطے

چمکے بجلی گرجے بادل برسے پانی زور سے
حضرتِ فاروقؓ کے عدل و عطا کے واسطے

لاج رکھلے ہم سیہ کارونکی پانی بھیجدے
حضرتِ عثمانؓ نامی باحیا کے واسطے

کردے پوری حاجتیں برسادے بادل فضل کا
حضرتِ مولا علیؓ مشکلکشا کے واسطے

جو کہ ہے مولا علیؓ کا لاڈلا پیارا حسنؓ
جلوۂ رحمت دکھا اوس مہ لقا کے واسطے

کردے ساری خلق کی سوکھی ہوئی کھیتی ہری
جانِ پیغمبر شہیدِ کربلا کے واسطے

بھردے پانی سے جہانکے چشمہ و تالاب کو
غوث الاعظمؓ بادشاہِ اولیا کے واسطے

سارے عالم مین لگادے اب تو بارش کی جھڑی
خواجۂ اجمیرؒ کی شانِ عطا کے واسطے

باغ کو شاداب ہر اک نخل کو کردے نہال
انبیاؑ و اولیاؒ و اصفیاؒ کے واسطے

کررہے ہین سب نزولِ آبِ رحمت کی دعا
ہاتھ اوٹھا تو بھی تحمّل التجا کے واسطے

ولہ

اے خدا بہرِ نبیؐ دھوم سے برسے پانی
شانِ رحمت کی تری آج دکھادے پانی

چشمِ تر چاک جگر خاک بسر ہم ہو کر
پانی برسادے طلب کرتے ہین تجھ سے پانی

زندگانی کی نہین آس لبون پر دم ہے
ساری مخلوق کا ہے حال برا بے پانی

ہو ترا فضل تو لگ جائے جھڑی بارش کی
ہو ترا لطف تو کھل کر ابھی برسے پانی

خاک اوڑتی ہے اوداسی ہے دلونپر چھائی
خون ہے خشک برستا نہین جب سے پانی

ہائے ساون مین بھی پڑتی ہے غضب کی گرمی
دل ترستا ہے نہین پاتے ہین پیاسے پانی

تو ہی فریاد غریبون کی ہے سننے والا
کیون تجھی سے تری مخلوق نہ مانگے پانی

کیون نہین بحرِ کرم جوش مین آتا مولیٰ
دیر سے مانگ رہے ہین ترے بندے پانی

ایسی بارش ہو لگاتار زمانے بھر مین
سوکھے کھیتون مین لبالب نظر آئے پانی

نخلِ امید کو مخلوق کے کرکے سرسبز
حوض اور چشمہ و تالاب مین بھردے پانی

ہو مناجات تجمّل کی خدایا مقبول	جھوم کر ابر اوٹھے دھوم سے برسے پانی

ولہ

الٰہی بھیجدے پانی	مچادی دھوم بارش کی	دکھادی شانِ غفّاری	مچادی دھوم بارش کی
طفیلِ مصطفٰے یارب	طفیلِ مرتضٰی یارب	طفیلِ اولیا یارب	مچادی دھوم بارش کی
ہے گرمی ایسی ساون مین	لگی ہے آگ تن من مین	بہار آجائے گلشن مین	مچادی دھوم بارش کی
گھٹا گھنگھور وہ اوٹھے	ادھر برسے اُدھر برسے	ندی نالے کنوئین بھردے	مچادے دھوم بارش کی
تمنّا ہے یہی دل کی	بجھادے تشنگی دل کی	کھلادے اب کلی دل کی	مچادے دھوم بارش کی
فضائے موسمِ باران	عیان ہو خالقِ دوران	ہری ہون سبزہ و ریحان	مچادے دھوم بارش کی
دلِ مخلوق مضطر ہے	خدایا حال ابتر ہے	نظر تیرے کرم پر ہے	مچادے دھوم بارش کی
وہ برسے ابرِ رحمت کا	کہ دل ٹھنڈا ہو خلقت کا	سمان دکھلادے فرحت کا	مچادے دھوم بارش کی
جو یارب تیرا فرمان ہو	نزولِ آبِ باران ہو	دلِ مخلوق شادان ہو	مچادے دھوم بارش کی
پریشان ہین جہان والے	پھنسے ہین غم مین بیچارے	تری قربان تری صدقے	مچادے دھوم بارش کی
دلونپر ایسے صدمے ہین	قلق سے زرد چہرے ہین	لبونپر سبکے نعرے ہین	مچادے دھوم بارش کی
نظر ہم سب کی ہو ٹھنڈی	دکھا آنکھونکو ہریالی	لگادے اب جھڑی ایسی	مچادے دھوم بارش کی
ہین پانی مانگنے نکلے	مرے مولا ترے بندے	ہین پیاسے آبِ رحمت کے	مچادے دھوم بارش کی
بہت ہم مضطرب ہوکر	دعا کرتے ہین ننگے سر	بس اب ای خالقِ اکبر	مچادے دھوم بارش کی
تجمّل اے مرے مولا	عطا کا تیری ہے جویا	دکھادے جوشِ رحمت کا	مچادے دھوم بارش کی

ولہ

دکھا شانِ کرم اپنی	الٰہی بھیجدے پانی	گھٹا چھاجائے رحمت کی	الٰہی بھیجدے پانی
بہت خلقت ہے گھبرائی	اوداسی لبپہ ہے چھائی	لبونپر جانِ زار آئی	الٰہی بھیجدے پانی
ترے بندے پریشان ہین	تری رحمت کے خواہان ہین	یہ دلمین سبکے ارمان ہین	الٰہی بھیجدے پانی

پانی

یہی خواہش ہے ہم سب کی	پڑے پانی اوڑھے بدلی
گھٹا وہ جھوم کر آئے	اور استانہ دکھلائے
بڑھی ہے ایسی بیتابی	نہین راحت نظر آتی
چلے گرمی کے وہ جھونکے	کہ دل مین سب کے مرجھائے
طفیلِ شافعِ محشر	قسیمِ جنت و کوثر
تو مالک اور مولا ہے	سبھون پر فضل تیرا ہے

ہری دنیا کی ہو کھیتی	الٰہی بھیجدے پانی
ہر اک تالاب بھر جائے	الٰہی بھیجدے پانی
مٹے ساری پریشانی	الٰہی بھیجدے پانی
شجر سرسبز ہون سارے	الٰہی بھیجدے پانی
نظر رحمت کی ہو ہمپر	الٰہی بھیجدے پانی
تجمل بھی یہ کہتا ہے	الٰہی بھیجدے پانی

شکریۂ نزول آب باران

واہ کیا ابرِ کرم جھوم کے برسا یارب	شکر ہے شکر ترے فضل و عطا کا یارب
مٹ گیا سوزِ جگر لگ گئی بارش کی جھڑی	سبز و شاداب نظر آتی ہے دنیا یارب
شادیانے کی طرح زور سے بادل گرجا	بجگیا تیری عنایات کا ڈنکا یارب
تشنہ لب جتنے تھے سیراب نظر آتے ہین	موجزن ہے وہ ترے رحم کا دریا یارب
گلشنِ دہر مین ہر نخل پھلا اور پھولا	جمگیا رنگ ترے فضل و کرم کا یارب
غم مٹا رنج گیا دل سے ترے بندون کے	شادمان خوب ہوئے اہلِ تمنا یارب
کھل گئے غنچۂ امید گلون کے مانند	چل گیا تیری عنایت کا وہ جھونکا یارب
خوانِ رحمت سے ترے خوانِ عنایت سے ترے	کوئی محروم جہان مین نہین رہتا یارب
یونہی بارش رہے رحمت کی ترے عالم مین	یونہی سرسبز رہے کشتِ تمنا یارب
تو نے فریاد غریبون کی سنی ہے کیا خوب	شکر کس منہ سے کرین تیری عطا کا یارب
ہم فدا جان تری بندہ نوازی پہ کرین	تو نے قدرت کا دکھایا وہ تماشا یارب
آب باران کے طلبگار تھے ہم کل تجھ سے	آج لب پر ہے ترے شکر کا نعرا یارب
چھا گئی فضل و کرم کی ترے ایسی بدلی	رنگ ہی گلشنِ آفاق کا بدلا یارب
شاد و کام اپنی عنایت سے تو رکھ عالم مین	کوئی بندہ نہو محتاج کسیکا یارب

یہ تجمل کی دُعا بہرِ نبیؐ ہو مقبول | شاد مخلوق ہو آباد ہو دُنیا یارب

قطعۂ تاریخ تشریف آوری از حج و زیارت حضرت پیر و مرشد مولانا و مرشدنا حافظ سراج احمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی

پھرے حج و زیارت کر کے مولانا سراج احمد | قدمبوسی کی یارانِ طریقت کو بشارت ہو
تجمل نذر کر دو مصرعِ تاریخ برجستہ | ہمایون حج اکبر اور مدینے کی زیارت ہو

قطعۂ تاریخ شادی کتخدائی صاحبزادہ بلند ارادہ میاں قاضی نور محمد ابن جناب فیضمآب مخزن خلق عظیم قاضی عبدالکریم صاحب مالک مطبع نامی کریمی بمبئی مدظلہٗ

نگاہیں منتظر رہتی تھیں جسکی ایک مدت سے | دکھایا وہ سماں اللہ نے اپنی عنایت سے
بہارِ جانفزا آئی وہ گلزارِ تمنا میں | شگفتہ غنچۂ دل ہوگیا فرطِ مسرت سے
طرب انگیز موسم اور فصلِ شادمانی ہے | الم ہے نام جسکا دور ہے کوسوں طبیعت سے
جو ہے نورِ محمد لختِ دل آقائی نامی کا | عیاں ہے جلوۂ اقبال و حشمت جسکی صورت سے
بڑی اللہ آمین سے بنا وہ ماہرو نوشہ | ہوا آراستہ جشنِ عروسی شان و شوکت سے
مبارک ہو مبارک شادئ فرزند کا سہرا | صدائیں یہ نکلتی ہیں لبِ ارکانِ دولت سے
دکھائی شانِ فیاضی وہ آقائے مکرم نے | کیا دل شاد ہر حقدار کا انعام و خلعت سے
پھلیں پھولیں ریاضِ دہر میں دولہا دولھن یارب | طفیلِ سرورِ عالم رہیں آرام و راحت سے
تجمل مصرعِ سالِ عروسی یہ سُناؤ تم | بنا نورِ محمد آج نوشہ زیب و زینت سے

ولہ

مچی ہے دھوم ہر سو شادئ نورِ محمد کی | ہوئی اُمید پوری خوش نکیونکر خاندان بھر ہو
تجمل ہے یہی درگاہِ خالق میں دُعا میری | مبارک میرے آقا کو یہ جشنِ نام آور ہو

سہرا

جب بندھا سر پہ ترے لے گُلِ رعنا سہرا | پیارے مکھڑے پہ فدا ہوگیا پیارا سہرا

اس تمنا مین کہ انعام ملے خاطر خواہ
لائی ہے گوندھ کے مالن بہت اچھا سہرا

زیورِ حسن پہ ہو ناز جو گلریوں کو
آئین دیکھین مرے ہریالے بنّے کا سہرا

غیرتِ گوہرِ نایاب ہین کلیان ساری
بے بہا ہے وہ ترا لے سرِ زیبا سہرا

دل ہوا باپ کا مسرور تو آنکھین پُر نور
سر پہ فرزند کے شادی کا جو دیکھا سہرا

ہو میان نور محمّد کو مبارک یارب
راحت و عیش کا آرام و طرب کا سہرا

کیون تجمّل نہ بڑھے رونقِ بزمِ عشرت
زینتِ دہر ہے شادی کا یہ زیبا سہرا

قطعہ تاریخ شادی کتخدائی محبی سید محمد حسین بن سید قاسم علی صاحب قادری منگرولی مقیم بمبئی

مسرت کی ہے دھوم آفاق مین
ہے بدلا ہوا رنگِ اہلِ جہان

ہے آراستہ بزمِ عیش و طرب
جسے دیکھیے ہے وہی شادمان

ہوئی اوسکی شادی بجاہ و حشم
جو ہے پاک دل نیک سیرت جوان

مبارک ہو سید محمد حسین
تمھین دورِ عشرت تہِ آسمان

سنِ نوعروسی تجمّل کہو
کہ ہے واہ پیارا خوشی کا سمان

سہرا

جب بندھا سر پہ ترے اے گلِ رعنا سہرا
فرطِ عشرت سے شگفتہ ہوا کیا کیا سہرا

لائی ہے گوندھ کے کس شوق سے پیاری مالن
کیون نہ کھب جائے نظر مین ترا پیارا سہرا

دن دکھایا ہے خدا نے ہمین شادی کا تری
ہو مبارک تجھے اے سیدِ والا سہرا

کیون بلائین رخِ روشن کی نہ لے بڑھ بڑھ کر
پیاری صورت پہ تری ہو گیا شیدا سہرا

تیری شادی کی جو پہونچی ہے خبر تا بہ فلک
اے مہ حسن ترا گاتی ہے زہرا سہرا

شادمان گلشنِ عالم مین رہے بہرِ رسولؐ
پیارے سید کو مبارک ہو خدایا سہرا

کوئی تاریخ جو پوچھے تو تجمّل کہدو
سر پہ نوشاہ کے دلکش ہے یہ زیبا سہرا

۷۸۶

وسیلۂ نجات

حمدِ الٰہی

لاکھ لاکھ شکرِ احسان اوس خالقِ کون و مکان مالکِ زمین و آسمان کا کہ جسنے مومنون کے دلون کو نورِ ایمان سے منوّر اور کلمۂ طیّب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے مطہر فرمایا اور ایک لفظ کُن سے اپنی ربوبیّت کی دُھن سے ساری کائنات تمامی موجودات کو پردۂ عدم سے عالمِ ظہور مین لایا قامتِ انسان ضعیف البنیان کو کسوتِ بے بہا و خلعتِ زیبائے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ زبان گنج مخ بیانِ خلایق کو حقایق خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ سے تعجب خیز نطق و لاویز بخشا کرامت و شرافت کا حیرت انگیز دستاویز بخشا گمراہون اور تیرہ دلون کی ہدایت کے واسطے چراغ رہنمائی کا انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کے دستِ حق پرست مین دیا اور شمع جمالِ احمدی و نورِ چہرۂ محمّدی سے کُل عالم کو روشن کیا۔ اگر آفرینش اوس محبوبِ عالم رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی منظور نہ فرماتا۔ عالم کو عالمِ ظہور مین نہ لاتا سُبحان اللہ سبحان اللہ قطرہ قطرہ دریائے وحدتِ الٰہی ہے اور ذرّہ ذرّہ جلوہ نمائے مہر قدرت نامتناہی ہے اللہ اللہ کیسا معبود یکتا و پروردگارِ بے ہمتا ہے ہر طرف اوسکی شان نیرنگی آشکارا ہے ہر رنگ مین نئے ڈھنگ سے جلوہ آرا ہے اوسکی حمد و ثنائے بے پایان کا انسان سے ادا ہونا تو امرِ محال ہے زبانِ ناطقہ لال ہے لیکن جان و دل سے اوسیکے ذکر اور اوسی کی یاد مین شاد رہنا چاہئے اور اسطرح کہنا چاہئے

قصیدہ

عجب شانِ معبود ہے اللہ اللہ	جدھر دیکھو موجود ہے اللہ اللہ
وہ مطلوب و معبود برحق ہے ایسا	دو عالم کا مقصود ہے اللہ اللہ

عبادت مین جسکی ہین جنّ و ملایک	ہمارا وہ معبود ہے اللہ اللہ
شرف دیکھو آدمؑ کا فضلِ خدا سے	ملایک کا مسجود ہے اللہ اللہ
ہوا فخر اولادِ آدمؑ کو حاصل	محمدؐ وہ مولود ہے اللہ اللہ
وہ شمس الضحیٰ ہے وہ بدر الدجیٰ ہے	وہ احمدؐ وہ محمود ہے اللہ اللہ
سبب جُنبشِ لب کا کیا پوچھتے ہو	تجمّل کا مقصود ہے اللہ اللہ

نعت رسالت پناہیؐ

بعد حمدِ ربّ الودود درود نامحدود اوس حبیب معبود کُل عالم کے مقصود سلطانِ اعظم شہنشاہِ عالم رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بصد عجز و انکسار لیل و نہار قربان اور نثار کرنا چاہیے جان نثاری کا اظہار کرنا چاہیے کہ جسکا وجود باجُود باعثِ پیدایشِ ہیزدہ ہزار عالم ہے اور وہ سرتاج انبیائے مکرّم ہے کیسا شہنشاہ عالم پناہ بلند پایگاہ محبوب آلہ شمع شبستان لِي مَعَ اللهِ سلطان والاجاہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم اُمّت گنہگار گروہِ خطاوار کو نارِ دوزخ سے بچانے والا ہم سیہ کارون کو اپنے دامنِ رحمت مین چھپانے والا شانِ امت پروری دکھانے والا بخششِ اُمّت کے لئے ریاضتِ شاقّہ اوٹھانے والا آئینۂ جمالِ ذو الجلال مرآۃِ کمال ایزدِ مُتعال مظہر انوارِ ربّ جلیل ہے کہ مَن رَآنِي فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ جسپر دلیل ہے۔ حامیِ بیکسان دستگیرِ اُفتادگان چارۂ بیچارگان مرہم زخمِ دلخستگان شہنشاہِ گداپرور محبوبِ خالقِ اکبر خیر البشر شفیعِ روزِ محشر عندلیب بوستانِ احدیت قمری گلستانِ صمدیت ماہِ آسمانِ نبوّت مہرِ فلکِ رسالت شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ مقصودِ وجودِ کائنات بہبودِ نمودِ موجودات سرآمدِ انبیائے عالی شان حبیبِ خالقِ کون و مکان طبیب دردمندان فخرِ دوجہان نبیِّ والا دودمان رسولِ انس و جان مہرِ عرب ماہِ عجم موجب تخلیق عرش و کرسی لوح و قلم دُرِ دُرجِ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خورشیدِ برجِ فَلَا اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ

وَاللَّیْلِ وَمَا وَسَقَ سالکِ مسالکِ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی واقفِ مواقفِ حَرَم وَاَقْصٰی خاقانِ دیوانِ اِذْ یَغْشٰی صدر آرائے سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی سلطانِ ایوانِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی زیب دہ دَنٰی فَتَدَلّٰی زینت بخشِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی نوشندہ جامِ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ سرمستِ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ معجز نمائے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ابرو افزائے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ محبوب داور تسکین بخش دلہائے مضطر طرۂ عمامہ طٰہٰ وَیٰسٓ غرّہ وَالضُّحٰی عَلٰی وَجْہِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ مخاطب بخطاب لاجواب وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ سید پاک مشرف بتشریف لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ ماہروئے وَالضُّحٰی سنبل موئے وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی باعثِ آفرینشِ ارض وسما شفیع روزجزا اکرم کبریا معظم مہتدی معین ماو شما مؤید مقتدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہین جو مقبولِ بارگاہِ خداوند عالم ہین ایسے پیارے رسول مقبول پر قربان جانا چاہیے اور اس طرح جوش محبت دکھانا اور زبان پر یہ نغمۂ جانفزا و ترانۂ دلکشا لانا چاہیے

قصیدہ

واہ وا کیسا نبیؐ کیسا نبیؐ
جسنے دکھلادی جہان کو شانِ اُمّت پروری

وقت پیدایش کے بھی یاد اپنی اُمّت کو کیا
وقتِ آخر بھی لبو نپر تھی صدائے اُمّتِیْ

اوسکے ہین اصحاب عالیجاہ ابوبکرؓ و عمرؓ
اور انکے بعد والا شان عثمانؓ و علیؓ

ہین نواسے حضرت شبیرؓ و شبرؓ مہر وماہ
نور دیدہ فاطمہؓ کے نجم چرخ ہاشمی

بل کے سب نے نیر اسلام کو چمکا دیا
آفتاب دین برحق کی ہے پھیلی روشنی

اونپہ نازل رحمت معبود ہو شام وسحر
ہین یہ سب مقبول داور اور سارے جنتی

حمد خالق نعت احمدؐ مدحت اصحابؓ و آلؓ
اے تجمل تو لکھا کر ہے اِسی مین بہتری

حالِ ولادتِ رسول کریمؐ

اے عاشقانِ سرورِ عالم پڑھو درود	اے طالبانِ سرورِ عالم پڑھو درود
اے واصفانِ سرورِ عالم پڑھو درود	اے دوستانِ سرورِ عالم پڑھو درود

پیشِ نگاہ نورِ خدا ہونیوالا ہے
ماہِ مدینہ جلوہ نما ہونیوالا ہے

روایت ہے اہلِ ایمان کو بشارت ہے کہ سب سے پہلے خدا نے نورِ پاک سیّدِ لولاک شہنشاہ عالی جاہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کیا پھر وہ نورِ پاک آدم علیہ السّلام کی پیشانی مین چمکایا اور حضرت آدم علیہ السّلام سے حضرت حوّا کے سپُرد فرمایا اون سے حضرت شیث علیہ السّلام تولّد ہوئے اور حضرت شیث علیہ السلام سے پُشت بہ پُشت مرتبہ بمرتبہ حضرت نوح علیہ السّلام تک آیا پھر وہ نورِ محمدیؐ حضرت نوح علیہ السّلام سے مُنتقل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو ملا اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کو مرحمت ہوا اسی طرح وہ نورِ پاک نورٌ علیٰ نور کرتا ہوا اور درجہ بدرجہ مُنتقل ہوتا ہوا حضرت عبد المُطّلِب اور اون سے مُنتقل ہو کر حضرت عبد اللہ پدر بزرگوار سیّدِ ابرار تک آپہونچا آخر وہ نورِ گنجینۂ سُرور بارھوین تاریخ جمادی الآخر شبِ جمعہ کو حضرت عبد اللہ سے مُنتقل ہو کر حضرت کی والدۂ ماجدہ آمنہؓ کو تفویض ہوا۔
راوی لکھتا ہے کہ جس رات کو آمنہؓ خاتون حاملہ ہوئین۔ دوسو عورتین رشک اور حسد سے مرگئین دُنیا سے سفر کر گئین۔ اوس رات کو ملائکۂ آسمان نے غلغلۂ شادمانی زمین تک پہونچایا اور اہلِ زمین نے طنطنۂ کامرانی کا آسمان کو سُنایا قصیدہ

مسرّت کا سامان نیا ہو رہا ہے	مہِ عیش جلوہ نما ہو رہا ہے
زمانے مین سارے زمین سے فلک تک	خوشی کا عجب غُلغُلہ ہو رہا ہے
سمان شادمانی کا دیکھو جہان مین	عیان نورِ خیر الورا ہو رہا ہے

نہ پاسِ شریعت جو ہوتا تو کہتے
خدا آپ جلوہ نما ہو رہا ہے
جو کافر ہیں اونکے بُرے آتے ہیں دن
طلبگار حق کا بھلا ہو رہا ہے
قریب آگیا عہدِ ختمِ رسالت
یہ چرچا نیا جابجا ہو رہا ہے

تجمّل ہوا آج نغمہ سرا کیا
یہ کیون شورِ صلّ علیٰ ہو رہا ہے

جبریلؑ امین نے بحکم ربّ العالمین سبز عَلَم خانۂ کعبہ پر نصب کیا اور مبارکباد دی فرشتون نے ارباب زمین پر بہشت کے دروازے کھول دیئے رحمت کے مژدے پہونچائے ۔ عالم عالمِ انوارِ قُدس سے معمور ہوگیا سارا جہان پُر نور ہوگیا ۔ ابلیس پہاڑون مین جاچھپا چالیس شبانہ روز صحرا اور دریا مین سرگردان رہا بُت روئے زمین کے سرنگون ہوئے حیوانات قریش کے بولنے لگے ۔ مشرق کے طیُور اور وحُوش نے مغرب کے چرند اور پرند کو بشارت دی کہ آج آمنہؓ خاتون حاملہ ہوئین اب زمانہ ظہورِ خیر البشر رسولؐ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نزدیک ہے ۔ شیاطین اور سلاطین کے تخت اوندھے ہوگئے سب کے بخت سو گئے

قصیدہ

ہین جو شہ کی آمد آمد کی خبر پائے ہوئے
ہین شیاطین و سلاطین سخت گھبرائے ہوئے
جلوہ گر ہونے کو ہے جو آمنہؓ بی بی کا چاند
مہر و مہ ہین اپنے اپنے دلمین شرمائے ہوئے
خانۂ کعبہ پہ کرنے کو علم اک سبز نصب
ہین زمین پر حضرت روح الامین آئے ہوئے
جلوہ گر ہونیکو ہے وہ سرورِ دین بُت شکن
بُت ہین جتنے سب ہین بیحد دلمین گھبرائے ہوئے

ہیبشِ چشمِ شوق ہے شانِ خداوند جمیل
جلوے ایسے ہین تجمّل کو نظر آئے ہوئے

آمنہؓ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہین کہ آغازِ حمل سے چھ مہینے تک کوئی علامت حمل کی ظاہر نہوئی یعنے کسی قسم کا ضعف اور تکلیف نہ پہونچی ۔ اس واقعے کے پیشتر اہل قریش

خشک سالی کے باعث سے پریشان ہوگئے تھے۔ نہایت ضعیف اور ناتوان ہوگئے تھے جب آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں بفضل ربّ العالمین پانی برسا۔ ہر شجر خشک سرسبز ہوگیا ہے

دامن سبھون کا گوہرِ نعمت سے بھر دیا
باغِ عرب کو آپ نے سرسبز کر دیا

الغرض جب نو مہینے مُدّتِ حمل کے گذر گئے تب بارھوین تاریخ ماہ ربیع الاوّل کی دوشنبہ کے دن وقت صبح صادق زمانۂ آدم علیہ السّلام سے چھ ہزار سات سو برس کے بعدہ آفتاب عالمتاب وحدانیت یعنے شہنشاہِ رسالت سیّد کونین سلطانِ دارین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ نے ہزارون جاہ و جلال سے دولت سرائے اقبال مین ظہور اجلال فرمایا۔ جب آپنے اپنا جمال باکمال وحُسن بے مثال دِکھلایا مُشتاقون کو عید کا چاند نظر آیا۔ ہر نگاہ قربان جانے لگی اور در و دیوار سے درود و سلام کی صدا آنے لگی آپکی چاند سی صورت ضیائے برق طور دکھلانے لگی ہے

آداب کا مقام ہے تسلیم کو اوٹھو
یارو اوٹھو حضور کی تعظیم کو اوٹھو

قصیدہ

سیّدِ پاک جلوہ نُما ہوگیا
دلکشا دلکشا دلکشا ہوگیا

وہ مہِ حُسن اپنے رُخِ صاف سے
حق نما حق نما حق نما ہوگیا

شہرۂ آمدِ شاہِ جنّ وبشر
جابجا جابجا جابجا ہوگیا

شادمان کیون نہون اہلِ دین جلوہ گر
مصطفےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ ہوگیا

بُت پرستونکو اب قہرِ معبود کا
سامنا سامنا سامنا ہوگیا

اونکے قدمونسے سرسبز باغِ عرب
مرحبا مرحبا مرحبا ہوگیا

آمنہ بی بی کا چاند صلِّ علیٰ
رُونما رُونما رُونما ہوگیا

احمدِ پاک اے گمرہو خلق کا
رہنما رہنما رہنما ہوگیا

اے تجمل شہنشاہِ لولاک کا	ہین گدا ہین گدا ہین گدا ہوگیا

سلام بوقتِ قیام

یانبی سلام علیکم	یارسول سلام علیکم	یاحبیب سلام علیکم	صلوٰۃ اللہ علیکم
ایسے ہو پیارے نبی تم	ہوش اہلِ دید ہین گم	ہمپہ ہو چشمِ ترحّم	صلوٰۃ اللہ علیکم
تم ہو ایسے دین کے سرور	صاحبِ قرآن پیمبر	اہلِ دین فدا ہین تمپر	صلوٰۃ اللہ علیکم
تم ہو خاتمِ رسالت	ختم ہے تمپر نبوّت	شافعِ روزِ قیامت	صلوٰۃ اللہ علیکم
بُت زمین پر گرے ہین	سجدے کیلئے جھکے ہین	خاک پر سارے پڑے ہین	صلوٰۃ اللہ علیکم
تم خدا کے دلربا ہو	نازنین ہو مہ لقا ہو	کیون نہ اک جہان فدا ہو	صلوٰۃ اللہ علیکم
اے دُرِ دُرجِ نبوّت	اخترِ بُرجِ رسالت	کیجیے چشمِ عنایت	صلوٰۃ اللہ علیکم
سرورِ فقر و توکّل	تاجِ فرقِ ہر جزو کُل	رونقِ بزمِ تجمّل	صلوٰۃ اللہ علیکم

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

مومنو موقع دعا آیا	وقتِ اظہارِ مدعا آیا
باادب دوستو اوٹھاؤ ہاتھ	لو دُرِ مدعا بڑھاؤ ہاتھ
حرفِ مطلب جو لب پہ لاؤ گے	اپنے دل کی مُراد پاؤ گے
ہم مین یارب بہم وداد رہے	اِتفاق اور اِتحاد رہے
اہلِ اسلام مین رہے اُلفت	ساری مٹ جائے حسرت و کُلفت
ایسی اسلام کی ترقّی ہو	سکّۂ دینِ پاک جاری ہو
ایخدا جو ہین دشمنِ اسلام	اپنی کوشش مین وہ رہین ناکام
اہلِ ایمان کا بول بالا ہو	اور مُنھ دشمنون کا کالا ہو
مثلِ مہ شانِ احمدی چمکے	خوب دینِ محمدی چمکے
اہلِ دین کارِ دین مین چُست رہین	سب توانا و تندرست رہین

ہو میسّر سفر مدینے کا — جا کے دیکھین حضور کا روضہ
آرزو دل کی جلد ہو پوری — جالیون سے ملین ہم آنکھ اپنی
قبرِ محبوب کا طواف کرین — جھولیان گوہرِ عطا سے بھرین
دلسے ہون سارے رنج و کلفت دُور — نہ رہین ہم جہان مین رنجور
باغِ عالم مین شادکام رہین — چین کے ساتھ صبح و شام رہین
ایخدا جو ہے بانیِ محفل — اوسکی پوری ہو آرزوئے دل
درد دل کی اوسے دوا ہو نصیب — دولتِ دیدِ مصطفےٰ ہو نصیب
لب پہ ہو وقتِ مرگ یا اللہ — نعرۂ لا اِلٰہ اِلّا اللہ
نزع کے وقت ہو نہ حالت غیر — کر دے اللہ خاتمہ بالخیر
حشر کے دن نزولِ رحمت ہو — سیدِ پاک کی شفاعت ہو

اے تجلّی بحقِّ شانِ رسول ؐ
یہ مناجات اپنی ہو مقبول

یا رب ہون دل و جان ہمین شیدائے شبِ قدر — دکھلا مری آنکھونکو تجلّائے شبِ قدر
دیندار و نکو کیون ہو نہ تمنّائے شبِ قدر — جب تحفۂ خیر و برکت لائے شبِ قدر
جسکے ہین طلبگار تمام اہلِ عبادت — جلوہ وہ نگاہونکو نظر آئے شبِ قدر
مجنون وہ ہون مین رہتی ہے دلکو یہ تمنّا — ہو پیشِ نظر صورتِ لیلائے شبِ قدر
نورِ جبلِ طور ہے عالم مین نمایان — کہتی ہے دل افروز تجلّائے شبِ قدر
وہ نیک مقدّر ہے وہ قسمت کا دھنی ہے — جاگے جو شبِ قدر مین جو پائے شبِ قدر
اللہ رے عزّ و شرف افلاکِ برین سے — آتے ہین ملک بہرِ تماشائے شبِ قدر
ہو بارور اس سال مرا نخلِ ریاضت — حاصل ہو مجھے ثمرۂ زیبائے شبِ قدر
دل کیون نہ رہے نور سے ایمان کے منوّر — ہے چشمِ تجلّی مین تجلّائے شبِ قدر

فضایل حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ

اے اہلِ بزم حال ابوبکرؓ کا سُنو	کیسی بزرگی اونکی تھی نامِ خدا سُنو
صدّیقؓ کا خطاب اونھیں کیون ملا سُنو	وہ کیسے جان نثارِ نبیؐ تھے ذرا سُنو

دل سے رفیقِ شافعِ روزِ شمار تھے
ہمدرد تھے انیس تھے اور یارِ غار تھے

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ولادت شہنشاہِ رسالت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبرس کئی مہینے کے بعد مکۂ معظمہ مین پیدا ہوئے۔ آپ مکۂ معظمہ سے کہین باہر نہ قدم دھرتے البتہ کبھی کبھی تجارت کو جایا کرتے نووی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سے سرداران قریش مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ اونھین راستی کی بات بتادیا کرتے تھے۔ لوگون نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے کبھی شراب پی ہے اسکی لذت چکھی ہے فرمایا اَعُوذُ بِاللہِ پوچھا کیون نہ پی فرمایا کہ حفاظت کی مین نے عزّت اور مروّت کی کہ شراب کے پینے سے عزّت اور مروّت رخصت ہوجاتی ہے ذلّت اور بیحیائی آتی ہے جب یہ خبر خیرالبشر کو پہونچی آپ نے ارشاد فرمایا سچ کہتا ہے۔ صدّیق سچا ہے ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ ایک شخص نے اون سے حضرت ابوبکرؓ صدّیق کا حُلیہ پوچھا تو فرمایا۔ رنگت گوری تھی۔ بدن چھریرا۔ دونون رُخسارے دُبلے یعنے گوشت کم تھا۔ اونگلیون کے جوڑون پر بھی گوشت کی کمی تھی۔ تہ بند کمر سے نیچے کو ڈھلکا رہتا تھا۔ مہندی مِلاکر خضاب کیا کرتے تھے۔ ہردم ذکرِ الٰہی مین مصروف رہا کرتے تھے

مثنوی

ابوبکر صدّیق عالی وقار	رفیقِ رسولِ خدا یارِ غار
نصیب اونکو تھی صحبتِ مصطفےٰ	کیا کرتے تھے خدمتِ مصطفےٰ
رہے عمر بھر دل سے شام و سحر	مُعین و مددگارِ خیرالبشر

دل اونکا تھا مستِ لقائے رسولؐ	فدائے نبیؐ تھے فدائے رسولؐ
جو اونکو خدا نے دیا مرتبا	بیان کر سکے کوئی ہے تاب کیا
ہوا اُنسے راضی خُدائے کریم	ہوئے آپ حقدار اجرِ عظیم
یہ دعویٰ ہے سچا یہ سچا کلام	تجمل مین صدیق کا ہون غلام

آبن عساکر نے مولا علیؓ سے روایت کی ہے دینداروں کو بشارت دی ہے کہ مردون مین سے اوّل جسکو شرفِ اسلام نصیب ہوا وہ بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہین اور جسنے رسولؐ مقبول کے ساتھ اوّل نماز پڑھی وہ بھی حضرت ابوبکر خوش نصیب ہین آپکے مراتب عجیب و غریب ہین۔ آبن عباس سے روایت باصداقت ہے کہ آپکا عتیق نام اس واسطے رکھا گیا کہ آپ خوبصورت تھے اور نہایت نیک سیرت تھے۔ اور آپکا نام صدّیق اسواسطے ہوا کہ تمام عمر کبھی آپ جھوٹ نہین بولے صدق گوئی شیوہ رہا اور اسواسطے صدّیق مشہور ہوئے کہ سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم جب معراج سے تشریف لائے تو جبرئیلؑ سے کہا کہ میرے معراج کی کون تصدیق کریگا۔ جبرئیلؑ نے کہا یا رسولِ خدا۔ ابوبکرؓ اور وہ صدّیق ہے۔ اور یون ہی ہوا کہ جب معراج کی صبح کو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اے ابوبکر آج کی رات مجکو معراج ہوئی۔ یہ سُنکر ابوبکرؓ نے کہا بیشک آپ سچے ہین۔ بہت بجا اور نہایت درست فرماتے ہین۔ پس اس تصدیق کی بدولت آپکے ایسے مراتب بڑھے کہ تمام جہان مین صدّیق مشہور ہوگئے

کہے جاتے ہین یارِ غار قسمت ہو تو ایسی ہو
لقب صدّیق کا پایا صداقت ہو تو ایسی ہو

اربابِ تاریخ نے آپ کے ایمان لانے دولتِ اسلام پانے کا قصہ اسطرح لکھا ہے کہ جناب صدّیقِ اکبرؓ یارِ غارِ نبیؐ یمن رشکِ چمن کی طرف تجارت کے لئے تشریف لیگئے وہان بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی بحیرا کی عمر تین سو نوّے برس کی تھی اور وہ توریت و انجیل کا فاضل تھا زبردست عالم اور محقق کامل تھا کتبِ آسمانی صحیفہ جات سماوی سے

اوسنے معلوم کرلیا تھا کہ لکھا ہے معلومات سے دامن دل بھر لیا تھا کہ مکہ معظمہ کے حرم محترم مین جو پیغمبر آخرالزمان پیدا ہوگا اوسکا مددگار وجان نثار ایک ادھیڑ عمر کا آدمی ہوگا نہایت شخص جری مرد قوی ہوگا وہ بوقت ظہور اسلام امداد خیرالانام مین اپنی جان لڑا دیگا اور اونکے ساتھ طرح طرح کی تکلیف اوٹھائیگا۔ وجیہ وحلیم عقیل وفہیم بڑا ہی عاشق رسول اللہ ہوگا۔ اوسکے پیٹ اور بائین ران پر خال سیاہ ہوگا۔ جب بحیرا کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبرؓ مکہ کے رہنے والے ہین اور انمین وہ اوصاف پائے جاتے ہین رنگت بھی آپکی سفید ہے تو عرض کیا کہ ذرا ادھر آؤ اپنا پیٹ اور بائین ران تو دکھاؤ خال سیاہ دونون جگہہ پاکر خوشخبری دی کہ بے شک وہ خوش نصیب شخص تو ہی ہے کہ جو پیغمبر آخرالزمان کی مدد کریگا۔ اور بڑی سختیون مین اونکے ساتھ رہیگا اور یار غار کہا جائے گا۔ پھر اپنے گھر لیجاکر بڑی دھوم سے دعوت کی اور یہ بشارت دی

اشعار

آرہا ہے وقت وہ اے ساکن مکہ قریب	ہوگا مالامال وہ دولت تجھے ہوگی نصیب
ہوگی حاصل جلد تر اب نعمت ایمان تجھے	ہے خبر توریت اور انجیل سے پہونچی مجھے
فضل سے اللہ کے بڑھ جائیگا تیرا وقار	تو کہا جائیگا محبوب خدا کا یار غار
رنج اور تکلیف مین زنہار گھبرانا نہین	صبر کرنا ہوگا حامی فضل رب العالمین

حضرت صدیق اکبرؓ کی شرافت دیکھئے
اے تجمل کیسی ہے اونکو بشارت دیکھئے

جب حضرت صدیق مکہ معظمہ مین واپس آئے تو اہل مکہ جماعت کی جماعت سفر سے مع الخیر واپسی کی مبارکباد دینے کو تشریف لائے آبوبکر صدیق نے دریافت کیا کہ اے یاران باصفا یہان کوئی تازہ واقعہ ہوا ہے سب نے بالاتفاق کہا کہ تمہارے بعد یہان یہ نیا گل کھلا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے نبوت کا دعوی کیا ہے

ہمارے آبا و اجداد کے دین کی جڑ اوکھیڑ رہا ہے۔ حضرت صدیقؓ کا اشتیاقِ دید بڑھا سکو موقع موقع سے جلد رخصت کر دیا اور فرطِ خوشی سے صبر نہو سکا حضرت کی حضوری مین جانے اور جلد شرف ملاقات پانے کا ارادہ کیا سہ وعدۂ وصل چون شود نزدیک ٭ آتشِ شوق تیز تر گردد ٭ کہتے ہوئے شہنشاہِ رسالت کے درِ دولت پر حاضر ہوئے۔ ذرا دیر بیٹھے تھے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوبکر مجکو خدائے برحق نے نبوت سے مشرف کیا نبیِ آخرالزمان کا مرتبہ دیا تو مجھپر اور خدائے برتر پر ایمان لا۔ اونھون نے اپنی خوشی کو ضبط کیا اور کہا کہ کچھ نبوت کی دلیل اور بُرہان لائیے۔ میرے قلب کی تسکین فرمائیے آپنے کہا کہ تیرے پیٹ اور بائین ران پر خالِ سیاہ ہے یہی دلیل نبوت کی خاطر خواہ ہے۔ یہ سُنتے ہی صدیق اکبرؓ نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آپکی تعریف مین یہ بند پڑھا

حسرت دیدین تھی دل کو بہت مضطربی ٭ شربتِ دید ملا آج مٹی تشنہ لبی ٭
تجھپہ صدیقؓ فدا اے شہِ عالی نسبی ٭ دین برحق ہے ترا اور تو سچا ہے نبیؐ
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اور بعضون نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے قبل نبوت شہنشاہِ رسالت شفیعِ اُمت کے یہ خواب بشارت مآب دیکھا تھا کہ چاند آسمان سے نیچے اوترا اور مکے کے تمام گھرون مین اوسکا نور سرمایۂ سرور پھیل گیا۔ پھر وہ نور گنجینۂ سرور جمع ہوکر میری گود مین رونق افروز ہوا۔ یہ خواب بشارت مآب کسی عالمِ یہود کے سامنے بیان کیا اوسنے تعبیر دی کہ پیغمبر آخرالزمان عنقریب پیدا ہوکر اپنا چاند سا مکھڑا دکھلائیگا۔ تو اوسپر ایمان لائے گا۔ اور جان و دل سے اطاعت اور رفاقت مین مصروف رہیگا اور سب ایمان لانیوالون مین تو سرداری پائیگا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی۔ اور ابوبکرؓ کو کہا تو مجھپر ایمان لا انھون نے معجزہ طلب کیا حضرت نے فرمایا تیرا وہ خواب بشارت مآب ہے

جو تیری گود مین جلوہ نما ہوا تھا وہی ماہتاب ہے آپ یہ سنکر فوراً ایمان لائے اور اسطرح کہنے لگے

قصیدہ

اُبوبکر تیری نبوت کے قربان
نبوت کے قربان صداقت کے قربان

ہے پیشِ نظر نورِ خلاقِ عالم
یین اس چاندسی پیاری صورت کے قربان

کہی آپ نے خواب کی بات سچی
ہے صدیق ایسی صداقت کے قربان

تو پیارا خدا کا تو سچا نبیؐ ہے
دلِ خلق شانِ رسالت کے قربان

کئے آپنے جاری احکامِ باریؑ
نکیون جاؤنمین اس حکومت کے قربان

بجادین کا سارے عالم مین ڈنکا
مین اسلام کی شان و شوکت کے قربان

جمالِ نبیؐ ہر گھڑی دیکھتا ہون
تجمل مین چشم بصیرت کے قربان

حضرت ابوبکرِ صدیق ایمان لاچکے دولتِ اسلام پاچکے تو حضرت عثمان طلحہ زبیر بن العوام عبد الرحمٰن بن عوف سعد بن وقاص کی ملاقات کو تشریف لیگئے۔ حضرت صدیق مین اور ان صاحبون مین نہایت یکدلی تھی۔ اور بڑی دوستی تھی۔ آپنے اپنے ایمان لانے اور نعمت اسلام پانیکا حال مُفصّل بیان کیا اور سبکو رغبت دلائی اچھی طرح فہمایش کی۔ انکی دعوت سے آوسیدن یہ لوگ ایمان لائے اور عشرۂ مُبشّرہ مین شامل ہوئے۔ علاوہ اُنکے زید بن حارث طلحہ بن عبداللہ بھی آپہی کی ہدایت سے ایمان کی دولت سے کامیاب ہوئے نعمتِ دین سے فیضیاب ہوئے۔ انکے بعد ابو عُبَید عامر بن عبداللہ بن الجَرّاح ابوسلمہ بن عبداللہ بن عبد الدار۔ عثمان بن مَظعُون۔ عبداللہ بن مسعود سَعید بن زید۔ فاطمہ بنتِ الخطاب بھی ایمان لائین۔ دولت اسلام سے مالامال ہوئین۔ اے دیندارو حضرت صدیق اکبر یارِ غارِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جانفشانی اور جانکاہی کا حال سُنو۔ ایک مرتبہ رسُولِ مقبول مکۂ معظمہ کے حرم شریف مین سجدے مین تھے کہ ایک کافر فاجر نے حضرت کا ایسا گلا گھونٹا کہ قریب تھا کہ آنکھین باہر نکل پڑین حضرت

صدیقؓ نے اون کافرون سے تنہا مقابلہ کیا اور سبکو حرم شریف سے باہر نکال دیا۔ کافرون سے مقابلہ مین جو حضرت صدیق اکبرؓ کو صدمہ پہونچا بیان نہین ہوسکتا۔ سر پھوٹ کر لہولہان ہوگیا۔ ریش مبارک اوکھڑ گئی۔ مگر آپ نے کوئی خیال نکیا اور حضرت شہنشاہ رسالت کو چھڑایا اور فرمایا أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ کیا مار ہی ڈالوگے ایسے شخص کو جو کہتا ہے رب میرا اللہ ہے اور وہ لایا ہے دلیلین روشن تمھارے رب کے پاس سے

اوسی سے خوب ہوتا ہے بیان جو کام جسکا ہے | اسے کہتے ہین الفت جان نثاری نام اسکا ہے

روایت ہے ابن عمرؓ سے وہ فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ ہم معہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحن کعبۂ شریفہ مین کھڑے تھے کہ اتنے مین عُقبہ بن مُعیط لعنۃ اللہ علیہ آیا اوس شقی جہنمی نے ایک کپڑا حضرتؐ کی گردن مین ڈالا اور پیچ دیکر لپیٹا اور اپنی طرف اوسکو اسطرح کھینچا کہ گلا رسولؐ خدا کا گھٹ گیا پس حضرت صدیق اکبرؓ نے اوسے نہایت سختی سے پکڑا اور اوس ملعون کو دھکا دیکر حضرت کو چھڑادیا۔ سُبحان اللہ جن مصیبتون مین کوئی صحابی کام نہ آیا سب کھڑے دیکھتے رہتے اور خوفِ کُفار سے کچھ نہ بولتے وہان حضرت صدیقؓ کام آتے شان جان نثاری دکھادیتے۔ اسیواسطے علیؓ مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ۔ ابو بکر صدیقؓ کی شجاعت کے قایل رہا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے اشعار

حضرت صدیقؓ یار مصطفےٰ | جان و دل سے تھے نثارِ مصطفےٰ
ہر مصیبت مین رہا کرتے شریک | یار غار اونکا لقب ہے ٹھیک ٹھیک
آپ مین ایسی شجاعت تھی بھری | کانپتے تھے اونسے سارے مدعی
مصطفےٰ کو آپکے ہوتے ہوئے | تاب کسکی تھی جو کچھ تکلیف دے
جب کبھی آتا تھا موقع بے خطر | کھیل جاتے تھے وہ اپنی جان پر
فخر ہم جتنا کرین ہو سب بجا | ہم ہین ہین صدیقؓ ایسے باخدا

اے تجمل زندہ ہم جبتک رہین	مدحت صدیقؓ لازم ہے کرین

تفسیر روح البیان مین لکھا ہے کہ حضرت بلال اُمیہ بن خلف الجُہمی کے غلام تھے دلدادۂ اسلام تھے اسلئے اُمیہ حضرت بلال کو طرح طرح کی تکلیف دیا کرتا تھا ہر نوع کی جفا کرتا تھا حضرت ابو بکر صدیق نے اپنا غلام نُطاس رومی اور ایک سو چالیس تولہ سونا دیکر حضرت بلال کو اُمیہ سے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ اسیطرح اور سات لونڈی غلام جو مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے اور اونکے مالک اونپر ظلم کرتے تھے آوغھین مال کثیر صرف کرکے آپنے خرید فرمایا اور آزاد کر دیا۔ اونمین سے ایک عامر بن فُہیرہ ہین جنکو آدہ سیر سونا دیکر خریدا اور آزاد کر دیا۔ دوسری زبیرہ نام کی لونڈی ہین جنکو آپنے خرید کیا اور آزاد فرمادیا تو وہ نابینا ہوگئین۔ کُفّار نے طعنہ دیا کہ زبیرہ کو لات وعزیٰ نے اندھا کر دیا۔ اوغھون نے کہا اے کافرو بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو طاقت نہین کہ کچھ کرسکے وہ خدا کی قدرت سے پھر بینا ہوگئین اسیطرح حضرت ابو بکرؓ صدیق بہت سی لونڈیان اور غلام خریدتے رہے اور آزاد کرتے گئے یہان تک کہ چالیس ہزار دِرم جو اونکا کُل مال تھا دین کی مدد اور حمایت مین تمام صرف کر ڈالا صرف چھ ہزار دِرم جو باقی تھے وہ ہجرتِ مصطفوی اور مسجد نبوی مین صرف کر دیا۔ جب کُل مال آپ کا فی سبیل اللہ خرچ ہوگیا حتّٰی کہ بدن کے کپڑے بھی راہِ مولا مین دیدیئے تو ایک کمل کا ٹکڑا گلے مین ڈالا اور اوسکے دونون طرف کانٹون سے بند کرکے بے ملال نبے خیال جسطرح اول رسولؐ مقبول کی سلامی کو جایا کرتے تھے حاضر ہوئے۔ حضرت جبرئیلؑ حضرت شہنشاہ رسالت کے دربار مین حاضر ہوئے اور پوچھنے لگے کہ آج ابو بکرؓ کا حال کیسا ہے اور یہ لباس کس طرحکا پہنا ہو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوغھون نے تمام مال اپنا رضامندیٔ خداوند تعالیٰ مین صرف کر دیا ایسے مفلس ہوگئے کہ یہ نوبت پہونچی جبرئیلؑ نے کہا کہ اے پیارے نبیؐ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو سلام بھیجا ہے اور دریافت فرمایا ہے کہ اس مُفلسی اور تہیدستی مین بھی

تو ہمسے راضی ہے یا کچھ کدورت دلمین آئی ہے حضرت ابو بکرؓ صدیق نے جب یہ حال محبوب ذوالجلال سے سُنا بطور ارباب وَجد وشوق۔ شوق مین آئے اور اس نغمہ کو بار بار پکار پکار کے کہنے لگے اَنَا عَنْ رَّبِّيْ رَاضٍ اَنَا عَنْ رَّبِّيْ رَاضٍ مین اپنے رب سے راضی ہون مین اپنے رب سے راضی ہون ؎ رنج مین فکر مین تکلیف مین ہرچند رہے × اپنے مولا سے بہر طور رضامند رہے + تفسیر کبیر اور روح البیان مین لکھا ہے کہ جب آپنے حضرت بلالؓ کو اتنا مال دیکر خرید کیا اور آزاد کردیا تو اونکے باپ ابو قحافہ اور دیگر کفار نے کہا کہ ابو بکرؓ نے کیا خراب غلام خریدا اور ایسا کماؤ غلام دیدیا اگر اتنے مال سے اچھے اچھے غلام خرید کرتا تو بڑا نفع دنیا کا پاتا حضرت صدیقؓ نے سُنا تو کہا مین نے اوسکو اللہ اور رسولؐ کی رضامندی کے واسطے خرید کیا ہے مجھے اصلا کوئی دُنیا کی خواہش نہین پس یہ آیت نازل ہوئی وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى یعنے قریب ہے کہ بچالینگے ہم آتش جہنم سے اوس شخص کو کہ دیتا ہے مال اپنا واسطے پاک کرنے نفس کے۔ کفار ناہنجار نے کہا آپس مین مشورہ کیا کہ کچھ حق بلالؓ کا ابو بکرؓ پر ہوگا جو اتنا مال اوسپر صرف کرکے خرید لیا پس یہ آیت نازل ہوئی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى اور نتھا کسی بشر کا اُبوبکرؓ پر حق نعمت کہ بدلا دیا اوسکا ابو بکرؓ نے اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى مگر کیا اُبوبکرؓ نے یہ کام فقط واسطے طلب رضائے اللہ تعالیٰ کے کہ بلند وبالا ہے وہ سب سے وَلَسَوْفَ يَرْضٰى اور قریب ہے کہ راضی ہوگا رب اُبوبکرؓ کا اُبوبکرؓ سے یعنے راضی تو اب بھی ہے مگر ظہور رضا کا قریب ہے کہ قیامت کے دن ہوگا۔ صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہے کہ اتفاق ہے سب تفسیر والون کا یہ آیتین حضرت صدیقؓ کی شان مین نازل ہوئی ہین اور جب اَتْقٰى اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُبوبکرؓ کو فرمایا تو معینے اتقی کے سب سے بڑا متقی۔ تو افضل مخلوق کے بعد انبیا کے حضرت صدیق اکبرؓ ہوئے۔ حضرت امام اعظم نے فقہ اکبر مین تحریر فرمایا ہے اہل سُنت کا

یہ عقیدہ بتلایا ہے کہ بعد انبیا کے افضل بشر ابوبکرؓ ہین پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسی طریق سے ان کی خلافت واقع ہوئی قصیدہ

ہے کیا اللہ اکبر مرتبا صدیق اکبرؓ کا
شرف اعلی ہے بعد انبیا صدیق اکبر کا

فضایل آپکے تحریر ہین قرآن خالق مین
بشر سے وصف ہوسکتا ہے کیا صدیق اکبر کا

کیا سب مال اپنا صرف دیکھو نام مولی پر
یہ ہمت اور یہ تھا حوصلہ صدیق اکبر کا

اگر منکر نہ راضی ہون کہو جائین جہنم مین
ہوا صدیق سے راضی خدا صدیق اکبر کا

بڑھائی رونق تخت خلافت آپنے جسدم
زمانے بھر مین ڈنکا بجگیا صدیق اکبر کا

بڑے وہ متقی ہین جسان نثاران پیمبر مین
عیان اتقی سے رتبہ ہوگیا صدیق اکبر کا

تجمل جان نثار آل احمد ہے دل و جان سے
تجمل ہے گدائے بینوا صدیق اکبر کا

فضایل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ

نام عمرؓ زبان پہ ہم اپنی جولاتے ہین
مانند بید دشمن دین تھرتھراتے ہین

جب داستان عدل کی کوئی سُناتے ہین
اِک تازیانہ پُشت عدو پر لگاتے ہین

گر وصف ہیبت عمر نامدار ہو
شیطان سر پہ پاؤن کو رکھکر فرار ہو

اے عاشقان خیرالورٰی و اے طالبان حبیب خدا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شیر خدا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے اہل ایمان خوش ایقان کو بشارت ہے کہ حضرت عمرؓ فاروق اعظم خلیفہ ثانی رسول اکرمؐ قوت اور شجاعت جوانمردی اور حشمت مین عرب کے درمیان مشہور تھے جو بات دل مین آتی تھی بڑی دلیری سے کرگذرتے تھے تمام عرب اون سے ڈرتے تھے ۔ جب امیر حمزہؓ راہ پر آئے اور ایمان لائے تب ابوجہل نے ولید بن مغیرہ ۔ ابو لہب ۔ ابو سفیان ۔ حضرت عمرؓ کے باپ وغیرہ سرداران قریش کو طلب کیا اور کہا کہ اے قریش کے سردار و بتون کے جان نثار و امیر حمزہؓ اپنی آبرو گنوا کے

محمدؐ پر ایمان لا کے کیسی کیسی بیہودہ باتین کرتا ہے حدِ آداب سے گذرتا ہے کہ کبھی کسی نے کہین اور نہ کبھی کسی نے سنین تب ابولہب نے کہا اے ابُوالحکم میری بات سُنو اوّل محمدؐ کا سر کاٹ لو پھر اونکے یارون کا بندوبست ہو جائیگا جب سردار نہ رہیگا سب کا حوصلہ پست ہو جائیگا یہ بات سُنکر ابوجہل نااہل نے کہا قسم ہے مجکو لات و عُزّیٰ کی جو کوئی محمدؐ کا سر کاٹ لاویگا وہ ایک بوجھ شُتر سونے اور چاندی کا اور دس غلام اور لونڈی انعام مین پاوے گا حضرت عمر خطّاب نے کہا کہ ایسا ارادہ تیرا ہے تو اے ابوجہل یہ کام میرا ہے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا محمدؐ کی مدد پر شام و سحر سب بنی ہاشم ہین تائید پر قایم ہین کیونکر یہ کام سرانجام پائیگا ہر ایک اون کی طرفداری مین اپنی اپنی تیغ کا جوہر دکھائے گا مکہ کی گلیون مین خون کا دریا بہائیگا

قصیدہ

تمام اوسکے مددگار ہین بنی ہاشم
قوی بہادر و جرّار ہین بنی ہاشم

نہین ہے قتل محمدؐ کا اے عمرؓ آسان
خبر نہین کہ طرفدار ہین بنی ہاشم

تمام ملک مین اُنکی بندھی ہوئی ہے دھاک
وہ اہلِ ہمت و جرّار ہین بنی ہاشم

ملے گا قتلِ محمدؐ کا کس طرح موقع
مُعین اور مددگار ہین بنی ہاشم

دکھا دین جوہرِ مردانگی جو وقت آئے
کمر کسے ہوئے تیار ہین بنی ہاشم

مٹے ہوئے ہین محمدؐ کی پیاری صورت پر
فدائے روئے پُر انوار ہین بنی ہاشم

تحمل اونکا مددگار ہے خدائے کریم
جو مصطفےٰ کے مددگار ہین بنی ہاشم

یہ سُنکر حضرت عمرؓ نے لات و عُزّیٰ کی قسم کھا کر جوش مین آکر کہا کہ اگر بنی ہاشم اونکی مدد فرمائین گے سامنے آئینگے تو اونکو بھی تلوار کے گھاٹ اوتارون گا جیتا نچھوڑونگا یہ کہکر غضبناک صورت کئے ہوئے تیغ حمایل کرکے چلے اتفاقًا راستے مین ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اوسنے یہ بات کہی اے عمر کیسے ہو کہان جاتے ہو۔ کہا کہ آج اپنی تیغِ آبدار کا جوہر دکھاتا ہون۔ محمدؐ کا سر کاٹ لانیکو جاتا ہون۔ اعرابی نے کہا اے عمرؓ اگر تو وہان

جائیگا تو حمزہؓ کے ہاتھ سے کیونکر خلاصی پائے گا کیونکہ محمدؐ رسول اللہ کے ہمراہ حمزہؓ موجود ہے اور اونکی حفاظت اوسکا مقصود ہے۔ عمرؓ بولے اگر وہ محمدؐ کی تائید کرے گا اوس کا بھی خون بہے گا۔ پھر اعرابی نے کہا اے عمرؓ تو گل کے واقعہ کی خبر رکھتا ہے یا نہین۔ کہا نہین۔ بولا کہ اے مردِ پیل تن تیری بہن فاطمہ اپنے خاوند زید کے ساتھ محمدؐ پر ایمان لا چکی۔ دولتِ ایمان پا چکی۔ حضرت عمرؓ نے کہا اوسکی اسلامیت کیونکر معلوم ہوگی اوسنے کہا اے مردِ جری اگر تم کھانے کے وقت اپنے ساتھ بلاؤ گے نہ آئیگی انکار کرے گی اسمین معلوم ہو جائیگا کہ وہ مسلمان ہو چکی پس حضرت عمرؓ یہ نئی بات اور تازہ واردات سے واقف ہو کے وہان نہ ٹھہرے۔ اپنی بہن کی طرف چلے۔ راہ مین پھر ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی عجیب نادر واردات ہوئی اوسنے کہا اے عمرؓ کہان سے آتے ہو اور کس طرف جاتے ہو۔ بولے محمدؐ کا سر لانے جاتا ہون۔ اپنی شجاعت و بہادری کا سکہ بٹھاتا ہون۔ اعرابی بولا بھلا ایک بات تو سنو جو تمھارے سامنے بکری ہے اوسکو تو پکڑ لو تب تمھاری شجاعت معلوم ہوگی اور ہمت مردانہ مفہوم ہوگی حضرت عمرؓ بکری کے پیچھے اسقدر دوڑے کہ پسینے مین تر ہوگئے بکری کو نہ پکڑ سکے دل مین بہت شرمندہ ہوئے تب اعرابی نے کہا کہ اے عمرؓ شرم کر کہ بکری کو تو نہ پکڑ سکا اور وہ محمدؐ شیرِ خدا ہے بھلا اونکو تو کیونکر پکڑے گا۔ اور یون سنانے لگا۔

قصیدہ

محمدؐ شہِ انبیا باصفا ہین
محمدؐ مہِ آسمانِ ہدا ہین

محمدؐ ہین شیرِ خداوند عالم
محمدؐ دلیر و حبیب خدا ہین

محمدؐ ہین سچے نبی کبریا کے
محمدؐ مددگارِ اہلِ صفا ہین

محمدؐ ہین سروِ ریاضِ نبوت
محمدؐ گلِ گلشنِ انبیا ہین

محمدؐ ہین ہادی محمدؐ ہین رہبر
محمدؐ جہان والونکے پیشوا ہین

محمدؐ ہین سلطان دونون جہان کے
محمدؐ شہنشاہِ ہر دوسرا ہین

محمدؐ ہین غمخوار اہل گنہ کے	محمدؐ تحمل شفیع الوراہین

پس حضرت عمرؓ نامور وہان سے خجالت پاکے خفت اوٹھاکے سرجھکائے ہوئے اپنی بہن کی طرف چلے اور وہان پہونچکر کہا اے بہن اِدھر آؤ مجکو بہت بھوک لگی ہے کچھ کھانیکو لاؤ تب اونکی بہن نے جلدی سے دسترخوان بچھادیا اور کھانا تیار کرکے اونکو لا دیا حضرت عمرؓ نے کھانے کے وقت اپنی بہن کو دسترخوان پر بلایا آدسنے اونکے ساتھ کھانے مین انکار فرمایا تب حضرت عمرؓ کی طبیعت پریشان ہوئی سمجھ لیا کہ یہ مسلمان ہوئی۔ آوسوقت غصے مین آکر تیوری چڑھاکر اپنی بہن کے بال پکڑکر چاہا کہ سر کو تن سے جدا کرڈالین سروگردن کا فیصلہ کرڈالین۔ تب زید نے جو اونکے شوہر خوش مقدر تھے۔ عمرؓ کے ہاتھ سے اونکو چھڑایا اور کسی بہانے سے اونکے غصے کو فرو کرکے کھانا کھلایا۔ آخر رات ہوئی اور عمرؓ سوگئے۔ خواب راحت مین مشغول ہوگئے اونکی پاکدامن بہن سورۂ طٰہٰ پڑھنے لگین جب اس آیت پر پہونچین

قولہ تعالیٰ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝

یعنے اللہ کے واسطے ہے جو کچھ بیچ آسمانون اور زمین کے ہے اور جو دونون کے بیچ مین اور جو تحت الثریٰ مین ہے۔ جب اس آیت کا مطلب عمرؓ کے کان مین پہونچا دل اونکا اسلام کی طرف مایل ہوا تب بچھونے سے اوٹھکر اپنی بہن فاطمہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اے بہن کیا پڑھتی ہے وہ بولین کلام اللہ جو کلامِ خدا ہے اور محمدؐ رسول اللہ پر نازل ہوا ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے اسطرح لکھا ہے کہ اونھون نے اپنے برادر عمرؓ کے ڈر سے اوس کاغذ کو جسپر کلام اللہ لکھا ہوا تھا تنور کے اندر ڈالدیا مگر وہ خدا کے فضل سے نہ جلا آگ کی آنچ سے محفوظ رہا۔ عمرؓ نے کہا کہ لاؤ دیکھون اور اوس کاغذ کو مین بھی پڑھون تب فاطمہ نے کہا قولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ

یعنے جو کوئی مشرک ہے وہ نجس ہے اور ناپاک ہے اگر تم کلام اللہ پڑھا چاہتے ہو اسکا روحانی مزہ لیا چاہتے ہو تو ابھی نہ چھوؤ پاک وصاف ہوکر باطہارت پڑھو کیونکہ بغیر

پاکی و صفائی کے اسکو چھونا درست نہین تب حضرت عمرؓ پاک و صاف ہوکر باطہارت اوس سورہ کو ہاتھ مین لیکر پڑھنے لگے اور اوسکے معانی دریافت کرکے رونے لگے اور اسلام کی طرف مایل ہو چلے پھر سو رہے۔ جب صبح نمودار ہوئی ابو جہل وغیرہ مُشرکون کی بات یاد پڑی تب تلوار حمایل کرکے کڑا دل کرکے جس کام کا وعدہ کر چکے تھے اوسکی تکمیل کو روانہ ہوئے اثنائے راہ مین پھر ایک اعرابی ملگیا اور اسطرح کہنے لگا اشعار

یا عمرؓ کسطرف چلے ہو تم
کیا ارادہ کئے ہوئے ہو تم
کہئے تلوار کیون حمایل ہے
قتل کا کسکے عزم کامل ہے
ہے یہ تیوری چڑھی ہوئی کیسی
جُرأتِ دل بڑھی ہوئی کیسی
کسپہ شمشیر تم اوٹھاؤگے
آج کسکا لہُو بہاؤگے
ہو جو موقع بہم چلین ہم بھی
ہمسے بھی تو کہو سُنین ہم بھی
ہو اگر کوئی عزمِ نازیبا
روکدین ہم ارادہ ہی دل کا
کیا تحمل عمرؓ نے سوچا ہے
دیکھو اللہ کیا دکھاتا ہے

حضرت عمرؓ نے کہا اے اعرابی تو نہین جانتا مین محمدؐ کا سر لانے کو جا رہا ہون آونکا خون بہانیکو جا رہا ہون۔ اعرابی بولا وہ کہان ہین تم جانتے ہو امیر حمزہؓ کو پہچانتے ہو وہین گئے ہین اوبھبن کے پاس ٹھہرے ہین حضرت عمرؓ یہ سُنکر امیر حمزہؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوگئے اوسوقت خداوندِ جلیل نے حضرت جبرئیلؑ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا اے روح الامین سید المرسلین کو جاکے کہو عمرؓ تمھاری طرف آتا ہے تم اوس سے ذرا بھی نہ ڈرو اسلام کی دعوت کرو جب وہ تمھارے پاس آوے نبوّت کی قوّت سے اوسکا پنجہ سخت پکڑو زنجیر توحید و رسالت مین جکڑو اور ہماری قدرت کا ملہ کا تماشا دیکھو۔ وہ ایمان لائیگا اور تمپر قربان جائے گا اوسوقت بزمِ رسول مین گنتی کے اونتالیس آدمی تھے حضرت عمرِ نامور امیر حمزہ عمِ رسولِ خدا کے دروازے پر آئے دستک دینے لگے

رسولِ کریم نے پوچھا تم کون ہو کہا یا پیغمبر مین عمرؓ بیٹا خطاب کا ہون۔ یہ سُنتے ہی رسولِ خدا نے آگے دروازہ کھول دیا۔ جب عمرؓ نے سر اپنا دروازے کے اندر داخل کیا خیر المرسلین نے حسبِ تعلیم روح الامین اوسوقت نبوّت کی قوّت سے حضرت عمرؓ کا پنجہ پکڑ کے ہلایا زورِ دستِ رسالت دکھلایا تکبیر پڑھ کے دعوتِ اسلام کی حضرت عمرؓ کی ہڈّی ہڈّی پھسلی پھسلی ہل گئی اور طاقت پنجۂ شیرِ الٰہ کی معلوم ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ راہِ ہدایت پر آئے۔ اور اوسیوقت ایمان لائے حضور پر جان فدا کرنے لگے او راسطرح ثنا کرنے لگے

قصیدہ

خدا ہے برحق ہم اوسکے بندے خدا کے پیارے رسولؐ تم ہو
ہمارے سرور نبیؐ ہمارے خدا کے پیارے رسولؐ تم ہو

ہمین عطا کر کے نقدِ ایمان بڑھائی عزّت کیا مُسلمان
نہ کیون دل و جان ہون تمپہ قربان خدا کے پیارے رسوؐل تم ہو

شہِ رسالت مہِ نبوّت تمھین ہو حضرت تمھین ہو حضرت
مُعینِ خلقت شفیعِ اُمّت خدا کے پیارے رسوؐل تُم ہو

وہ شانِ رحمت دکھاؤ گے تم۔ ہماری بگڑی بناؤ گے تم
خدا سے ہم کو ملاؤ گے تم۔ خدا کے پیارے رسول تم ہو

تمھارا اک خاکِ پا تجمّل۔ پڑا ہے در سے جُدا تجمّل
ہے تم پہ دل سے فدا تجمّل۔ خدا کے پیارے رسوؐل تم ہو

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے سچے نبیؐ خدا کے پیارے لعنت خدا کی اوس پر ہے جو آپکو ایذا دینے اور تکلیف پہونچانے کی کوشش مین رہے یہ کلامِ عمرؓ سُنکر حبیبِ داور شفیعِ روزِ محشر احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تلقین کیا حضرت عمرؓ

نامور کا دل مشرف بہ اسلام ہوکر دولت ایمان سے مالا مال ہوگیا۔ اوسوقت بہ فرمان رب جلیل حضرت جبرئیل آئے یہ آیت لائے یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَ مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ہ یعنے کہا حق تعالیٰ نے اے محمدؐ کفایت ہے تجکو اللہ اور اونکو جتنے تجھپر ایمان لائے ہین۔ روایت ہے اہل دین کو بشارت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اسلام مین بڑی خیر و برکت شامل ہوئی عالم سفلی سے عالم ملکوت تک خوشی حاصل ہوئی۔ اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا اے عمر نیک سیر تو جس جگہہ کی خواہش کریگا غالب ہوگا۔ تیری رضا مندی کا ہر اک طالب ہوگا۔ عمر نامور نے التماس کیا یا رسول خدا دعوت اسلام کی سب پر کیا چاہئے نعمت اسلام مین حصہ عام طور پہ دیا چاہئے آپنے یارون کو فرمائیے کہ کوچہ و بازار مین جاکے دعوت اسلام کی کرین اگر کوئی ناشایستہ بات کہے اوسکو پکڑ لائین اور مین سب قریشیون کو دعوت اسلام کی کرتا ہون ہر ایک کے دامن خیال کو گوہر حقانیت سے بھرتا ہون اشعار

ہر قریشی کو نکیون اسلام کی دعوت کرون
جو خوشی سے سید والا پہ ایمان لائین گے
حق ہے میرے ساتھ تو دیگر کسی کیون رہون
شاد مان ہو جائینگے وہ ایسی دولت پائینگے

تمپہ جو ایمان نہ لائینگے شہنشاہ ہدا پہ
کس طرح جھٹلائیگا مجکو کوئی مرد شقی
اونپہ ہوگا قہر خالق آپ ہی ہونگے فنا
حق ہے سچا آپ کا اور آپ ہین سچے نبیؐ

اے تحمل مین دکھادونگا شجاعت کا اثر
جانتے ہین لوگ مین ہون نام کا اپنے عمرؓ

یہ کہکر حضرت عمرؓ خیر البشر سے رخصت ہوئے اور مجمع قریش مین جا پہونچے اور ابو جہل نااہل کو مخاطب کرکے کہا اے اہل قریش مین اسلام مین داخل ہوا حلقۂ محمدی مین شامل ہوا اظہار حق و باطل ہوگیا۔ باطل کو چھوڑ کر حق پر مایل ہوگیا۔ اگر کوئی روسیاہ محمدؐ رسول اللہ کو ایذا دینے کا ارادہ کریگا وہ یاد رکھے اچھی طرح جان لے کہ عمرؓ اوسکو زندہ نچھوڑیگا یہ سنکر حضرت عمرؓ کے باپ خطاب نے کہا اے بیٹا تو دیوانہ ہوا ہے محمدؐ کے جادو نے تجھ پر

اثر کیا ہے آسا عث سے ہمارے معبودون کو جھٹلاتا ہے باپ داداکے دین کو باطل تبلاتا ہے۔ اَب مین تجکو مار ڈالون گا جیتا نرہنے دون گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے باپ کفر کا کلام چھوڑ و ہوش مین آؤ۔ برحق خدا اور سچے رسول پر ایمان لاؤ۔ خطّاب نے جب یہ سُنا سر دُھنا اور طیش مین آکر کہا اے عمرؓ تو جو بیہودہ باتین کرتا ہے۔ اَدَب کی حد سے باہر قدم دھرتا ہے۔ شاید شامت آئی ہے معلوم ہوا کہ موت کا تمنّائی ہے۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شمشیر میان سے نکالی اور کڑی نگاہ ڈالی ابوجہل سر پر پاؤن رکھکے بھاگا مُڑکے اسطرف نہ دیکھا۔ اور خطّاب خانہ خراب بھی چاہتا تھا کہ بھاگے اپنی جان بچائے۔ حضرت عمرؓ نے وہین ایک ہی وار مین اوسکا کام تمام کیا اپنے باپ کا سر کاٹ لیا جب یہ خبر لوگون کو پہونچی ہر ایک کے دلپر ہیبت چھاگئی۔ حضرت عمرؓ کے رُعب و داب کا سکّہ بیٹھ گیا۔ مکّے کے گرد و نواح دیار و امصار مین جابجا کُفّار کو اپنی اپنی موت کا سامان نظر آنے لگا۔ اور سب مسلمان شادکام ہوگئے فضلِ خدا سے فائز المرام ہوگئے جسدن یہ واقعہ ہوا اوس روز طائف اور مکّے مین کوئی باقی نرہا کہ پیغام اسلام اوس تک نہ پہونچگیا ہو اور شورِ دعوتِ حق اوسکے کان نے نہ سُنا ہو اذان جابجا آشکارا ہونے لگی۔ نماز باجماعت دھوم سے ادا ہونے لگی۔ یہ اسلام کی ترقّی دیکھکر کُفّار بد سیر حیران ہوئے۔ حضرت عثمان بن عفّان بھی ایمان لائے اور مسلمان ہوئے۔ اہل اسلام شادکام ہونے لگے اور اسطرح ہمکلام ہونے لگے

قصیدہ

شمشیرِ شجاعت جب فاروق نے چمکائی
برقِ غضبِ خالق دشمن کو نظر آئی

اوس شیر کے مُنہ چڑھتا ایسا نہ کوئی نکلا
بیدینون نے یہ سمجھا اب اپنی ہے رسوائی

ایمان جو عمرؓ لائے مومن ہوئے خوش سارے
یارو دین ہوئے چرچے خیر و برکت آئی

چرچا ہے اذان کا تکبیر کا ہے شہرہ
ہر سُمت ہی پڑا اوندھا ہیبت حق چھائی

وہ کہتے تھے یا سرور قربان عمرؓ تم پر
کیا راہِ ہُدا تم نے گمراہونکو دکھلائی

بےمثل ہو تم ہاں ہاں ویسے ہی شہ دوران	جسطرح سے ہو شایان اللہ کو یکتائی
اے آمنہؓ کے جائے مانند تجمل کے	مین بھی ہون ترا دلسے آشفتہ و سودائی

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دعا کیا کرتے تھے درگاہ باری تعالیٰ مین التجا کیا کرتے تھے کہ اسلام کو عمرؓ نیکنام سے یا ابوجہل بن ہشام سے عزت دے۔ ان دونون مین سے جو تجکو محبوب ہو اوسکو ایمان کی دولت دے۔ آنحضرت کی دعا مقبول ہوئی حضرت عمرؓ کو یہ نعمت نصیب ہوئی سو بوجہل کے نصیب مین نعمت کہان یہ تھی تقدیر مین عمرؓ کے لکھی تھی اونھین ملی ✽ روایت ہے کہ جب عمرؓ عالیشان دولت ایمان سے مالامال ہو چلے رسول مقبولؐ سے عرض کرنے لگے کہ کفار نابکار تو جھوٹے معبودون کی بندگی کھلم کھلا کرین۔ اور زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے سچے معبود کی عبادت ہم پوشیدہ طور پر کیون ادا کرین۔ یہ سنکر محبوب دا ور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شان و شوکت سے حرم شریف کی طرف چلے کہ حضرت صدیقؓ داہنی طرف اور حمزہؓ بائین طرف مولا علیؓ پیچھے اور حضرت عمرؓ آگے آگے اور سب صحابہ داہنے اور بائین ہو گئے یہانتک کہ خیر الانام معہ یاران نیکنام مسجد الحرام مین پہونچگئے پس کفار قریش نے حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کو سخت نگاہ سے دیکھا لیکن کچھ بس نہ چلا اوسوقت رسول خدا نے حضرت عمرؓ کا نام فاروق رکھا اور کہا کہ یا عمرؓ تمسے اسلام اور کفر مین فرق ہو گیا بعض مؤرخون نے فاروق کے خطاب کی نسبت ایک اور واقعہ کا ذکر کیا ہے اسطرح سے لکھا ہے کہ ایکدفعہ ایک یہودی اور ایک مسلمان کے درمیان تنازعہ ہوا اور دونون نے رسولؐ خدا کو ثالث مقرر کیا جب مقدمہ آپکے سامنے پیش ہوا آپنے فیصلہ یہودی کے حق مین دیا۔ اسپر مسلمان راضی نہ ہوا اور حضرت عمرؓ کو ثالث بنانا چاہا جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ حبیب خدا اس مقدمہ کا فیصلہ فرما چکے ہین اور مسلمان اوس فیصلہ پر راضی نہین ہے خلاف تصفیۂ سید المرسلین ہے تو حضرت عمرؓ مکان مین گئے اور جھٹ پٹ

ایک تلوار آبدار لے آئے اور اوس مسلمان کا سر بے خطر تن سے جدا کر دیا اور پھر بلند آواز سے کہا کہ جو شخص رسول کریم کے فیصلہ سے نارضامندی کا اظہار کرے اوسکی یہی سزا ہے جب حضور نے یہ ماجرا سُنا تو حضرت عمرؓ کو فاروق کا خطاب دیا **اشعار**

آنکھ ہو تو دیکھئے شانِ عمرؓ
کیا بندھی تھی دھاک اونکے عدل کی
کیسے تھے خیر الوریٰ کے جان نثار
قتل اوس نا اہل کو جب کر دیا
کیا بتاؤن لے تحمل کیا ہو نین

کیجئے دل اپنا قربانِ عمرؓ
مار سکتا تھا نہ دم ہرگز کوئی
ہوتے تھے قربان شہ لیل و نہار
مل گیا اونکو لقب فاروق کا
خادم اِک فاروقؓ اعظم کا ہو نین

روایت ہے کہ کفارِ نا ہنجار حرم شریف مین منتظر تھے کہ حضرت عمرؓ رسولؐ نامور کا سر کاٹ کے لاتے ہون گے کامیاب آتے ہون گے جب یہ حالت دیکھی طبیعت گھبرائی پوچھا یا عمرؓ کیا حال ہے تیرا۔ اوُنھون نے کلمۂ طیّب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ باواز بلند پڑھکر سُنایا اور فرمایا اگر تم مین سے کسی کو اپنی جگہہ سے ہلتے ہوئے دیکھون گا تو اوسی مین قتل کرون گا۔ سب نے مل کر حضرت عمرؓ پر حملہ کیا آپنے بڑی شجاعت و بہادری سے اونکو دفع کرکے حرم شریف کے باہر نکال دیا۔ اوسوقت خیر الانام علیہ الصلوٰة والسلام نے معہ اصحاب کرام کے کعبہ کے اندر شاد کام ہوکر دوگانہ نماز کا ادا کیا۔ اوسدم مسلمانون کی خوشی اور کافرون کا غم باہم ہونا عید اور محرم کا ایکدن جمع ہونا ہوگیا **شعر**

تھا ایسا جوہر مردانگی فاروق اعظم مین
کہ ہیبت چھاگئی دین نبیؐ کی سارے عالم مین

مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کسی نے ہجرت اس طرح ظاہر نہین کی مگر حضرت عمرؓ نے کہ شمشیر گلے مین پڑی ہوئی تھی کمان کندھے پر تیر دان ہاتھ مین۔ اس صورت سی کعبہ مین آئے اور سات بار گرد اوسکے پھرے طواف کرکے پھر دو رکعت نماز مقام ابراہیم

پر ٹوٹ پڑے حلقون مین کفار کے آئے اور اس طرح زبان پر لائے یَاشَبَاهَتَ الْوُجُوهِ تم مین سے جسکی آرزو ہو کہ ماں اوسکی روئے بچے یتیم ہون بی بی بیوہ ہو جائے وہ اس جنگل کے باہر میرے سامنے آئے جوہر مردانگی دکھائے۔ پس کسی کو حوصلہ نہوا کہ پیچھے اونکے جاتا۔ مکۂ معظمہ سے تو اس دلیری وشجاعت سے ہجرت کی مدینۂ منورہ مین بھی بڑی عزت سے داخل ہوئے آپ تمام غزوات مین ہمرکاب سرورِ عالم رہے اور جنگِ اُحد مین بھی ثابت قدم رہے

قصیدہ

حضرتِ فاروق اعظم تھے وہ یارِ مصطفےٰ
مال و دولت جان و دل سے تھے نثارِ مصطفےٰ

تھی نہ دولت کی نہ حشمت کی نہ شوکت کی ہوس
تھے خدائے مصطفےٰ سے خواستگارِ مصطفےٰ

کیون نہ مخدومِ جہان آفاق مین ہوتے عمرؓ
زندگانی بھر رہے خدمتگذارِ مصطفےٰ

معتبر ہر بات کو اونکی سمجھتے تھے حضور
واہ کیا فاروقؓ پر تھا اعتبارِ مصطفےٰ

عطرِ جنت کی تجمل آرزو مجکو نہین
ہے دماغ جان مین خوشبوئے دیارِ مصطفےٰ

اُبی بن کعب سے ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اوّل اللہ تعالیٰ سے مصافحہ عمرؓ کا ہوگا اور اوّل اللہ تعالیٰ سے سلام عمرؓ کا ہوگا۔ اور اوّل اللہ تعالیٰ عمرؓ کا ہاتھ پکڑکے جنت مین داخل فرمائیگا۔ سبحان اللہ کیا عزت فاروق اعظم کی بڑھائے گا۔ آپکا قد دراز رنگت گوری بدن جسیم مانند سردار تھا۔ عجب رعب وداب فاروق نامدار تھا جو کلمہ زبان مبارک پر آتا فوراً اوسکا ظہور ہو جاتا۔ چنانچہ ایک شخص آپکے پاس آیا حضرت عمر نے فرمایا تیرا نام کیا ہے کہا انگارہ۔ کہا تیرے باپ کا نام کیا ہے کہا شعلہ۔ کہا کس بستی کا رہنے والا ہے کہا سوزش کا۔ کہا کس قوم کا ہے تو کہا جلن کا۔ حضرت فاروق نے کہا جا اپنے گھر کو وہ جل گیا۔ جب گیا تو گھر کو جلا ہوا پایا۔ مدارج النبوۃ مین لکھا ہے اہل ایمان کو بشارت روح افزا ہے کہ آپکے عہد خلافت مین ایک ہزار چھتیس شہر فتح ہوئے۔ چار ہزار مسجدین تعمیر ہوئین۔ اور چار ہزار بتخانے ڈھائے گئے اور ایک ہزار نوسو

منبر رکھے گئے چار دانگ عالم مین اسلام کا ڈنکا بج گیا۔ دین محمدی کا سکہ جاری ہوا۔ جس قدر آمدنی بیت المال مین آتی تھی سب صرف ہو جاتی تھی۔ آپکو اسبات سے نہایت خوشی اور فخر ہوتا تھا حق شناس اس درجہ کے تھے کہ کسی کو حرف زنی کا موقعہ نہ ملتا تھا خانہ نشین بوڑھے سے لیکر نوزائیدہ بچے تک کا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا۔ فوج کا انتظام نہایت عمدہ تھا۔ وظائف مقرر کرکے تمام اہل عرب کو زراعت اور تجارت کے کامون سے فارغ البال کردیا تھا۔ ہتھیار بنانے اور فوجی خدمت کے واسطے مستعد کر رکھا تھا۔ اہل الرائے کا قول ہے اگر آپ دس سال اور زندہ رہتے تمام دنیا مین اسلام پھیل جاتا۔ کوئی شہر و قصبہ ایسا نہ باقی رہ جاتا جہان آفتاب اسلام چمکتا نظر نہ آتا

قصیدہ

فاروق معظم نے کیا دین کو چمکایا
خورشید صفت جلوہ اسلام کا دکھلایا

کیا عہد خلافت تھا فاروق معظمؓ کا
رہتا تھا دل کافر اندیشہ سے تھرایا

جب شکل عمرؓ دیکھی ابلیس بھاگنے کی سوجھی
شیطان کبھی بھولے سے انکے نہ قریب آیا

کیا رائے عمرؓ کی تھی۔ کیا معرفت باری
وہ کام ہوا پورا جو آپ نے فرمایا

فرزند کو بھی دُرّے فاروقؓ نے لگوائے
انصاف سے تمام اسکا مخلوق کو دکھلایا

جو رحم کے قابل تھے کی اونکی مدد دل سے
لایق جو سزا کے تھے رحم اونپہ نہ فرمایا

خوش جس سے پیمبرؐ ہون راضی ہو خدا جس سے
وہ حکم کیا جاری وہ کام پسند آیا

پاینگے نظیر اوسکی ہرگز نہ جہان مین ہم
آرام ضعیفون نے اُس عہد مین جو پایا

کیا نام خدا باغ اسلام پھلا پھولا
وہ پھول ہوا کھلکر غنچہ تھا جو مرجھایا

سرکش نرہا کوئی مغرور مٹے سارے
پُرامن ہوا عالم جب عہد عمرؓ آیا

مخلوق کی آسایش تھی مدنظر ہر دم
راحت کا کبھی اپنی ہرگز نہ خیال آیا

باغی جو ہوا اوسنے پایا یہ ثمر اوسنے
خنجر کا پیا پانی تلوار کا پھل کھایا

کیا عہد خلافت ہے کیا عدل کی شہرت ہے
ہر سمت تجمل ہے کیا رعب عمرؓ چھایا

فضایل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

دلمین ہے حال حضرت عثمان بیان کرین
کیا مرتبہ ہے آپنے پایا عیان کرین
جو بزم مین ہین آئی اونھین شادمان کرین
خوان سخن پہ دعوت اہل زبان کرین

عثمانؓ کے فضایل اعظم سُنائین ہم
کیسے وہ جان نثار نبیؐ تھے دکھائین ہم

روایت با خیر و برکت قابل سماعت ہے کہ حضرت عثمان ابن عفّان رضی اللہ عنہ ذُو النُّورین کے نام سے اسوجہ سے مشہور رہین معروف نزدیک و دور ہین کہ حضرت رسوؐل مقبول کی دو صاحبزادیان یعنے رُقیّہ اور اُمّ کلثوم یکے بعد دیگرے آپکے نکاح مین آئی تھین آپ کے دولتخانے فیض کاشانے مین خیر و برکت لائی تھین عُلمائے نامدار کا قول ہے کہ یہ عزّت بجز عثمان غنیؓ کے اورکسیکو نہین ملی۔ آپہی کی تقدیر مین تھی

قصیدہ

ہے یہ شان جناب ذُو النُّورین
جسنے پایا خطاب ذو النورین
صرف دینی ترقّیون مین ہوئی
دولت بیحساب ذو النّورین
چاند سے بھی سوا منوّر تھا
عارض لاجواب ذو النّوربن
آپ کا لطف رحمت خالق
قہر حق تھا عتاب ذو النورین
شہ کی دو بیٹیان بیاہی تھین
دیکھو فخر جناب ذو النّورین
کس کو یہ مرتبہ ہوا حاصل
کس نے پایا خطاب ذو النورین
ہین مددگار میرے عالم مین
اے تجمّل جناب ذو النورین

ابن سعد سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت عثمانؓ ایمان لائے تو آپکے چچا حکم نے یہ ستم کیا کہ آپکو پکڑکر ایک رسّی سے باندھدیا ہرچند آپکو دین اسلام چھوڑنے کی دھمکیان دیتا اور ڈراتا رہا طرح طرح سے خوف دلاتا رہا مگر اوس جان نثار نبیؐ نے ایک نہ سُنی

رنج سہتے رہے اور اس طرح کہتے رہے

دین پیغمبر سے مین زنہار پھر سکتا نہین
ہر گھڑی مجھپر یہ ظلم ناروا اچھا نہین
دھمکیون مین آپکی آجاؤنمین ایسا نہین
جانب پستی نظر جسکی ہو وہ اعلا نہین

بت پرستی سے چچا مین سربسر بیزار ہون
بادۂ توحید کے نشّے سے اب سرشار ہون

جب آپ کے چچانے دیکھا کہ سمجھانا کچھانا کوئی اثر نہین کرتا اونکو اونکی حالت پر چھوڑ دیا۔ آپ مسلمانون مین سے وہ پہلے شخص اہل صفا جان نثار خیر الورا ہین جنھون نے حبشہ کی طرف معہ اپنی بی بی کے ہجرت فرمائی سب سے بڑا لی شان اطاعت دکھلائی۔ بہت سی لڑائیون مین جناب رسالتآب کے ہمرکاب رہے۔ جنگ بدر مین وہ اسوجہ سے شامل نہوسکے کہ آپکی بی بی رقیہ بنت رسول خدا سخت بیمار تھین۔ خیر المرسلین نے آپکو مدینے ہی مین رہنے کو ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت رقیہؓ اوسی مرض سے ملک بقا کی راہی ہوئین آنحضرتؐ کے دیدار مبارک سے بھی شادکام نہوئین۔ کیونکہ حضور پُرنور میدان جنگ مین اُنیس روز تک رہے تھے۔ مدینے مین تشریف نہین لیگئے تھے۔ صحیح مسلم مین حضرت عمرؓ فاروق اعظم سے روایت ہیکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وہ فضایل ہین کہ اصحاب بدری مین داخل ہین۔ جن کی خود رسول کریم نے تعریف کی ہے بہشت کی بشارت دی ہے سے

اللہ اللہ ہے کیا رتبہ عثمان غنیؓ
سچ تو یہ ہے کہ بڑے تھے وہ مقدر کے دھنی
دل مین باقی نہ رہی الفت دنیائے دنی
کیا سخاوت تھی بڑھی آپ کی اللہ غنی

دی وہ اللہ تعالی نے فضیلت اونکو
سرور دین سے ہے جنت کی بشارت اونکو

روایت ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت حضرت نے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان اور شرفائے قریش کے پاس روانہ فرمایا اور کہلابھیجا کہ رسول مقبول تمھارے ساتھ لڑنے کی نیت سے نہین آئے ہین بلکہ صرف حج کعبۃ اللہ کے ارادے سے تشریف لائی ہین

قریش نے جواب دیا کہ اگر تم خود طواف کرنا چاہتے ہو تو کرو حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ مین تمھارے کہنے پر چلون۔ بغیر مولا کے اکیلا طواف کرون۔ اسپر قریش نے خفا ہوکر یہ ستم کیا کہ حضرت عثمانؓ نامدار کو گرفتار کرلیا آنحضرت شہنشاہِ رسالت کو خبر پہونچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ وہ دنیا سے راہی جنت ہوئے حضور نے فرمایا کہ اب ہم بغیر لڑائی کرنے اور کفار کو قتل کرنے کے واپس نہین جائینگے۔ حضرت عثمانؓ کے ایک خون کے بدلے ہزارون کافرون کا لہو بہائین گے۔ پھر بیعت کا حکم دیا جو ایک درخت کے نیچے اسبات پر ہوئی کہ تمام صحابہؓ یہ اقرار کرین کہ ہم اپنی جانین دین گے۔ منھ نہ پھیرین گے۔ مردانگی کے جوہر دکھائین گے۔ کفار کو مارین گے اور خود مرجائین گے۔ مگر اس مقام سے ہرگز نہ ٹلین گے۔ سوائے جد بن قیس کے سب لوگون نے مرنے اور مارنے ہمت نہ ہارنے پر بیعت کی علمائے عالی شان کہتے ہین کہ اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہین۔ اور اسمین حضرت عثمانؓ بن عفان شامل نہ تھے اسلیئے آنحضرت نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ فرض کرکے دوسرے ہاتھ پہ مارا۔ اور اونکی طرف سے بھی بیعت کرلی۔ اس بیعت کے ختم ہونے کے بعد خبر ملی کہ وہ قتل نہین ہوئے بفضل ایزدی زندہ ہین۔ پھر قریش نے صلح کا پیغام بھیجا اور صلح ہوگئی۔ حضرت عثمانؓ غنی حاضرِ دربار سیدِ ابرار ہوکر قدمبوس ہوئے تو سب لوگ اسطرح کہنے لگے قصیدہ

قصیدہ

نامور عثمانؓ کی یہ دوستداری دیکھیے
جان کی پروانہ کی کچھ جان نثاری دیکھیے

گھر گئے کفار مین ہوکر گرفتارِ الم
بات پر قایم رہے ہمت نہ ہاری دیکھیے

سرورِ عالم پہ تھے قربان جان و مال سے
نام اسیکا ہے جہامین جان نثاری دیکھیے

بیعتِ رضوان پہ مایل ہوگئے سنکر خبر
مصطفٰے نے کیسی کی ہے غمگساری دیکھیے

جو کہا محبوبِ خالق نے کیا دل سے قبول
پیارے ذوالنورین کی خدمتگذاری دیکھیے

جب بناکر سیدِ کونین نے بھیجا سفیر
کی سفارت کیسی اچھی ہوشیاری دیکھیے

یا رسول اللہ اوسکی بیقراری دیکھئے	ہے تجمل کس قدر بیچین شوقِ دید مین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ ابن عفان مردِ اہلِ جود و عطا تھے بڑے باحیا تھے۔ آپ جب رسول مقبول کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے حضورؐ اپنے جامۂ مبارک کو دُرست کرلیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیون مین ایک ایسے آدمی سے حیا نہ کرون جس سے فرشتے حیا کرتے ہین اور کہا کرتے ہین شعر

اہلِ تکریم ہین مقبولِ خدا ہین عثمانؓ
صاحبِ جود و عطا حلم و حیا ہین عثمانؓ

روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ غنی نہایت خوبصورت تھے ابن عساکر نے لکھا ہے کہ ایک دن رسولؐ خدا نے مجکو ایک رکابی گوشت کی دیکر حضرت عثمانؓ کے گھر بھیجا۔ جب مین اونکے گھر پہونچا کیا دیکھتا ہون کہ بی بی رُقیہ بیٹھی ہوئی ہین کبھی مین بی بی رقیہ کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمال باکمال پر نظر کرتا تھا۔ جب مین واپس آیا تو رسولؐ خدا نے مجھ سے پوچھا کیا تو عثمانؓ اور رُقیہ کے گھر گیا تھا مین نے کہا ہان خیر البشر گیا تھا۔ پھر آپنے فرمایا کہ کیا تم نے ان دونون سے بڑھکر خوبصورت کسی مرد یا عورت کو دیکھا ہے۔ مین نے عرض کیا۔ یا سید المرسلین۔ نہین۔ حضرت عثمانؓ غنی علاوہ حلم و حیا جود و سخا کے مردِ حسین و جوانِ مہ جبین بھی تھے۔ قصیدہ

جان کرتے تھے فدا چشم بصیرت والے	تھے وہ عثمانِؓ غنی چاند سی صورت والے
ایسے وہ ہوتے ہین ہوتے ہین جو قسمت والے	فضلِ معبود سے پایا لقبِ ذُوالنُّورَین
باحیا اور بڑے حلم و مروّت والے	آپ اصحابِؓ پیمبر مین بہت تھے مشہور
یونتو تھے اور بھی آفاق مین دولت والے	کسکی تقدیر مین تھی آپکو دولت جو ملی
رُخ دکھادے مجھے او چاند سی صورت والے	حسرتِ دید مین کرتا ہے تجمل فریاد

روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ جامع القرآن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منشیون

مین سے تھے۔ اور اُن صحابہؓ مین سے ایک رُکن اعظم تھے جنھون نے قرآن شریف کو جمع کیا اجرِ عظیم مین حصّہ لیا۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آپکو دو دفعہ اپنی غیر حاضری کے ایام مین مدینے کا خلیفہ مقرر کیا یعنے جسوقت آپ غزوۂ ذات الرّقاع اور غطفان مین تشریف لیگئے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یہ عہدہ جلیلہ دیگئے تھے ؎

واہ کیا عثمان پر تھا اعتبارِ مصطفےٰ
کیون نہو تھے آپ بھی تو جان نثارِ مصطفےٰ

روایت ہے کہ غزوۂ تبوک مین رسول مقبول نے سب مسلمانون کو حکم دیا اسطرح ارشاد کیا کہ ہر ایک شخص حسبِ توفیق خود نقد یا رسد وغیرہ کا سامان مہیّا کرے اظہارِ جان نثاری مولا کرے۔ حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عجب کام کیا کہ اپنا کُل مال خدا کے نام پہ دیدیا۔ اسیطرح فاروقؓ اعظم حضرت عبّاسؓ عمّ رسولِ اکرم حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم نے بھی اپنا مال دیا۔ بخاری شریف اور دیگر احادیث مین آیا ہے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عثمانؓ غنی نے چار سو اونٹ باربرداری کے لئے اور چھ سو اونٹ سواری کے لئے یعنے ایک ہزار اونٹ اور دو ہزار اشرفیان نذر کین اور راوس انعام کے مستحق ہوئے جسکی نسبت آنحضرتؐ نے یون خوشخبری دی تھی کہ جو کوئی اس لڑائی مین سامان رسد مہیّا کرے گا وہ جنّت مین جگہہ لے گا۔ قصیدہ

شک نہین اسمین ذرا بھی جنتی عثمان ہین
آپکو دی ہے پیمبرؐ نے بشارت خلد کی
اس سے بڑھکر اور ہو سکتا ہی کیا حاصل فروغ
وصف کے قابل ثنا کے مستحق آفاق مین
اے تجمّل کر دیا جسنے غنی اسلام کو

صاحب علم و حیا مردِ سخی عثمانؓ ہین
کیسے عالی رُتبہ اَللہُ غنِیؓ عثمانؓ ہین
رونقِ بزمِ رسولِ ابطحی عثمانؓ ہین
واقعی عثمانؓ ہین ہان واقعی عثمانؓ ہین
راضی اونسے حق ہو وہ مردِ سخی عثمانؓ ہین

روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہایت حلیم و خوش اخلاق تھے جود و سخا

مین شہرۂ آفاق تھے۔ ہر جمعہ کو یہ کار خیر بحُسن اعتقاد کیا کرتے تھے کہ ایک غلام آزاد کیا کرتی تھے۔ ایک سال قحط پڑا تو آپنے مدینے کے تمام محتاجون مین غلّہ تقسیم کیا ہر طرح سے مسکینون کی دلجوئی کی۔ اور غریبون کی امداد فرمائی۔ ازواج مطہرات سرور کائنات کے لئے بڑی کشادہ دلی سے آپنے مسجد نبویؐ کے قریب زمین خرید کر دی۔ آپ بہت ہی فارغ البال اور خوشحال تھے۔ مال وزر کی کچھ حقیقت نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ مصیبت کے موقع پر مسکینون اور محتاجون کی مدد کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ آپ کے زمانۂ خلافت مین یہ خیر وبرکت کا ظہور ہوا کہ جا بجا اسلامی ڈنکا بجگیا۔ مملکت ایران مین ترقی دین اسلام حیرت افزا ہوئی۔ اسکندریہ افریقہ وغیرہ مین بھی دھاک بندھ گئی۔ قصیدہ

عثمانؓ غنی نے جب بے دینون کو للکارا
گھبرا گئے سب ایسے زنہار نہ دم مارا
کیا عہد خلافت ہے کیا دین کی شوکت ہے
اسلام کا مولانے چمکا دیا ہے تارا
عثمانؓ کے کیون رتبے عالم مین نہ بڑھ جاتے
احمدؐ کا جو ہے پیارا خالق کا وہ ہے پیارا
دشمن تھے بہت ناری اللہ رے دل پھر بھی
وہ شیر محمدؐ کا ہمت نہ کبھی ہارا
راحت سے جو ہوتی ہے یون عمر بسر میری
مولا کا تجمل ہے یہ فضل وکرم سارا

روایت بافضایل وبرکت ہی عجیب دلچسپ حکایت ہے حضرت خواجہ محمد بشیر چشتی نظامی الفخری اسکے راوی ہین جو مجھ ناچیز کے پیر ومرشد ہادی راہ طریقت مرد عارف وصوفی ہین فرماتے ہین کہ ایک دن ایک سایل دربار گوہر بار شہنشاہ ہدیٰ محمد مصطفےٰ مین حاضر ہوا۔ اور اس طرح عرض کرنے لگا ۔

یا رسول عربی آپ کی بخشش پہ نثار
اہل حاجت ہون عنایت ہون مجھے سَو دینار

آپ نے حکم دیا کہ اے گدا ہمارے عثمانؓ غنی کے پاس جا اور سُنا کہ رسول اللہ نے مجھے بھجوایا ہے۔ اور خدا کے نام پر سَو دینار دلوایا ہے وہ سایل عثمانؓ غنی کے در دولت پر

حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ اشعار

السلام علیک یا عثمان	صاحب جود جامع القرآن
مین جو در پر تمھارے آیا ہون	یہ پیام رسول لایا ہون
تمسے دلواتے ہین شہ ابرار	دو بنام الٰہ سَو دینار
اس رقم کی مجھے ضرورت ہی	گر عطا ہو بڑی عنایت ہے
آپنے یہ پیام جب پایا	اے تجمل گدا کو ٹھہرایا

اور عثمان غنی نے گھر مین جاکر پچاس دینار لاکر سایل کو دیدیا اور کہا اسوقت یہی حاضر ہے لیجا اور کسی طرح سے اپنا کام نکال لے۔ وہ سایل وہان سے رخصت ہوکر خدمت شہنشاہ رسالت مین حاضر ہوکر کہنے لگا یا حبیب خدا آپنے تو عثمان غنی سے خدا کے نام پر ایک سو دینار دلوایا تھا اوُنھون نے تو صرف پچاس دینار مرحمت کیا۔ میرا کام کس طرح نکلیگا۔ حضور پُر نور نے ارشاد کیا کہ اے سایل پھر ہمارے عثمان غنی کے پاس جا اور کہہ کہ رسول اللہ نے پھر ارسال فرمایا ہے اور پچاس دینار اپنے نام پر دلوایا ہے۔ جب سایل عثمان غنی کے آستان فیض نشان پر پہونچا آپ نے پوچھا تو پھر کیون آیا ہے اب کیا پیغام لایا ہے۔ سایل نے کہا اے عثمان باحیا صاحب جود و سخا رسول خدا نے پھر مجھے روانہ فرمایا ہے بقیہ پچاس دینار اپنے نام پر دلوایا ہے جب حضرت عثمان عالی مقام نے یہ پیغام خیر الانام سُنا بہت خوش ہوئے مکان مین گئے اور خزانہ کی تمام کُنجیان لاکر سایل کے سامنے دھر دین اور کہا کہ جس قدر زر و جواہر درہم و دینار تیرا جی چاہے بے تکلف لے لے رسول اللہ کے نام پر تو جان و مال گھر بار ماں باپ سب قربان ہین ہم اونکے غلام اور وہ ہمارے سلطان محبوب خالق دو جہان ہین اگر وہ نہ بتلاتے ہم اپنی حقیقت نہ جانتے خدا کو کس طرح پہچانتے سایل نے حسب ضرورت پچاس دینار لے لیا اور اس طرح کہنے لگا۔ قصیدہ

اطاعت دیکھو عثمانؓ کی اطاعت اسکو کہتے ہین
رسول اللہ کی سچی محبت اسکو کہتے ہین

فدا کر ڈالے جان و مال و زر نام محمدؐ پر
ذرا اہل سخا دیکھین سخاوت اسکو کہتے ہین

ہوئے عثمان مشہور زمانہ جامع القرآن
بزرگی نام ہے اسکا فضیلت اسکو کہتے ہین

برابر صرف کار دین مین دولت اپنی کرتے تھے
اسے کہتے ہین ہمت اور دولت اسکو کہتے ہین

روان رہتی سے دریا کی طرح نعت پیمبرؐ مین
تحمل کیا طبیعت ہے طبیعت اسکو کہتے ہین

فضایل حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ

اے دوستو فضایل مولا علیؑ سنو
کیسے وہ تھے بہادر و مرد جری سنو

کیسی خدانے کی تھی عطا برتری سنو
ختم اونکی ذات پر ہے خلافت ہوئی سنو

حسنینؓ کے ہین باپ وہ زوج بتولؓ ہین
مولائے کائنات وصی رسول ہین

اے دیندار و اہلبیت رسول اللہ کے جان نثار و حضرت علیؑ مرتضی شیر خدا برادر پیغمبر فاتح خیبر کا یون تو ہر حیثیت مین مرتبہ اعلا ہے مگر آپکا یہ مرتبہ سب مراتب پر بالا ہے کہ بھائی ہین رسول خدا کے زوج ہین سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا کے۔ اور والد ماجد ہین حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ شہید کربلا کے۔ آپکے کیسے کیسے اعلیٰ سے اعلیٰ اور برتر سے برتر فضایل ہین عشرۂ مبشرہ مین شامل ہین۔ آپکا لقب مظہر العجایب ہے خطاب لاجواب اسد اللہ الغالب ہے

قصیدہ

زہے عزت و شان شیر خدا
مری جان قربان شیر خدا

یہ ہے آرزو ہو قیامت کے دن
مرے سر پہ دامان شیر خدا

ظفریاب ہوتے نکیون ہر جگہہ
خدا تھا نگہبان شیر خدا

نکلتا تھا حکم خدا و رسولؐ
جو ہوتا تھا فرمان شیر خدا

امام حسنؓ اور امام حسینؓ
گل نخل بستان شیر خدا

رہا کرتی ہے جس سے سیراب خلق
وہ ہے بحر فیضانِ شیرِ خدا
حدیثون سے سرتاج کونین کی
عیان ہوتی ہے شانِ شیرِ خدا
جو ہین سیدہ بنت خیر الوری
ہین شمع شبستانِ شیرِ خدا
تجمل جو ہو آرزوئے نجات
رہو تم ثنا خوانِ شیرِ خدا

روایت باسعادت ہے کہ جس وقت علیؓ مرتضیٰ شیرِ خدا تولّد ہوئے اوسوقت آپکے والد ماجد ابو طالب مکان مین نتھے۔ آپکی والدۂ مکرّمہ نے آپکا نام حیدر رکھا۔ دوسری روایت قابلِ سماعت ہے کہ ابھی مولا علیؓ شیر خوار بچّے ہی تھے آپکی والدہ ماجدہ گھر سے باہر کسی کام کو گئی تھین۔ آپ گھر مین تنہا تھے۔ گھر مکّہ مین ایک پہاڑ کے پہلو مین تھا۔ اوس وقت ایک سانپ پہاڑ پر سے اوترا۔ اور جناب مولا علیؓ کو ڈس لینا چاہا۔ آپ نے ہاتھ بڑھاکر اوس موذی کو ایسا مضبوط پکڑ لیا کہ وہ چھوٹ نہ سکا جناب کے ہاتھ ہی مین مرگیا۔ اتنے مین آپکی والدہ ماجدہ باہر سے تشریف لائین اور سانپ کو اونکے ہاتھ مین مرا ہوا دیکھکر کہنے لگین۔ اے میرے شیرِ خدا تجھے زندہ رکھے پس مولا علی رضی اللہ عنہ کا نام حیدر مشہور ہوگیا

تجۃ اللہ شیرِ حق مردِ دلاور آپ ہین
ناصرِ دینِ رسول اللہ حیدرؓ آپ ہین

ابن عباس سے روایت باخیر و برکت ہے کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار مین رشتۂ اخوّت قایم کیا تو اوسکی یہ صورت قرار دی کہ جناب ابو بکرؓ کو حضرت عمرؓ کا اور حضرت عثمانؓ کو عبد الرحمٰن ابن عوف اور طلحہؓ کو زبیرؓ کا اور ابو ذر غفاریؓ کو مقدادؓ کا بھائی بنایا علی مرتضیٰ شیرِ خدا باقی رہ گئے۔ اون سے کسی کا رشتۂ اخوّت نہ ملایا آپ نہایت ملول ہوکر زمین پر جاکر لیٹ گئے اور اپنے بازو کا تکیہ بناکر سو رہے۔ ہوا نے مٹّی اوڑاکر جسمِ پُر نور کو گرد آلود کردیا۔ رسولِ مقبول اونکو ڈھونڈھنے لگے اس حالت مین پایا تو قدمِ مبارک سے ٹھکراکر ارشاد فرمایا تو نے ابو تراب بننے مین اپنے لئے کیا اچھی

مصلحت دیکھی ہے۔ جب مین نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسی کا بھائی نہ بنایا تو تو خفا ہوگیا۔ کیا تو راضی نہین ہے کہ تو مجھ سے ایسا ہو جیسا کہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد نبی نہین ہوگا جو کوئی تجھ سے محبت کرے گا وہ امن و امن و ایمان مین چھپا رہیگا اور جو شخص تجھ سے بغض رکھیگا خدا اوسکو کافرونکی موت مارے گا۔ سبحان اللہ علی رض مرتضیٰ کا کیا اعلیٰ مرتبا ہے کہ رسول مقبول نے اس طرح کہا ہے

قصیدہ

دیندار و دیکھو شانِ حضرتِ مولا علی رض
بنگئی ہے رکنِ ایمان الفتِ مولا علی رض

مصطفےٰ سے وہ ہین راضی اونسے راضی مصطفےٰ
کیسے ہین مولا علی رض کیا قسمتِ مولا علی رض

لافتیٰ اِلّا علی رض لاسیف اِلّا ذوالفقار
لوحِ دل پر ہے یہ نقشِ مدحتِ مولا علی رض

ہین علی رض والے ہمین مولا علی رض سے کام ہے
دین و ایمان ہے ہمارا اُلفتِ مولا علی رض

آرزو یہ ہے تمنّا یہ ہے یہ ارمان ہے
ایخدا ہمکو دکھادے صورتِ مولا علی رض

آپ نے پایا لقب نفسِ رسول اللہ کا
واہ ہے کیسی نبی سے نسبتِ مولا علی رض

کیا ہے عظمت اے تجمل اونکی عظمت پر نثار
کیا ہے شوکت مین فدائے شوکتِ مولا علی رض

ابن عباس کہتے ہین کہ ایک روز جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ کلبی کی آغوش مین سرِ مبارک رکھے ہوئے اپنے دولتخانے فیض کاشانے کے صحن رشکِ چمن مین استراحت فرمارہے تھے کہ جناب مولا علی رض کو تڑکے دھنی تشریف لائے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کرنے لگے دحیہ کلبی نے جواب دیا کہ یا مرتضیٰ خیریت ہے اور عرض کیا کہ مین تم سے محبت رکھتا ہون اور آپکے چند مناقب جانتا ہون جنکو مین آپ سے بیان کرنا چاہتا ہون سُنئیے آپ تمام مومنون کے امیر ہین۔ اور تمام سفید ہاتھ پاؤن اور مُنہ والون کے پیشوا و دستگیر ہین۔ آپ سوا انبیا و مرسلین کے تمام بنی آدم کے سردار ہین کیون نہ ہو وصیِ سیدِ ابرار ہین۔ قیامت کے روز لواءُ الحمد

آپ کے دستِ حق پرست مین نظر آئیگا۔ اور آپ کا گروہ حضرت رسولِ کریم کے ہمراہ اور اونکے گروہ کے ساتھ جنت کی سیر فرمائیگا۔ تحقیق طور پر رستگار ہوا وہ شخص جس نے آپ سے محبت رکھی۔ اور نقصان اوٹھایا اوسنے جسنے آپ سے علیحدگی اختیار کی۔ رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثنا کے محب آپ کے محب ہین اور اونکے دشمن آپکے دشمن ہین۔ وہ خستہ و خراب ہون گے۔ شافعِ عالم کی شفاعت سے ہرگز نہ بہرہ یاب ہونگے۔ اے شیرِ خدا علی مرتضیٰ و اے برگزیدۂ خدا میرے پاس تشریف لا۔ جب جنابِ امیر اوسکے قریب گئے تو اوسنے یہ کام کیا کہ سرورِ عالم کا سرِ اقدس اپنے آغوش سے لیکر اونکے آغوش مبارک مین رکھدیا۔ اتنے مین سرکار نے خواب سے بیدار ہوکر پوچھا یہ کیسا شور تھا۔ مولا علی حق کے ولی نے دحیہ کا تمام ماجرا عرض کیا۔ حضور نے ارشاد کیا یا علی مرتضیٰ وہ دحیہ کلبی نہ تھے بلکہ جبرئیل امین فرستادۂ رب العالمین تشریف لائے تھے تاکہ جن القابِ لاجواب سے تمھین پروردگار خالقِ لیل و نہار نے ممتاز و سرفراز کیا ہے اُن سے تمھین آگاہی بخشین اور مطلع کرین۔ بشارت ہو کہ خداوند تعالیٰ نے تمھاری محبت کو مومنون کے دل مین القا کیا ہے اور تمھارے خوف کو کافرون کے دل مین ڈال دیا ہے

قصیدہ

کیا ہے جہان مین دبدبہ و جاہِ مرتضیٰ — ڈرتے تھے اونکے نام سے بدخواہِ مرتضیٰ
پیشِ نظر وہ حسنِ دل افروز اگر رہے — دیکھا کرون مین صورتِ دلخواہِ مرتضیٰ
روشن ہے وصفِ پاک حسن اور حسین کا — اک مہرِ مرتضیٰ ہے تو اک ماہِ مرتضیٰ
محبوبِ کبریا سے صفت اونکی پوچھئے — باہر ہے فہم سے شرف و جاہِ مرتضیٰ
یارب مٹا دے عشقِ شہِ بوتراب مین — کردے تو مجکو خاکِ سرِ راہِ مرتضیٰ
رتبے سے اونکے کرتے تھے آگاہ بار بار — روح الامین تھے دلسے ہی خواہِ مرتضیٰ
رضوان سے بڑھکے اونکا تجمل ہے مرتبہ — جو ہین یہان مجاورِ درگاہِ مرتضیٰ

حضرت انسؓ سے روایت ہے اہل دین کو بشارت ہے کہ ایک روز جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اے انسؓ پانی لاکر ہمین وضو کرا۔ مین پانی لایا اور حضرت نے وضو فرمایا اور نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوکر ارشاد کیا کہ اے انسؓ جو شخص آج سب سے پہلے میرے پاس آئیگا وہ مومنون کا امیر اور مسلمانون کا سردار وصیون کا خاتم۔ سفید ہاتھ اور منھ والون کا پیشوا ہوگا۔ ناگاہ وصیِ رسول اللہ علیِ مرتضیٰ شیرِ الٰہ تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضرت نے فرمایا اے انس دیکھ تو کون آیا۔ مین نے عرض کیا علیؓ ہین آپ نے فرمایا دروازہ کھول دے مین نے دروازہ کھول دیا جناب امیر کرم اللہ وجہہٗ تشریف لائے اور حضرت کے قدمبوس ہوئے ۵

کیا بنائی ہے خدائے پاک نے شانِ علیؓ
اہل ایمان کی ہون جانین کیون نہ قربانِ علیؓ

جناب مولا علیؓ دامادِ نبیؐ کے غلام اور ہمارے آقائے عالی مقام حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہین کہ مین اپنے مولا دوعالم کے آقا علیِ مرتضیٰؓ کے ساتھ اونکی زمین مین تھا اور وہ کشتکاری کر رہے تھے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اون کے ملنے کو آئے اور السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ زبان پر لائے کسی نے اون سے دریافت کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین بھی مولا علیؓ کو اسی طرح سے کہا کرتے تھے یون ہی ادب کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ حضرت ہی نے ہمکو یہ حکم دیا تھا کہ انکا ادب کیا کرو اور امیر المومنین کے خطاب سے پکارا کرو۔ اے طالبانِ مولا علیؓ و اے شیفتگانِ جمالِ مرتضوی سوچو اور غور کرو کہ ہمارے مولا علیِ مرتضیٰ کا کیا مرتبہ ہے کسی جان نثارِ حیدرِ کرار نے کیا خوب اظہارِ عقیدت کیا ہے

قصیدہ

امیر المومنین شیرِ خدا مشکلکشا تم ہو
علیِ مرتضیٰ تم ہو وصیِ مصطفےٰ تم ہو

کوئی عالی نسب تمسا نہین ہوگا نہین ہوگا	ابو الحسنین ہو زوجِ بتول پارسا تم ہو
ہین جتنے اہل دین سب کے ہو مولا سب کے سرور تم	قسیم نار و جنت اور شاہِ لافتیٰ تم ہو
غریبون کا نہین کوئی معین وقتِ مصیبت مین	مدد پر بیکسون کی حضرتِ مشکلکشا تم ہو
خدا نے کردیا ہے خاتمہ تمپہ خلافت کا	شہِ عالی مراتب یا علیِ مرتضیٰ تم ہو
سخاوت کا تمھاری کیون نہو شہرہ جہان بھر مین	سخیِ نیک سیرت خلق کے حاجت روا تم ہو
تجمل کیون نہ شہرت ہو تمھاری بڑھکے شاہون سے	شہنشاہِ ولایت کے غلامِ بے ریا تم ہو

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جناب علیؓ مرتضیٰ کی والدہ اپنے ایام حمل مین جس وقت کہ ہبل کو پوجنے کے لئے تشریف لیجاتین اور سجدہ کرنے کا ارادہ کرتین تو جناب امیر بیکسون کے دستگیر اون کے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور اون کو سجدہ کرنے سے روک رکھتے۔ یہی سبب ہوا کہ آپکا علی نام رکھا گیا ۵

پیار آتا ہے ہمین کیا کیا علیؓ کے نام پر
جان و دل قربان ہین مولا علیؓ کے نام پر

ابو الحسن علی حیدر ابو تراب امیر المومنین کے علاوہ رسول خدا نے مولا علیؓ کو بہت سے اسماء و القاب لاجواب سے وقتاً فوقتاً یاد کئے ہین اونمین سے چند نام و القاب اس مقام پر درج کئے جاتے ہین تاکہ اہل ایمان مولائے کائنات کے مدارج و درجات سے واقف ہوجائین اور اپنے ایمان کو تازہ فرمائین وہ اسماء و القاب یہ ہین سید المسلمین سید المومنین سید الصادقین ولی المتقین صالح المومنین خیر الوصیین خاتم الوصیین سید العرب سید فی الدنیا و الآخرۃ صدیق الاکبر فاروق الاعظم امام البررہ قاتل الفجرہ اسد اللہ حجۃ اللہ ولی اللہ صفوۃ اللہ رایۃ الہدیٰ امام الاولیا شیخ المہاجرین و الانصار قسیم النار و الجنۃ وارث رسول اللہ خلیفۂ رسول اللہ ناصرِ رسول اللہ صاحب اللواء المرتضیٰ الشہید الامین مثیل ہارون

سیف اللہ نفس الرسول قاضی دین رسول اللہ وزیر رسول اللہ خیر البشر کاسر الاصنام اے اہل اسلام جان نثار اہلبیت رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام غور کا مقام ہے کہ مولا علیؑ کا کتنا اعلیٰ مقام ہے چاہیئے کہ اونکے نام پاک پر شام وسحر جان ومال فدا کرتے رہو اور اوٹھتے بیٹھتے اس طرح وصف وثنا کرتے رہو۔

قصیدہ

علیؓ کو ملے مرتبے کیسے کیسے ۔۔۔ خدا نے مراتب دئے کیسے کیسے
دکھائے عجب جان نثاری کے جوہر ۔۔۔ فدائے پیمبرؐ ہوئے کیسے کیسے
شمارِ فتوحات ہو کس سے مولا ۔۔۔ حصار آپنے سر کئے کیسے کیسے
ہوئی قدرِ مولا علیؓ کیسی کیسی ۔۔۔ بڑھے آپکے مرتبے کیسے کیسے
نہ باز آئے شوقِ سخاوت سے ہرگز ۔۔۔ شہِ دین نے فاقے کئے کیسے کیسے
زبانِ پیمبرؐ سے اوصافِ حیدرؓ ۔۔۔ رفیقون نے اکثر سُنے کیسے کیسے
کتابون مین دیکھے جو ہمنے تجسّس ۔۔۔ فضایل ہین اونکے بھرے کیسے کیسے

حضرت ابوتراب کا علم حساب ملاحظہ فرمائیے روایت باصداقت ہے کہ دو آدمی روٹی کھانے کو بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیان تھین۔ اتنے مین تیسرا آدمی آگیا۔ ان دونون نے اوسے شرکت طعام کے لئے کہا وہ بھی اونکے ساتھ کھانے مین شریک ہوگیا۔ وہ تینون جب آٹھون روٹیان کھاچکے وہ تیسرا آدمی اوٹھ کھڑا ہوا اور دونون کو آٹھ درہم دیکر کہنے لگا یہ عوض ہے اوس کھانے کا جو مین نے تمھارے کھانے مین کھایا ہے پس وہ دونون باہم جھگڑنے لگے تقسیم درہم پر لڑنے لگے۔ پانچ روٹیون والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہئین اور تجھے تین لینے چاہئین تین روٹیون والے نے کہا مین تیری بات نہ تسلیم کرون گا نصف لونگا۔ اسکے فیصلے کے لئے دونون مولا علیؓ کے پاس آئے اور وجہ نزاع عرض کرنے لگے۔ جناب امیر شیر خدائے قدیر نے تین روٹیون والے سے کہا۔ اے مردِ باصفا تیرا ساتھی جو کچھ تجھے دیتا ہے لے لے

حالانکہ اوسکی روٹیان تیری روٹیون سے زیادہ تھین وہ کہنے لگا کہ اے قاضی دین رسول خدا جبتک کہ میرا حق مجھے معلوم نہ ہو جائے مین نہین راضی ہوتا۔ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہین۔ تیرا دوست صلح کے روسے جو کچھ تجھے دیتا ہے غنیمت سمجھکر لے نہین لیتا ہے اوسپر یہ کہتا ہے جبتک کہ میرا حق مجھے معلوم نہ ہو جائے مین نہین راضی ہوتا۔ تیرا حق تو انصاف کے روسے ایک درہم ہے۔ اوسنے کہا یا امیر المومنین سید الصادقین مجھ سے اسکی وجہ فرمائیے تاکہ مین بے عذر قبول کرون۔ آپنے فرمایا کیا آٹھ روٹیون کی چوبیس تہائیان نہین ہوئین۔ اور تم تین آدمی کھانے والے تھے یہ نہین معلوم ہو سکتا کہ تم مین سے کون زیادہ کھانے والا تھا اور کون کم۔ اسلیئے یہی خیال کیا جاتا ہے کہ تم تینون نے برابر کھایا ہے۔ پس تو نے آٹھ تہائیان کھائین اور تیری روٹیون کی نو تہائیان تھین۔ اور تیرے دوست کی پانچ روٹیون کی پندرہ تہائیان تھین اور اوسنے بھی آٹھ تہائیان کھائین اور اسکی سات تہائیان باقی رہین جو درہم والے نے کھائین اور تیری نو تہائیون مین سے ایک تہائی کھائی۔ پس تیرے روٹی کے ٹکڑے کا عوض ایک درہم ہے اور اوس کے سات ٹکڑے کے بدلے سات درہم ہین۔ وہ ایک درہم بخوشی لینے پر راضی ہوگیا

اور اِس طرح کہنے لگا۔ **قصیدہ**

فیصلہ مولا علیؑ کا کام ہے
واقعی انصاف اسیکا نام ہے

قاضی دینِ پیمبرؐ آپ ہین
عدل زیبا آپ ہی کا کام ہے

الامین المرتضےٰ خیر البشر
آپہی ہین آپہی کا نام ہے

مصطفےٰ کا قوت بازو ہے تو
تو معین و یاورِ اسلام ہے

تو رسول اللہ کا ہے پیارا وزیر
یا علیؑ تو کاسر الاصنام ہے

اے تجلی یا علی یا مرتضےٰ | ورد دل سے اپنا صبح و شام ہے

مولا علیؑ کے فضایل علمی کا یہ حال تھا کہ سینۂ مبارک اس خزانے سے مالا مال تھا امام فخرالدین رازیؒ اربعین مین تحریر فرماتے ہین آپکے علمی فضایل جتاتے ہین کہ آنحضرت کے عہد سعادت مہد مین ایک گروہ صحابہ کا زہد اور ورع مین مشہور تھا۔ نور ریاضت سے اونکا سینہ پُر نور تھا جیسے حضرت ابوذر غفاری سلمان فارسی ابوالدردار وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مگر یہ تمام بزرگوار صحابۂ خیرالمرسلین اگرچہ مشہور زاہد عابد تھے مگر سب سید المرسلین کے مقلد تھے

شہر علم حق رسول اللہ ہین
اوسکے دروازے ولی اللہ ہین

ابوسعید حذری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا یا ابوتراب تمھاری سات خصلتین ایسی ہین کہ قیامت کے روز ان مین کوئی تمسے جھگڑا نہین کرسکتا۔ تم سب مومنین سے ازروئے ایمان اول ہو۔ اور سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ خدا کے حکم کو قایم کرنے والے اور سب سے زیادہ رعیت پر مہربان اور سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والے اور سب سے زیادہ احکام قضایا کے جاننے والے۔ اور سب سے زیادہ قیامت کے دن بڑے مرتبے والے ہو

تم ہو سید مومنون کے اور امام الاولیا
یا علیؑ مرتضیٰ مشکلکشا شیر خدا

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ علیؓ کی چار خصلتین ایسی ہین کہ انکے سوا کسی دوسرے مین نہین۔ وہ سب عربی اور عجمی لوگون مین ایسے پہلے شخص ہین جنھون نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ شخص ہین کہ اونکے ہر ایک لشکر مین علمدار تھے اور وہ شخص ہین کہ جس روز حضرت کے پاس سے سب لوگ نہ ٹھہر سکے آپ ہمسر کئے ہوئے موجود رہے۔ اور وہ شخص ہین جنھون نے آنحضرت کو غسل دیا اور قبر شریف مین

د تار را۔ اور اسبات پر بھی تمام محدثون کا اتفاق ہے کہ تبوک کے سوا آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تمام مشاہد مین حاضر رہے اور سب محدثین نے اسبات پر اجماع کیا ہے کہ جناب علیؓ مرتضی صاحب اللوا قسیم النار والجنۃ ایسے شخص ہین جنھون نے دونون قبلون کی طرف نماز پڑھی ہے اور آنحضرتؐ کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ بدر و حدیبیہ اور تمام غزوات مین حاضر رہے ہین۔ بدر اور اُحد اور خندق مین تو آپ نے وہ کارِ نمایان کیئے ہین کہ قیامت تک یادگار رہین گے۔ صفحۂ خاطرِ اہل جہان سے مٹ نہ سکین گے قصیدہ

جانبازی کو میدان مین تیار رہے ہین
ہر معرکے مین حیدر کرار رہے ہین
جنگاہ سے ہرگز نہ ٹلے ساقی کوثر
نشے سے شجاعت کے وہ سرشار رہے ہین
ہر بات پہ ہوتی تھی فدا وہ دل و جان سے
ہر وقت نثارِ شہِ ابرار رہے ہین
رعبِ اسد اللہ وہ چھایا تھا دلون پر
راحت سے نہ دم بھر کبھی کفار رہے ہین
کرتے تھے مہاجر کی مدد حیدرؓ صفدر
انصار کے بھی آپ مددگار رہے ہین
وہ تیغِ دو پیکر مین علیؓ کے تھی صفائی
حیران جسے دیکھکے کفار رہے ہین
ہر حال مین ہر رنج و مصیبت مین تحمل
وہ تابعِ حکمِ شہِ ابرار رہے ہین

ازالۃ الخلفا مین لکھا ہے کہ جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک پر متوجہ ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو مدینۂ منورہ مین اپنا خلیفہ مقرر کیا اور کہا کہ میری غیر موجودگی مین مدینے اور اہل و عیال کی خبرگیری کرنا اوسوقت منافقون نے یہ خبر اوڑادی کہ مولا علیؓ کو بھاری جنگ سے عاری سمجھکر پیغمبرؐ خدا نے گھر مین چھوڑ دیا معرکہ کے قابل نہین تصوّر کیا۔ آپ اوسیوقت ہتیار سے سج سجا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام جرف مین جاملے۔ اور منافقون کے بیان کو عرض کرنے لگے۔ چاہا کہ شریک جنگ ہوکر شانِ شجاعت دکھائین اور منافقون کے قول کی تردید فرمائین حضور نے فرمایا کہ یا مرتضیٰ تو اسپر راضی نہین ہے کہ تو مجکو ایسا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السّلام کے لئے ہارون تھے مگر

میرے بعد نبیؐ نہین ہے یہ سنکر حیدرِ صفدر برادر پیغمبرؐ فاتح خیبر خاموش ہو رہے اور مدینے کو واپس چلے آئے۔ شعر

اے شیر خدا ہمت بازوئی محمدؐ | تو ہے بخدا قوتِ بازوے محمدؐ

واقعۂ جنگِ خیبر۔ شجاعتِ حیدرِ صفدر

مدارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ جب لشکرِ حبیب خدا محمد مصطفےٰؐ خیبر پر وارد ہوا۔ خیبر مین کئی قلعے بڑے بڑے نہایت مضبوطی سے بنے ہوئے تھے۔ اور دس ہزار سوار تجربہ کار تہوّر شعار مقرر رہوئے تھے ہر ایک قلعہ یہ برکت دعائے خیر الورا فتح ہوگیا مگر ایک قلعہ غموص نام کا باقی رہا۔ وہ سب سے زیادہ محکم اور مضبوط تھا۔ اللہ جلّ شانہٗ نے اوسکی فتح روزِ ازل سے حضرت شاہِ ولایت کے نامزد کی تھی لہذا وہ قلعہ کسی سے فتح نہ ہو سکا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی لشکر اور نشان کے ساتھ بامید فتح حملہ آور ہوئے اور حضرت عمر فاروقؓ بھی اوسیطرح تشریف لیگئے مگر ناکام واپس پھر آئے لیکن وہ قلعہ فتح نہ ہو سکا اوسوقت رسولِ خدا کو دردِ سر عارض تھا۔ آپنے رات کے وقت فرمایا کہ کل صبح کو نشان مین ایسے مرد کرامت نشان کو دونگا جو دوست رکھتا ہے اللہ اور رسولؐ کو اور دوست رکھتا ہے اللہ اور رسول اوسکو۔ آپ بشارت مظہر شجاعت و کرامت کو سنکر تمام صحابۂ نامور منتظر تھے کہ دیکھین تو یہ خلعت کسکو نصیب ہوتا ہے اور دلمین کہتے تھے

اشعار

کون ایسا ہم مین ہے مردِ دلیر
ذی شجاعت نامور مولا کا شیر

دیکھئے کل سیّد کون و مکان
کسکو دیتے ہین سرِ میدان نشان

کون ہے اللہ کا ایسا ولی
جسکی قسمت مین یہ دولت ہے لکھی

کون ایسا ہم مین ہے داتا کا لال
اہل ہمت ذی شجاعت باکمال

جو ہے اللہ و نبیؐ کا جان نثار
اور اللہ و نبیؐ کا اوسپہ پیار

ہوگا مرد خوش مقدر یکسان	مرحمت جسکو کرین حضرت نشان
اے تجمل کیا شرف اپنا کہون	مین غلامِ حیدرِ کرار ہون

اون اصحاب باصفا مین سے حضرت شاہ ولایت زوج خاتون جنّت کا تو کسیکو خیال بھی نتھا اسواسطے کہ آنکھ دُکھنے کے باعث سے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینۂ منورہ ہی مین مقیم تھے درد چشم سے ایسی تکلیف شدید تھی کہ اس جنگ مین شریک نہو سکے یکایک ارادہ کیا کہ جہاد سے جُدا ہونا خوب نہین۔ اور سیّد المرسلین کی جُدائی بھی گوارا نہو سکی طبیعت قدمبوسی کے لئے بیچین ہوئی۔ اصل تو یہ ہے کہ یہ دولتِ سرمدی و نعمتِ ابدی روزِ ازل سے اونکی قسمت مین لکھی ہوئی تھی۔ تھوڑے عرصہ مین لشکر اسلام مین داخل ہوئے اہل جہاد مین شامل ہوئے۔ اور یہ قصہ سُنا کہ رسولِ خدا نے یون فرمایا ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ درگاہ باری تعالیٰ مین دست بدعا ہوئے اسطرح مصروفِ التجا ہوئے اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ یعنے اے خدا نہین کوئی مانع واسطے اوسکے کہ عطا کرے تو اوسکو اور نہین کوئی دینے والا جسکے واسطے تو منع کرے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے آنے کی خبر ہوئی۔ فرمایا کہان ہے علیؓ۔ لوگون نے عرض کی یا نبیؐ وہ آگئے مگر آنکھون کے درد سے اونکو دکھائی نہین دیتا۔ حکم دیا جاؤ میرے پاس لاؤ۔ سلمہ بن الاکوع گئے اور اونکا ہاتھ پکڑکر لائے۔ حضرت رسولِ خدا نے سر اونکا بصد حُبّ وولا اپنی ران پر رکھا اور لُعابِ دہن مبارک اونکی آنکھ مین لگا دیا اوسی وقت درد کی تکلیف جاتی رہی بفضل ایزدی شفاء کلی حاصل ہوگئی اور پھر کبھی عمر بھر نہ دُکھی

اشعار

اوس لعابِ دہن کا کیا کہنا	لطفِ شاہِ زمن کا کیا کہنا
چشمِ بیمار ہوگئی اچھی	دفعتًا ہوگئی بھلی چنگی
دیکھیے معجزہ پیمبر کا	پھر نہ چشمِ علیؓ مین درد رہا

مرتضیٰؑ کبریا کے پیارے تھے	کیون نہو مصطفٰے کے پیارے تھو
خوشنوا مین وہ اے تجمل ہون	باغ وصفِ علیؑ کا بلبل ہون

ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ گرمی مین کپڑا اروئی کا اور سردی مین کپڑا باریک پتلا پہنتے تھے۔ حضرت رسول خدانے اپنی زرہ اونکو پنھائی اور ذوالفقار آبدار کو حمایل کرکے نشان اونکے ہاتھ مین دیا اور کہا جا جبتک اللہ تعالیٰ فتح نہ دے مُڑکے نہ دیکھنا۔ عرض کی کس بات پر لڑون اور کافرون کو تہِ تیغ کرون۔ فرمایا اے حیدرؓ کلمے پر۔ یعنے اول اونکو ایمان کی ہدایت کر شفقت کے ساتھ نصیحت کر۔ اور نہ مانین سرتابی کرین تو قتال کر۔ خود سرون کو تہِ تیغ کرکے پامال کر۔ تجھ سے ہدایت پانا ایک مرد کا ہزار سُرخ اونٹ سے بہتر ہے۔ کیونکہ تو میرا قوتِ بازو برادر ہے۔ پس آپ نے قلعۂ غموص کے نیچے قدم دھرا اور زمین پر نشان کھڑا کر دیا۔ اوسوقت ایک عالمِ یہود نے پوچھا اے صاحبِ نشان تیرا کیا نام ہے جو صاحبِ نشان سیدِ عالی مقام ہے فرمایا مین اسد اللہ الغالب ہون علیؑ ابن ابی طالب ہون اوسنے اپنے لوگون سے کہا خبردار رہو اس شخص کا حال بالکمال توریت مین لکھا ہے۔ یہ بڑا شجاع مرد دلیر شیرِ خدا ہے۔ یہ خون کا دریا بہائیگا بغیر قلعہ فتح کئے نہین جائیگا۔ اوںھون نے یہ کلامِ صداقت التیام اس کان سے سُنا اور اوس کان سے اوڑا دیا۔ کوئی اثر نہوا۔ اتنے مین قلعہ سے ایک بہادر یہودی حارث مرحب کا بھائی تین بھال کا نیزہ ہاتھ مین لئے ہوئے نکلا۔ اور لشکر اسلام پر حملہ کر دیا اور کئی مسلمانون کو اوسنے شہید کیا۔ جب حضرت شاہِ ولایت نے اوسکی کارروائی دیکھی فوراً اوسپر حملہ کیا اور ایکہی وار مین جہنم رسید کیا۔

قصیدہ

میدان مین حیدرؓ نے تلوار جو چمکائی	تصویرِ اجل اوسمین حارث کو نظر آئی
اک وار کیا بسدم تلوار کا مولا نے	پہونچا وہ جہنم مین مرحب کا جو تھا بھائی
تلوار کا مولا کی سب مان گئے لوہا	وہ شان شجاعت کی کفار کو دکھلائی

تھرّائی زمین ڈرسی اور کانپ گیا گردون	جب جنگ کی حیدرؓ نے بد دینونسے ٹھہرائی
دامانِ علیؓ کا ہے سایہ جو ترے سر پر	کیا خوب تجمل یہ دولت ترے ہاتھ آئی

مرحب نے جب اپنے بھائی کو مرا دیکھا غضب ناک ہوگیا آتش قلق سے جلکر تیوری بدلکر دو زرہ پہنین اور دو عمامے باندھے اور قلعہ سے نکلکر اس طرح اپنی بڑائی ہانکنے لگا۔ تمام خیبر جانتا ہے مین مرحب ہون آلات حرب مین شوکت والا پہلوان نامدار ہون۔ دلیر ہون تجربہ کار ہون جبکہ معرکہ مین شیر دڑ آتے ہین آگ کے شعلے بھڑکلتے ہین۔ مرحب کے حملے سے ہٹ جاتے ہین۔ اوسکا خوف واجب ہے کیونکہ بادشاہ کا حاجب ہے۔ ظاہر ہوگیا کہ حریف تھرّاتا ہے میرے خوف سے کوئی نزدیک نہین آتا ہے۔ کبھی مین نیزہ مارتا ہون کبھی تلوار۔ اگر تمام زمانہ مغلوب بھی ہوجائے تو بھی مین غالب ہون۔ میرے سامنے حریف خون مین لتھڑا ہوا ہے۔ جب مرحب کی یہ بڑ سماعت مین آئی حضرت علیؓ نے اوسکے جواب مین یہ رجز بیان فرمائی مین وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ بہادری کے بیشہ کا درندہ شیر ہون شجاع ہون بہادر ہون دلیر ہون قوی بازو سخت گردن والا ایسا کہ جیسا ڈراونی صورت والا جنگل کا شیر ہو۔ جو کسی سے نہ ہارے نہ زیر ہو۔ مین آبدار تلوار کے بڑے پیمانے سے تمھین ناپون گا۔ مین تمھین ایسی ایک ضرب لگاؤن گا جس سے تمھاری پشت کا ایک ایک مہرہ جدا ہوجائیگا۔ تمھارا سارا بہادری و جوانمردی کا جوش ٹھنڈا ہوجائیگا۔ مین نیزہ کو زمین مین سخت طور پر گاڑکر سر کا بوجھ کاندھے سے اوتارتا ہون۔ مین تلوار سے کافرون کی گردن مارتا ہون۔ بزرگ قوم کے زور بھرے ہوئے نوجوان شجاعت نشان کی ضرب ہے اوسکے لئے جو حق کو چھوڑتا ہے راہ حقیقت سے منھ موڑتا ہے۔ آسمان عزت سے اوترتا ہے خاکِ ذلت پر ٹھہرتا ہے۔ مین اونمین سے سات یا دس آدمیون کو قتل کرون گا۔ اونکے لہو سے دامنِ شمشیر بھرون گا۔ جو سب کافر ہین۔ فاسق و فاجر ہین۔ جب مرحب نے یہ نعرۂ حیدری سُنا کمال غصّے سے آپ پر تلوار

کا وار کیا۔ ماشاءاللہ اسداللہ نے اوسکے وار کو روک کر مانند شیر دلاور ذوالفقارِ آبدار کا اوس نابکار کے سر پر حملہ کیا۔ وہ ضرب مرتضوی کو نہ روک سکا۔ ذوالفقار حیدر کرّار اوسکے سر اور سینے کو کاٹ کر اوسکا خون چاٹ کر زمین مین اوتر گئی۔ بدن اوسکا دو ٹکڑے ہوکر زمین پر دونون طرف گر پڑا۔ لشکرِ اسلام مین شورِ تکبیر بلند ہوا۔ جانبری نہ ہوسکی روحِ ناپاک اوسکی فرار ہوکر جہنم مین پہونچی۔ اسیطرح مولا علیؑ نے اونکے اور سات آدمیون کو جو بہادر اور دلیر تھے قتل کئے۔ یہ حال دیکھکر لشکرِ کفار مین زلزلہ ہوگیا۔ باقی لوگ قلعے کی طرف بھاگ گئے اور دروازہ قلعے کا بند کرلیا۔ کوئی شیرِ خدا کے مقابلے مین نہ ٹھہر سکا۔

ہر ایک سر پر پاؤن رکھ کے فرار ہوا قصیدہ

رزم گہ مین تھی وہ ضربِ ذوالفقارِ حیدری
نعرۂ حیدرؑ سے تھرّاتے تھے بیدینونکے دل
وار مرحب پر کیا جب آپ نے تلوار کا
رنگ گیا میدانِ خیبر خون سے مردود کے
گھٹ رہے تھے حوصلے کفارِ ناہنجار کے
سر پہ رکھکر پاؤن سارے کیون نہو جاتے فرار
اے تجمل دینگے مومن دادِ وصفِ مرتضیٰؑ

جو مٹا دیتی تھی ساری کافرونکی خودسری
کانپتا تھا دیکھکر منظر یہ چرخِ چنبری
ہل گئی مٹی مین اوس ناری کی ساری برتری
ہوگئی ابرِ ظفر سے دین کی کھیتی ہری
باڑھ پر ایسی تھی آپ ذوالفقارِ حیدری
رعبِ حیدرؑ سے پڑی تھی تن بدن مین تھرتھری
قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

بعد اوسکے شیر بیشۂ شجاعت و دلاوری شہنشاہِ اقلیم ولایت مولا علیؑ نے قلعہ کی کواڑ دون پر ایسا ایک گھونسا مارا کہ تمام قلعہ مین زلزلہ آگیا۔ ساری دیوارین ہل گئین۔ اُمّ المومنین حضرت صفیہ بیٹی حیّ ابن اخطب سردار یہود کی تخت سے گر پڑین زخمی ہوگئین یہ ایسا کاری زخم تھا کہ بعد نکاح رسولِ خدا کے بھی نمایان رہا۔ آپ نے اوس قلعہ کی کواڑ کو ایک ہاتھ پر اوٹھالیا اور الّا اللہ کہکر چالیس گز پسِ پشت پھینک دیا وہ ایسا وزنی کواڑ تھا کہ چالیس آدمی سے نے اوٹھانا چاہا مگر نہ اوٹھ سکا۔ آخر ستّر آدمیون نے بمشکل تمام اوس کو

ایک مقام سے دوسری جگہہ رکھا۔ وزن اوسکا آٹھ سو من تھا۔ آے دیندار و مولا علیؓ کے جان نثار و۔ علیؑ مرتضیٰ شیر خدا برادرِ پیغمبرؐ فاتح خیبر کی شجاعت و قوت کا آپنے اندازہ کیا۔ کیسا قوی باز و اہلِ شجاعتؒ وہ اللہ کا شیر مردِ دلیر تھا ؛ شعر ؛

سرکش تھے جتنے کافرو مین سارے زیر تھے	زوجِ بتولؓ۔ کیون نہو مولیٰ کے شیر تھے

جب حضرت شاہِ ولایت قلعہ کو فتح کرچکے مُظفرؔ و کامیاب جناب رسالتمآب کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ حضرت رسالت پناہی یہ خوشخبری سُنکر خیمۂ اطہر سے اوس شیر ذوالجلال کے استقبال کو باہر نکل آئے بڑے جوش سے گلے لگایا۔ آور پیشانی پر بوسہ دیا اور ارشاد کیا یا علیؑ تمھاری سعی مشکور ہوئی۔ تمھاری شجاعت کی مجکو خبر پہونچی اے شیر خدا مین تم سے راضی ہوا۔ مولا علیؓ اوسوقت روئے۔ حضور نے سبب رونیکا دریافت کیا کہ یہ رونا غم کا ہے یا خوشی کا۔ عرض کیا خوشی کا۔ آور کیونکر خوشی نہو کہ اے حبیب خدا کے آپ مجھ سے راضی ہوئے۔ رسول خدا نے فرمایا مین تنہا تجھ سے راضی نہین ہوا۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ۔ جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور تمام فرشتے راضی ہوئے۔ یہ بشارت سُنکر تمام اہل اسلام مولا علیؓ کے مراتب سے واقف ہوگئے۔ اور اسطرح ثنا کرنے لگے قصیدہ

عجب مردِ مقبول مولا علیؓ ہین
خدا کے ولی سب کے آقا علیؓ ہین

حدیثِ نبیؐ ہے مین مولا ہون جس کا
نہین کوئی شک اوسکے مولا علیؓ ہین

حسینؓ و حسنؓ جو ہین سبطِ محمدؐ
اون اہلِ کرامت کے بابا علیؓ ہین

نکیون ہم ہون قربانِ شانِ مکرّم
رسولؐ معظم کے شیدا علیؓ ہین

بندھا جنکے سر فتح خیبر کا سہرا
وہ مولا علیؓ ہین وہ مولا علیؓ ہین

عبادت ہے چہرہ کا جنکے نظارہ
وہ اصحابِ احمدؐ مین اعلیٰ علیؓ ہین

غلام اونکا ہون مین اِک ادنیٰ تجمّل
جو اعلیٰ مراتب کے مولا علیؓ ہین

روایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ

ہم مست اہلِ بزمِ سخن کو بناتے ہین
خوشبوئے زلفِ شاہدِ معنی سنگھاتے ہین
منظر سوادِ ملکِ حبش کا دکھاتے ہین
حرفِ سیاہ تجلیٔ عالم مٹاتے ہین

کرتے ہین آج ذکر کمالِ بلالؓ کا
افسانہ لو سُناتے ہین حالِ بلال کا

اے عاشقانِ رسالت پناہ و آے طالبان رسول اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر ارشاد فرمایا ہے۔ اپنے جان نثارون کو جتایا ہے کہ جب تک کوئی مال و زر لعل و گہر زن و فرزند مادر پدر سے بڑھکر ما بدولت کو نہین جانتا ہے۔ اور بعد از خدا سب سے بزرگ و برتر نہین مانتا ہے اوسے خطابِ مومن حاصل نہین ہوتا اوسکا ایمان کامل نہین ہوتا۔ اور جس بشر مین یہ اوصاف پائے جاتے ہین اوسے منجانب اللہ ایسے مدارج اعلیٰ عطا فرمائے جاتے ہین کہ اللہ کا محبوب ہوجاتا ہے سارے جہان کا مطلوب ہوجاتا ہے خواہ وہ مرد مصری ہو یا حبشی۔ گورا ہو یا کالا۔ رنگ روپ حسن و جمال۔ خویش و بیگانہ عاقل و فرزانہ کی کی قید نہین یہان کوئی تخصیص بکر و زید نہین۔ **دوہا**

ذات پات نا پوچھے کوئے
ہر کو بھجے سو ہر کو ہوئے

چنانچہ روایت باسعادت موجب خیر و برکت ہے کہ حضرت بلال شیفتہ حسن محبوب ذوالجلال کا رنگ ظاہری مثال شب دیجور تھا مگر حسن باطنی بسبب صفائے دلی مانند آفتاب پُرنور تھا آپنے محبت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوات مین وہ مرتبہ حاصل کیا تھا کہ چاند شرماتا تھا۔ آپکے سانولے سلونے رنگ مین جلوۂ لیلۃ القدر نظر آتا تھا۔ حوران جنت دیدار فرحت آثار کی مشتاق رہا کرتی تھین کہا کرتی تھین الٰہی ہمکو اپنے محبوب مہ جمال کے عاشق صادق بلالؓ باکمال کی صورت موہنی مورت دکھادے داغ حسرت ہمارے

دلون سے مٹا دے۔ سبحان اللہ دنیا کے ہزارون نازنینون کو بلکہ لاکھون مہ جبینون کو ایسے سیاہ فام جان نثارِ خیر الانام پر قربان کر دیا جائے جو خدمت رسول اللہ عالم پناہ کی فیض صحبت کا اس خصوصیت کے ساتھ شرف پائے۔ کسی عاشق رسول کریم نے کہا ہے کیا خوب اظہار خیال کیا ہے۔ قصیدہ

فخر کیا ہے گر ہو کوئی خوبصورت آدمی
چاہیئے ہان پاک باطن نیک سیرت آدمی

یا ہو گورا یا ہو کالا یا ہو مالک یا غلام
آدمیت ہو تو ہے وہ فی الحقیقت آدمی

نیکنامی کا اگر طالب ہو لازم ہے اوسے
آدمی سے کر لے حاصل فیضِ صحبت آدمی

ہو گئی صحبت رسول اللہ کی جنکو نصیب
بنگئے وہ خوش مقدر فی الحقیقت آدمی

خدمتِ احمدؐ مین کیسی بڑھ گئی شانِ بلالؓ
لائے تو دنیا مین لائے ایسی قسمت آدمی

مر مٹے عشقِ نبیؐ مین تا کہ ہو اکسیر خاک
کر لے حاصل یہ سعادت یہ شرافت آدمی

لوگ کہتے ہین اوسے مداح محبوب خدا
ہے مجمل اس جہان مین نیک قسمت آدمی

اے عاشقان با صفا پہلے شہنشاہِ ہدا سید خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام دعوتِ اسلام پوشیدہ پوشیدہ کیا کرتے تھے۔ توحید و رسالت کا پیام خفیہ خفیہ دیا کرتے تھے۔ یہانتک کہ آیت باخیر و برکت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ نازل ہوئی یعنے جو حکم تمھین ہے اوسکا صاف صاف اعلان کرو۔ صریحی لفظون مین کھلم کھلا بیان کرو۔ تب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ اسلام آشکارا طور پر شروع کر دی۔ تعمیلِ ارشاد ربّ العباد مین ذرا بھی تاخیر نفرمائی یہ بات کفار نابکار کو بہت ناگوار گذری۔ بتون کی مذمت سنکر عداوت کی دبی ہوئی آگ سینون مین بھڑک اوٹھی۔ سبھون نے سخت دشمنی اور بڑی ایذا دہی پر کمر باندھی جہان کہین مسلمانون کو پاجاتے تھے۔ طرح طرح کی تکلیف پہونچاتے تھے۔ قصیدہ

بہت اہلِ دین کو ستاتے تھے کافر
غریبون کے دلکو دکھاتے تھے کافر

جہان اہلِ ایمان کو پاتے تھے کافر
عداوت کے جوہر دکھاتے تھے کافر

ستم حق پرستون پہ کرتے تھے کیا کیا
نہ کچھ خوف حق دل مین لاتے تھے کافر
مسلمان کو کرتے تھے زخمی جو مل کر
تو کیا ہو کے خوش مسکراتے تھے کافر
خدا کی پرستش سے انکار کر کے
سر آگے بتون کے جھکاتے تھے کافر
دیا کرتے تھے اہل ایمان کو ایذا
سر راہ کانٹے بچھاتے تھے کافر
ہدایت بہت کرتے تھے ہادیٔ دین
تجمل نہ ایمان لاتے تھے کافر

اوس وقت تک جوانان احرار مین حضرت ابو بکرؓ صدیق۔ عورتون مین بی بی خدیجۃؓ الکبریٰ۔ لڑکون مین شیر خدا علیؑ مرتضیٰ۔ غلامون مین حضرت بلالؓ۔ غلامان آزاد مین حضرت زید بن حارث۔ اور حضرت عثمان غنی۔ حضرت سعد بن وقاص اور طلحہ و زبیر و عبد الرحمٰن بن عوف ایمان لا چکے تھے یہ چند خوش نصیب لوگ تھے جو دولت اسلام و نعمت ایمان پا چکے تھے جس طرح کفار نابکار مسلمانون کے ستانے اور دل دکھلانے پر آمادہ رہا کرتے تھے اوسیطرح اہل ایمان بھی اپنے نو مسلم بھائیون کی امداد و دلجوئی کی کوشش کیا کرتے تھے۔ قصیدہ

جہان اپنے بھائی کو پاتے تھے مومن
اوسے قید غم سے چھڑاتے تھے مومن
کسیکو اگر دیکھتے رنج و غم مین
توجسطرح بنتا بچاتے تھے مومن
گلے ملتے تھے شاد ہو ہو کے باہم
یہ شان محبت دکھاتے تھے مومن
جو مومن پہ کافر کوئی ظلم کرتا
جہان تک ہو ممکن بچاتے تھے مومن
زر و مال و دولت سے اور جان و دل سے
محمدؐ پہ قربان جاتے تھے مومن
جو کرتا تھا بیداد کوئی ستمگر
خدا کے غضب سے ڈراتے تھے مومن
خوشی عید کی اونکو ہوتی تھی اوسدم
تجمل جو مومن کو پاتے تھے مومن

راویان خبر بیان تحریر فرماتے ہین عاشقان رسول اللہ و جان محبوب خالق دوجہان کو جتاتے ہین کہ عشق صادق اور الفت کامل اسکا نام ہے۔ فنا فی العشق رسول ہو جانا

ایسے لوگ کا کام ہے۔ آے حبیب خدا کے طلبگار و آور اے محمدؐ مصطفےٰ کے جان نثار و ضبط سے کام لو دونون ہاتھون سے کلیجے کو تھام لو۔ سنو اور آفرین کا نعرہ بلند کرو کہ اُمیّہ بن خلف الجُہمی نام کا سردار قریش ایک کافر بُت پرست تھا بادۂ کبر و نخوت اور شراب دولت و حشمت سے مخمور و بدمست تھا اوسکے بہت سے غلام تھے اون مین سے ایک بلالؓ نیک نام تھے۔ جب سیّد عالی نسب ماہِ عرب نے خطۂ عربستان مین آفتاب توحید چمکایا۔ سیاہ دلونکو جلوۂ ماہتاب رسالت دکھلایا۔ جو بدنصیب تھے وہ تو سعادت اسلام سے محروم رہے اور جو خوش نصیب تھے اس طرف مایل ہوگئے۔ ہادیٔ برحق شفیع مطلق کے قربان و نثار ہونے لگے۔ حضرت بلال بن رباح جو اُمیّہ بن خلف اُلجُہمی کے غلام نیک نام تھے اپنی دیانت اور امانت کے باعث سے اُمیّہ کو بہت پیارے تھے خزانے اور بُت خانے کی حفاظت اور خدمت پر مقرّر کیئے گئے تھے۔ اِن کے دل کو بھی مِہر ہدایت نے منوّر کردیا تھا۔ خداوند کریم نے سینۂ فیض گنجینہ مین نورِ ایمان بھر دیا تھا بیچارے آفت کے مارے اُمیّہ بن خلف کی غلامی مین رنج فراق رسُولِ آفاق سہتے تھے اور بیتاب و بیقرار ہوکر بار بار اس طرح کہتے تھے قصیدہ

ایخدا شانِ کرم جلد دکھا دے مجکو
اپنے محبوب دل آرا سے مِلا دے مجکو

بُت پرستون سے مَین بیزار رہا کرتا ہون
حق پرستونکی جماعت مین مِلا دے مجکو

قطرہ ہون بحرِ رسالت کے طلبگار و نمین
ذرّہ ہون مِہر نبوّت کو دکھا دے مجکو

چاندسی شکل تجھے جسکی پسند آئی ہے
تو اوسی شمع کا پروانہ بنا دے مجکو

مَین ترا بندۂ ناچیز ہون معبود ہے تو
مردِ کافر کی غلامی سے چھُڑا دے مجکو

تجکو دربار مین بُلواتے ہین سلطانِ عرب
آرزو ہے کوئی مژدہ یہ سُنا دے مجکو

اے تجمّل مجھے دیدارِ محمدؐ ہو نصیب
نعت گوئی کا یہ اللہ صلا دے مجکو

روایت ہے کہ ایک روز حضرتِ بلالؓ بحکم اُمیّہ بن خلفِ بدخصال پانی بھرنے کو گئے تھے

کنوئین سے پانی کی ڈول کھینچ رہے تھے کہ اتفاقاً اوس طرف شہنشاہِ عالی حسب ماہِ عرب کا گذر ہوا تمام گلی کوچہ مین دن کے وقت چاند جلوہ گر ہوا۔ حضرت بلالؓ کنوئین مین سے ڈول کھینچنا بھول گئے۔ جمال با کمال محبوبِ ذوالجلال دیکھکر بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے

اور عالم بیخودی مین اسطرح کہنے لگے ؎

اے شاہسوارِ عربی چاند عرب کے	انداز کے قربان مین رفتار کے صدقے
للہ ٹھہر جا ذرا اللہ کے پیارے	سُن تو سہی بسمل ترے کیا کرتے ہین نعرے

وز دیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے
قربان نگاہِ تو شوم باز نگاہے

جنابِ رسُول مقبول تو اپنے پیرہن رشکِ چمن کی خوشبو سے اوس گلی کو بساتے ہوئے عطرِ جنت رہرؤون کو سنگھاتے ہوئے چلے گئے۔ مگر حضرت بلال بیہوش از خود فراموش بیخودی کے مزے لیتے ہوئے پڑے رہے۔ جب دیر تک یہی عالم رہا آپ کو کنوئین پر پڑے ہوئے عرصہ گذر گیا۔ اُمیہ بن خلف کے اور غلام آپکو ڈھونڈھتے ہوئے اودھر آنکلے تو کیا دیکھتے ہین کہ حضرت بلال بیہوش پڑے ہین لب پر آہِ سرد چہرہ زرد ہے جگر مین ٹیس دلمین درد ہے چشمِ مشتاقِ سیدِ لولاک سے آنسو بہ رہے ہین

اور آپ بیخودی مین چپکے چپکے کہہ رہے ہین ؎

تری اداؤن کے قربان اے خدا کے نبیؐ	ہوئے خدنگِ نگہ سے دل و جگر زخمی
کیا ہے مجکو جو بسمل تو بیرخی کیسی	بہار دیکھہ ذرا لوٹنے تڑپنے کی

درُونِ سینۂ من زخم بے نشان زدۂ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدۂ

اون غلامون بد انجامون نے حضرت بلالؓ کا یہ کلام حسرت التیام سُنا تو جلکر سر دُھنا اور اونکو فوراً وہان سے اوٹھا کر ہاتھون ہاتھ لاکر اپنے مالک کے روبرو لٹا دیا

اور کہا کہ تو بلالؓ تو کھو گیا اُسکی قسمت کا فیصلہ ہوگیا آسنے قہر ڈھایا جناب محمد رسول اللہ پر ایمان لایا۔ پھر توحیدِ الٰہی اسکے دل مین روشن ہوگیا۔ بتون کی طرف سے بدظن اور تمام بُت پرستون کا دشمن ہوگیا۔ اتنے مین حضرت بلالؓ کی غشی کم ہوئی آنکھ کھولدی اور زبان سے بیساختہ یہ صدا نکل گئی قصیدہ

میری آنکھون کو نظر آؤ رسولِ عربی
روئے زیبا مجھے دکھلاؤ رسولِ عربی

حسرتِ دید مین بیتاب بہت رہتا ہون
دو تسلّی مجھے اب آؤ رسولِ عربی

روئے پُر نور سے لِلّٰہ اوٹھا دو پردہ
شان معبود کی دکھلاؤ رسولِ عربی

جلوۂ دید کی حسرت مین کہانتک تڑپون
اپنے عاشق کو نہ ترساؤ رسولِ عربی

اَلْمَدَدْ کا ہے تحمّل کے لبون پر نعرہ
ہان مدد کے لئے آجاؤ رسولِ عربی

جب اُمیّہ بن خلف کافر نے اپنے کان سے بلالؓ عالی مقام کا یہ کلام سُنا سینے مین آتش عداوت بھڑک اوٹھی۔ مارے غصّے کے آگ بگولا ہوگیا۔ اور خفا ہوکر مایلِ جفا ہوکر نہایت طیش سے کہنے لگا ؎

کیا تجھے دولت ملیگی بُت پرستی چھوڑ کر
بھاگ سکتا ہے کہان مکّہ کی لبستی چھوڑ کر

ہو نہ آوارہ خیال بند و بستی چھوڑ کر
مردِ اعلیٰ فکر بن ہمّت کی پستی چھوڑ کر

فقر و فاقہ درد و غم ہے اور رنج و یاس ہے
کیون تو مایل ادنیہ ہی کیا مصطفٰے کے پاس ہے

یہ ہدایت نامعقول اوس بُت پرستِ مجہول کی سُنکر حضرت بلالؓ نے کہا کہ کیون چار دِن کی زندگی پر پھولا ہے بُتون کی پرستش مین معبودِ حقیقی کو بھولا ہے مین کبھی پیارے معبود اور اوسکے پاک دامن نبیؐ کی اُلفت نہ چھوڑون گا۔ باطل کی طرفداری مین حق سے مُنھ نہ موڑون گا۔ مجکو بُت پرستی کا شیوہ پسند نہ آئے گا تیرا سمجھانا بجھانا بیکار جائیگا ؎

حق پرستی بھاگئی ہے بُت پرستی چھوڑ کر | سُوئے نعمت مین نہ دیکھون فاقہ ہستی چھوڑ کر
فارغ البالی بچاہون تنگدستی چھوڑ کر | ہو عدم کا بھی سفر گر باغ ہستی چھوڑ کر

نعمتِ کون و مکان کی مجکو اُون سے آس ہے
کون سی شئے ہے نہین جو مصطفٰے کے پاس ہے

جب اُمیہ بن خلف کو اپنے سوال کا تُرکی بہ تُرکی جواب مِلتا فرطِ غضب سے کانپنے لگتا مُنھ سے کف جاری ہوجاتا ہانپنے لگتا آتشِ غیظ سے بھڑک کر مانند رعد کڑک کر صبح کو اونکے کپڑے اُوتروا تا اور ننگے بدن مین کانٹے ببُول کے چُبھواتا۔ کہ وہ ہڈی پہ جاکر کھَن کھَن بولتے اور بلالؓ مبتلائے رنج و ملال آہ نکرتے۔ جب گرمی سخت ہوتی وہ بدبخت انکو گرم جگہہ مین لٹاتا اور چھاتی پر گرم پتھر رکھواتا۔ اونکے چارون طرف آگ جلواتا تاکہ جسم پاک جلے اور انگارون کی لپٹ سے اون کے بدن کو صدمہ پہونچے۔ اپنے غلامون کو حکم دیتا کہ اسکو جلا جلا کے خاک مین مِلا دو۔ بُتون کی مذمّت اور محمدؐ کے خدا کی حمد وثنا کا مزہ چکھا دو۔ ورنہ توحید سے پھر جائے۔ اور لات وعُزّیٰ کی اُلوہیت پر ایمان لائے۔ حضرت بلالؓ سائین کے لال شدّت تکلیف واذیّت سے بیہوش ہوجاتے مگر جب ذرا ہوش مین آتے اسطرح زبان پر لاتے

قصیدہ

مِرا مقصود ہے اللہ مرا معبود ہے اللہ | محمدؐ ہین رسول اللہ محمدؐ ہین رسول اللہ
اگر تکلیف کی شدت سے دَم بھی تن سے نکلیگا | رہیگا ورد لب پر میرے الّا اللہ الّا اللہ
ہوا تو کفر سے بیزار شوقِ حق پرستی مین | دلِ شیدا جزاک اللہ دلِ شیدا جزاک اللہ
مری گردن تہِ تیغ جفا جلّاد کرتے ہین | اَغثنی یا رسُول اللہ اَغثنی یا رسُول اللہ
رہون محفوظ مین کیونکر نہ آفاتِ زمانہ سے | پسند آیا ہے مجکو لے تجمّل وِردِ اِلّا اللہ

غرض کہ وہ کافر اسی طرح حضرت بلالؓ حمیدہ خصال کو طرح طرح سے ستاتا اور رنج و اذیت پہونچاتا رہا اور کبھی سختی اور کبھی نرمی سے سمجھاتا بجھاتا رہا کہ اے عبد سنبھل او بُتان نے

مین چلی۔ ہمارے معبودون کے آگے۔ جُھکا۔ اِس سرکشی اور سرتابی سے باز آ۔ مگر اونکی چشمِ حقیقت شناس مین جلوۂ توحید ایزدی ایسا سماگیا تھا اور دل مین جوشِ حُبّ محمدی ایسا آگیا تھا کہ چلتے پھرتے اوٹھتے بیٹھتے اَحَدًا اَحَدًا یعنے ایک ہی خدا کو مانتا ہون کہا کرتے تھے اور بار بار ذکر محمدٌ رسول اللہ کی تسبیح جپا کرتے تھے جب شام ہوتی تو وہ مردِ شقی بلالؓ کُشتۂ تیغ ملال کے پاؤن مین زنجیر ہاتھون مین ہتکڑی گلے مین طوق ڈالکر اندھیری کوٹھری مین بند کرتا اور غلامون کو حکم دیتا کہ تمام رات کوڑے مارتے رہو اسکی جسم کی کھال اودھیڑتے رہو۔ صبح تک برابر کوڑون کی آواز چلی آئے خبردار خبردار ہاتھ رُکنے نہ پائے۔ جب وہ بیرحم غلام بد انجام شام سے صبح تک اسطرح تکلیف و ایذا پہونچاتے تو حضرت بلالؓ مبتلائے رنج و ملال کے جسمِ پاک سے فوارے لُہو کے جاری ہوجاتے مگر واہ رے ضبط۔ اُف نہ فرماتے۔ اور دل ہی دل مین اپنے خدائے کارساز مولائے بے نیاز کو یاد کرتے اور اسطرح فریاد کرتے۔

قصیدہ

کس سے امداد چاہون میں تیرے سوا
لے خبر لے خبر لے خبر لے خبر
مجکو درکار ہے مجکو درکار ہے
تو ہے خالق مرا تو ہے مالک مرا
تیرے پیارے نبیؐ تیرے پیارے نبیؐ
تونے نازل کیا آپکے وصف مین
کیا تجمل ہے دلچسپ تیرا سخن

میرے برحق خدا میرے سچے خدا
رَبَّنا رَبَّنا رَبَّنا رَبَّنا
تیری چشمِ عطا تیری چشمِ عطا
کبریا کبریا کبریا کبریا
حضرتِ مصطفےٰ حضرتِ مصطفےٰ
سورۂ ہل اتیٰ سورۂ ہل اتیٰ
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

جب اوس بُت پرست بے دین۔ دشمنِ دینِ رحمۃ للعالمین کا حضرت بلالؓ نیک خصال پر حد سے زیادہ ظلم بڑھ گیا۔ کوئی دقیقہ بیداد و جفا کا باقی نہ رہا۔ غیرتِ خداوندی نے گوارا نہ کیا کہ اوسکے محبوبؐ کے دوست پر اسقدر کوہِ ظلم و ستم لوٹ پڑے۔ اور یہ اوسکی مدد نہ کرے

عین اوسوقت جب کہ وہ کافرِ بُت پرست حضرت بلالؓ نیک مآل پر ظلم و ستم کر رہا تھا جامۂ انسانیت سے باہر ہو کر خیطۂ جفا سے گذر رہا تھا خداوند کریم نے اپنی کارسازی کا یہ کرشمہ ظاہر کیا کہ رسول مقبول کے یارِ غار بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرشتۂ رحمت کی طرح اوس طرف بھیجدیا۔ آپنے دیکھا تو ایک سیاہ فام غلام مورد رنج و آلام ہے۔ اور اوسکے لب پر یہ کلام بلاغت نظام ہے

یا نبیؐ ہمپہ شب و روز ستم ہوتے ہین
بسملِ تیغ جفا کُشتۂ غم ہوتے ہین
ہر گھڑی رنج و قلق درد و الم ہوتے ہین
یاد رکھیئے گا فدا آپ پہ ہم ہوتے ہین

ہمدموں مین ہین نہ ہم آپ کے ہمرازون مین
چاہتے ہین کہ شما را پنا ہو جانبازون مین

جب یہ صدائے دردناک خلیفۂ سیدِ لولاک نے سُنی طبیعت بچین ہوگئی وہین ٹھہر گئے اور اُمیہ بن خلف سے کہنے لگے۔ اے مردِ شقی بدبخت ازلی یہ کیا کر رہا ہے۔ کیون آدمیت سے گذر رہا ہے۔ اس غریب غلام نے تیرا کونسا قصور کیا ہے جو تو ایسی سخت سزا دے رہا ہے۔ اوس کافر فاجر نے کہا یا ابوبکرؓ آپسے کیا واسطہ۔ آپ اپنی راہ لیجئے اسکی فکر نہ کیجئے۔ یہ بڑا نافرمان سرکش غلام ہے۔ اسکی یہی سزا صبح و شام ہے حضرت صدیق اکبر نے کہا اے بھیا مایلِ جور و جفا اسکی کونی خطا تو بتا۔ یہ سُنکر وہ بدسیر اسطرح کہنے لگا۔ اشعار

اسکی حالت آپسے مین کیا کہون
اسپہ جادو مصطفٰے کا چل گیا
دین اَب و جد کا ہمارے چھوڑ کر
ہے اسی باعث الم مین مُبتلا
ہوتے رہتے ہین یونہین ظلم و ستم

ہے یہ وحشی ہو گیا اسکو جنون
خبط اسکو حق پرستی کا ہُوا
مُنحرف یہ ہو گیا ہے سر بسر
ہو رہا ہے کُشتۂ تیغ جفا
پھر بھی بھرتا ہے محمدؐ کا یہ دم

آپ اگر باندھین حمایت پر کمر	اوسکی تدبیر اِک بتا دون خوب تر
آپ اسے کر لیجیئے مجھ سے خرید	یہ نہین ہرگز مروّت سے بعید
یہ بڑا مجہول اور نادان ہے	اسکے رکھنے مین مرا نقصان ہے
اے تجمّل دیکھیئے شانِ عطا	کرتے ہین صدّیقؓ اکبر کام کیا

تفسیر روح البیان مین لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر عالی مقام کا ایک غلام نُطّاس رومی نہایت جوانمرد و قوی تھا حضرت صِدّیقؓ اکبر کے خرید کرنے کے بعد اوسنے دس ہزار اشرفیان پیدا کی تھین اور کئی لونڈی غلام و مواشی خرید کئے تھے بڑا لایق اور فنِ تجارت سے ماہر تھا۔ مگر کافر تھا حضرت ابو بکرؓ صدّیق نے اوسے فرمادیا تھا جتا دیا تھا کہ اگر تو مسلمان ہو جاوے دولتِ ایمان پاوے تو یہ سب مال تیرا ہے اور تو آزاد ہے مگر یہ دولت تو خدا داد ہے۔ وہ رُتبۂ اسلام نہ جانتا تھا دینِ برحق کی قدر و منزلت نہین پہچانتا تھا۔ حضرت صدیقؓ نے اس موقع کو غنیمت جانا کہ رحمت کے بدلے رحمت ہاتھ آتی ہے اپنے غلام نطاس رومی کو معہ مال اُمیہ بن خلف کو فوراً دیدیا۔ علاوہ اسکے چالیس تولہ سونا بھی دیکر حضرت بلالؓ کو خرید لیا۔ اور آزاد کرکے مُژدہ دیا کہ تم رسُولِ مقبول کی خدمت مین رہا کرو۔ اور اونکے جمالِ باکمال کی دید سے اپنی آنکھین ٹھنڈی کیا کرو یہ سُنکر بلالؓ خوش مقدر نے کہا زہے نصیب کہ میرے آقا نے مہربان نے آزاد کرکے دلِ رنجور کو شاد کرکے خدا کے حبیب دردمندون کے طبیب شہنشاہ عالیجاہ سلطانِ عرش پایگاہ محمدؐ رسول اللہ کی خدمتِ بابرکت سے مشرّف فرمانیکا ارادہ ظاہر کیا اللہ اللہ یہ تو مین خود ہی چاہتا تھا۔ چلیئے چلیئے دربارِ سیدِ ابرار مین جلد لیچلیئے۔ اور خوش ہوکر اپنے آقائے شفیق حضرت ابو بکر صدّیق کے قربان جانے لگے اور اسطرح سُنانے لگے

قصیدہ

مین دربارِ خیر الوری مین چلون گا	اِن آنکھون کو تلوؤن سے اونکے ملون گا

رُخِ پاک ہے شمعِ بزمِ نبوّت / تو پروانے کی طرح سے مین جلونگا
رہونگا پڑا در پہ خیر الوریٰ کے / کسیکے نہ ٹالے سے ہرگز ٹلونگا
مین اِک سوختہ بخت تھا نخلِ حسرت / مگر اب یقین ہے کہ پھولون پھلونگا
سکھا کر ادب لیچلو میرے آقا / سر آنکھونسے بزمِ نبیؐ مین چلونگا
کبھی پائون دابونگا شاہِ عربؐ کے / کبھی گرمجوشی سے پنکھے جھلونگا
تجمل مین اِک روز روضہ پہ جا کر / ضریحِ مقدّس سے آنکھین ملونگا

اسی طرح صدّیق اکبر خلیفۂ اول و برترنے اور کئی لونڈیون اور غلامون کو خرید کرکے آزاد کیا اور بہت سا مال بہ اُلفت کمال حبیب ذوالجلال کے خرچ مین صرف کرکے جان نثاری مین حصہ لیا۔ آخر رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے زبانِ فیض ترجمان سے ارشاد کیا کہ کسی کے مال نے مجھے ایسا نفع نہین دیا جیسا ابوبکرؓ کے مال نے نفع دیا۔ اسی لئے خدائیتعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان مین سورت واللیل نازل فرمائی اونکی بہت تعریف کرکے یہ قدر و منزلت بڑھائی کہ اونکو اَتقیٰ یعنے بڑا پرہیزگار فرمایا ہے۔ سُبحان اللہ حضرت صدّیقؓ اکبر نے کیا مرتبہ پایا ہے۔ **قصیدہ**

دیکھئے شانِ حضرت صدّیقؓ / کی ہو خالق نے مدحتِ صدّیقؓ
مانتے کیون نہین ہین منکر لوگ / ہے مُسلّم خلافتِ صدّیقؓ
کام مین آئے سرورِ دین کے / مالِ صدّیقؓ و دولتِ صدّیقؓ
عقل حیران ہے دمِ مدحت / ہے عجب شان و شوکتِ صدّیقؓ
سارے اصحابؓ سے رہے بڑھکر / جان نثاری مین حضرتِ صدّیقؓ
خلق مین یارِ غار کہلائے / دیکھو شانِ رفاقتِ صدّیقؓ
ہو تجمل نصیب دولتِ صدق / بہر شانِ صداقتِ صدّیقؓ

الغرض حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال خوش مقال کو محبوب ذوالجلال

سرتاجِ انبیا سردارِ اتقیا محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نذر کیا اور تمام حال آپکے رنج و ملال اور اُمیّہ بن خلف کے ظلم وستم کا اوّل سے آخر تک سُنا دیا۔ سیدا برار حبیب پروردگار رحمۃ للعالمین شفیعُ المذنبین نے تحسین و آفرین کی۔ اور تسکین دیکر اپنی خدمت مین رہنے کی بلالؓ خوش مآل کو اجازت دی جب حضرت بلالؓ پروانۂ شمع جمال حبیبِ ذوالجلال کو ماہِ ہاشمی کا چاند سا مکھڑا بے پردہ نظر آیا اپنی خوش نصیبی پر ناز فرمایا رسولؐ مقبول کے قدمون پر گر پڑے اُون نازک نازک تلوُون سے اپنی آنکھین مَلنے لگے اور اپنی بھولی بھولی سیدھی سادی بولی مین اسطرح مصروفِ ثنا ہوئے قصیدہ

دل کا پورا یا نبیؐ ارمان ہونے دیجئے
روئے زیبا پر مجھے قربان ہونے دیجئے

مصحفِ رُخ کی تلاوت کرلوں مین اچھی طرح
ٹھیرئے تازہ مرا ایمان ہونے دیجئے

بے اجازت دیجئے لینے بلائین زلف کی
مضطرب مجکو نہ تا فرمان ہونے دیجئے

بوسۂ مُہرِ نبوّت کا عطا کیجے شرف
مغفرت کا یا نبیؐ سامان ہونے دیجئے

چاندسی صورت کو رہنے دیجئے بس بے نقاب
خوب اہلِ بزم کو حیران ہونے دیجئے

سیر ہونے دیجئے دلکو مرے دیدار سے
جسطرح جی چاہے جی قربان ہونے دیجئے

پھلین گے آپکو اک دن مدینے ہم ضرور
اے تجمل غیب سے سامان ہونے دیجئے

اے دیندار و سیدا برار کے جان نثار و دیکھو عشق صادق اور محبت کامل اسیکا نام ہے عشاق رسولِ آفاق کا کتنا اعلیٰ مقام ہے کیسا آغاز اور کسقدر نیک انجام ہے بلالؓ وہ قابلِ قدر چیز ہین کہ صدّیق اکبر سے رسولؐ اکبر محبوب داور نے کہا اے صدّیق تم نے یہ عجب سودا کیا۔ بلالؓ کی خرید مین ہمکو کیون نہ شریک کرلیا بھلا یہ موقعے کہین بار بار آتے ہین۔ ایسے لوگ قسمت سے ہاتھ آتے ہین۔ جس طرح رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم فرمایا کرتے تھے کہ سلمان سعادت نشان ہمارے اہلبیت مین سے ہین اوسیطرح حضرت عمر فاروقؓ اکثر کہتے تھے بلال ایسے خوش مقدر نیک نام ہین کہ ہمارے سیدا و رہمارے آقا

دو عالم کے مولا رسول خدا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے غلام ہین۔ پس غور کرنا چاہیئے کہ کہان حضرت بلالؓ ایک کافر فاجر کے غلام تھے اور کہان عشقِ صادق کی عنایت اور محبت کامل کی کرامت سے خدمت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم مین پہونچگئے۔ غلام سے خواجہ۔ خواجہ سے۔ خواجۂ عالم کے بزرگ صحابی ہوگئے۔ سبحان اللہ خداوند کریم عجیب شانِ قدرت دکھلاتا ہے۔ قطرے کو دریا اور ذرّے کو آفتاب بناتا ہے۔ حضرت بلالؓ حبشی کیتنے خوش نصیب آدمی تھے۔ بڑے مقدر کے دھنی تھے۔ تمام عمر صحبتِ شہنشاہِ رسالت مین رہے۔ اور نعمت بے غایت کے مزے لوٹا کئے۔ سیّد والانے اپنی مسجدِ متبرکہ کا مؤذن بنایا۔ اور اکثر اپنی زبان فیض ترجمان سے اظہار خوشنودی فرمایا تھا

قصیدہ

آپسے سرورِ دین شاد رہا کرتے تھے
نگہِ لطف شب و روز کیا کرتے تھے

مژدۂ خلد برین انکو دیا کرتے تھے
دیکھکر شکلِ پیمبر یہ جیا کرتے تھے

کبھی لیتے تھی بلائین شہِ دین کے رُخ کی
کبھی قربان اداؤن پہ ہوا کرتے تھے

آپکو بھی یہ محبت تھی زہے شانِ بلالؓ
اپنی خدمت سے نہ دم بھر کو جدا کرتے تھے

وہ تجمل تھے حقیقت مین بڑی خوش قسمت
جان قربان جو حضرت پہ کیا کرتے تھے

حضرت بلال بزرگ صحابی شمار کیئے جاتے تھے۔ حضرت امام حسنؓ وحضرت امام حسینؑ انسے بہت محبت فرماتے تھے۔ جب بلالِ نامور گودمین لیکر شبّیرؑ اور شبّرؑ کو کھلاتے تھے مارے خوشی کے دل کی کلی کھل جاتی تھی باغ باغ ہو جاتے تھے۔ کبھی دست و پا چومتے تھے وجد مین آآکے جھومتے تھے۔ کبھی بڑے پیار سے چھاتی سے لگاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ میرے مولا کے لختِ دل مہ شمایل ہین اِنپر جان قربان کردے یہ شاہزادے اسی قابل ہین۔ جب رسول مقبول کوئی نیا حکم جاری فرماتے تو اصحاب کے مکان پر انھین کو ارسال کرتے۔ یہ سمجھ لو کہ بلالؓ نامور پیغمبرِ خدا کے نامبر تھے واہ کتنے خوش مقدر تھے

رہے جو خدمتِ خیرالوریٰ مین صبح و مسا
کیا جو نامِ محمدؐ پہ جان و دل کو فدا

غلام سے ہوئے خواجہ یہ بڑھ گیا رتبا
بلالؓ و صہیبؓ رضی اللہ عنہٗ کا تمغا

اگرچہ اہلِ شرف مین کسی سے کم نہوئے
مگر یہ رشک ہے پھر بھی بلالؓ ہم نہوئے

روایت ہے عجیب و دلچسپ حکایت ہے گلشن بیان سے کتنا نادر و خوشنما پھول چُنا ہی ہمنے اپنے پیر دستگیر حضرت مولانا خواجہ محمد بشیر سے سُنا ہے کہ ایک بار بلالؓ نامدار روٹی پکا رہے تھے ایک روٹی توے پر ڈالی تھی کہ دربار رسولؐ سے طلبی ہوئی اوسیوقت آپ روٹی کو اوسیطرح توے پر چھوڑکر اوٹھے اور خدمتِ شہنشاہِ رسالت مین روانہ ہوگئے۔ خداوند کریم نے حورون کو حکم دیا کہ ہمارے محبوب کے دوست بلال خوشخصال کے مکانپر جلد پہونچو اور اوسکی روٹی جو توے پر پڑی ہے اُلٹو ایسا نہو کہ جل جائے حورین خوشی خوشی آئین اور روٹی پکانے لگین۔ دل مین کہتی تھین کہ آج محبوب کبریا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جان نثار بلالؓ نامدار کا جمالِ جہان آرا دیکھنا نصیب ہوگا۔ وہ ضرور نازنین مہ جبین ہوگا بڑا ہی مردِ حسین ہوگا۔ اتنے مین بلالِؓ نامدار دربارِ نبوت سے واپس آگئے۔ حورون نے جو اونکا سیاہ رنگ موٹے موٹے ہونٹھ گول مول بدن دیکھا ہوش اُڑگیا ڈر کے فرار ہوئین نہایت شرمسار ہوئین کہنے لگین خداوندا ہمنے تو سوچا تھا کہ بلالؓ کوئی مردِ خوش جمال ہوگا بدیکمال ہوگا مگر وہ تو بڑا سیاہ فام ہے یہ کیسا مُحبِ محبوب عالی مقام ہے ندا آئی اے حورو مغرور و ادب کرو خاموش ہو رہو روز قیامت جب بہشت جنتیون کے لئے آراستہ ہوگی اور تم بن سنور کر اہلِ بہشت کو تقسیم ہونے لگوگی بلالؓ کے رنگ کا ایک ایک خال تمھارے چاند سے رُخسارون پر بنا دیا جائیگا اسطرح تمھارا حسن بڑھا دیا جائے گا سُبحان اللہ سُبحان اللہ کیا عاشقِ رسولِ مقبول کا مرتبہ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے

اشعار

واہ رے بختِ بلالؓ نیک نام
عشق مولا مین رہے کیا شاد کام

ہو کے شیدا سیّدِ لولاک پر
ہو گئے مقبولِ داور کس قدر

صحبتِ خیر الوریٰ مین شاد کام
رہتے تھے وہ رات دن اور صبح و شام

گو سیہ فام اور حبشی آپ تھے
خلق کی آنکھون کی پُتلی بن گئے

خوش مقدر ہین تجمّل وہ بلالؓ
جن پہ قربان ہین جہان کے خوشجمال

یہ دوسری روایت بھی اونھین حضرت سے سُنی گئی ہے کہ ایک مرتبہ چند اصحابِ نامدار خدمت سیّد ابرار احمدؐ مختار مین حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ یا مصطفےٰ حبیب خدا آپ پر ہم سب فدا۔ حضرت بلالؓ کا حبشی لہجہ ہے اذان مین کوئی کوئی لفظ صحیح نہین ادا ہوتا ہے کسی مرد عرب خوش الحان کو اذان دینے کے لئے مقرر فرمائیے۔ اور حضرت بلالؓ کو اس کام سے برطرف کر دیجئے۔ حضور پُر نور نے فرمایا بہتر ہے جو تمھاری صلاح ہے وہی ہماری صلاح ہے۔ چنانچہ بعد نماز عشا کسی اور ایک خوش لہجہ مؤذن کو مقرر کیا گیا۔ صبح ہونیکا وقت ہو گیا مگر آفتاب نمودار نہوا کیونکہ جب حضرت بلالؓ نے اپنی برطرفی کا حال معلوم کیا خونِ جگر پیا۔ رات بھر روتے رہے۔ فرطِ قلق سے جان کھوتے رہے۔ کہتے تھے یا الٰہ العالمین مین اذان مین تیرا اور تیرے حبیب رحمۃٌ للعالمین کا نام لیتا تھا اس قابل بھی نہ سمجھا گیا کہ اہل اسلام نے اذان سے روک دیا۔ یہان تو یہ عالم تھا وہان تمام نمازی گھبرا گھبرا کر بستر سے اوٹھے اور حضرت شہنشاہِ رسالت کی خدمت مین حاضر ہو کر کہنے لگے کہ روحی فداک یا رسول اللہ صبح نمودار ہونے کا وقت ہو چکا بلکہ گھنٹہ دو گھنٹہ زیادہ گذر گیا کیون سفیدۂ سحر نمودار نہین ہوتا۔ آپنے فرمایا واللہ باللہ اگر بلالؓ اذان دینے کے لئے نہ بلایا جائے گا۔ قیامت تک سیاہیِ شب قایم رہے گی۔ سفیدۂ سحر نظر نہ آئیگا یہ سنتے ہی ایک آدمی حضرت بلالؓ کے مکان پر گیا اور مژدہ دیا کہ چلئے اذان دیجئے

حضرت نے پھر آپکو مؤذنی پر مقرر کیا۔ یہ خوشخبری پاکر حضرت بلالؓ کمال خوش ہوئے اور اُچھلتے کودتے مسجد نبوی مین جا پہونچے اذان جو دی صبح کی سفیدی عیان ہوگئی اہلِ ایمان بلالِؓ عالی شان کا مرتبہ جان کر حیران ہوگئے اور آپس مین کہنے لگے

اشعار

بلالؓ ایسے ہین مرد اہلِ صفا
بڑا اپنے ہے لطف خیر الورا
اذان آپنے آکے جبتک نہ دی
سفیدی سحر کی نہ ظاہر ہوئی
ہین آنکھو نمین سبکے سمائے بلالؓ
ہراک چشم کے ہین ستارے بلالؓ
کوئی آپ سا ہوگا کم خوش نصیب
رکھین دوست جسکو خدا کے حبیب
جو ہین خادم سرورِ خوشجمال
تجمل ہمارے ہین آقا بلالؓ

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات کا زمانہ قریب ہوا واقعہ ایک سے ایک عجیب وغریب ہوا۔ بی بی عایشہ صدیقہ وحضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما واکثر اصحاب نامدار نے طرح طرح کے خواب دیکھے اور اوسکی تعبیر پوچھنے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے گئے آپنے سب کی خواب کی تعبیر کا خلاصہ یہی فرمایا کہ ہماری جُدائی کا زمانہ قریب آیا۔ الغرض جب شہنشاہِ رسالت شفیق اُمت کو پیغام قُرب ایزدی آیا آپنے بخوشی اس جہان فانی سے ملکِ جاودانی کا سفر منظور فرمایا۔ جب وہ ماہِ رسالت مہرِ نبوت زیرِ زمین پنہان ہوگیا۔ مدینے کی بستی مین قیامت کا سامان ہوگیا۔ اوس ماہ کے تمام ستارون کے دلونپر ابر الم چھا گیا۔ روتے روتے کلیجہ مُنھ کو آگیا۔ حضرت صدیقؓ وعمرؓ عثمانؓ وعلیؓ خاص اصحاب کبار اور عام طور پر سارے دیندارون کو جیسا صدمہ عظیم ہوا تحریر نہین ہوسکتا۔ حضرت خاتون جنت فاطمہ زہراؓ و بی بی عائشہ صدیقہؓ وتمام بنات وازواج مطہراتؓ کا بیقرار ہو ہو کر رونا سُننے والون کے دلون پر غضب ڈھاتا تھا۔ اہل نظر کو قیامت کا سمان دکھلاتا تھا۔ حضرت امام حسنؓ وامام حسینؓ جب

بے چین ہوکر فریاد و زاری کرتے تھے۔ اظہارِ بیقراری باری باری کرتے تھے جن و انس حور و ملک ایسے بیتاب ہوتے تھے کہ ڈاڑھیں مار مار کر روتے تھے۔ کسی عاشقِ رسولؐ مقبول نے نہایت دردناک قصیدہ لکھا ہے۔ کیا اچھی طرح سے غم و الم کا نقشہ کھینچا ہے

قصیدہ

ہے موسمِ رنج و محن ۔ ہر پھول کی بدلی پھبن ۔ باغِ جہاں کے گلبدن ۔ ہیں خستہ دل اور خستہ تن
ہیں پُرزے پُرزے پیرہن ۔ پژمردہ ہر غنچہ دہن ۔ بلبل ہے غم سے نعرہ زن ۔ اُجڑا مدینے کا چمن
بستی یہ ویران ہوگئی ۔ کلفت کا ساماں ہوگئی ۔ ہُو کا بیابان ہوگئی ۔ سنسان میدان ہوگئی
خلقت پریشان ہوگئی ۔ حسرت سے گریان ہوگئی ۔ اُمت ہراسان ہوگئی ۔ رخصت ہوئے شاہِ زمن
ہر اک بشر ناشاد ہے ۔ ویرانہ خُلد آباد ہے ۔ عیشِ جہاں برباد ہے ۔ کیا چرخ کی بیداد ہے
ناگفتنی روداد ہے ۔ گردن ہے اور جلّاد ہے ۔ فریاد ہے فریاد ہے ۔ زخمی ہیں قلب و جان و تن
اب کیا ہے لطفِ زندگی ۔ جینے سے ہے بیزار جی ۔ غم ہے نیا آفت نئی ۔ ہیں چشم تر پیر و صبی
پھیلی ہوئی ہے ابتری ۔ دلچسپی اب ہے کونسی ۔ جب اُٹھ گئے پیارے نبیؐ ۔ محبوبِ ربِّ ذوالمنن
اُمت کا وہ محسن نہیں ۔ نعمت کا وہ خازن نہیں ۔ فردوس کا ضامن نہیں ۔ سلطانِ انس و جن نہیں
آرام اُن کے بن نہیں ۔ عیش و طرب کے دن نہیں ۔ ممکن نہیں ممکن نہیں ۔ راحت تہِ چرخ کُہن
باغِ عرب پر چھا گیا ۔ چھائی ہے ماتم کی گھٹا ۔ نالاں ہیں مرغِ خوشنوا ۔ اک شورِ غم ہے مچ رہا
خوں روتے ہیں گلگوں قبا ۔ ہے شورشِ آہ و بکا ۔ عالم میں ہے محشر بپا ۔ سنسان ہے صحنِ چمن
غمگیں ہیں صدیقؓ اسقدر ۔ وہ لوٹتے ہیں خاک پر ۔ فاروقؓ ہیں خستہ جگر ۔ بیتاب ہر شام و سحر
عثمانؓ محزوں سربسر ۔ ہیں مضطرب آٹھوں پہر ۔ مولا علیؓ ہیں چشم تر ۔ شبیرؓ و شبرؓ نعرہ زن
پائیں تمھیں نانا کہاں ۔ بتلا دیتے ہو جہاں ۔ ق ۔ ہم کرتے ہیں آہ و فغاں ۔ بجھتا نہیں سوزِ نہاں
جلتا ہے مغزِ استخواں ۔ ہے لب پہ شورِ الاماں ۔ لیجے خبر شاہِ زماں ۔ کیجے تسلّی کے سخن
حق کی دُلاری فاطمہؓ ۔ کرتی ہیں زاری فاطمہؓ ۔ ہیں کیسی پیاری فاطمہؓ ۔ کس کی تمھاری فاطمہؓ

باجان نثاری فاطمہؓ
لب پر ہے شیون کی صدا
ہم ہو گئے بے دست و پا
نانا ہمارا لو گیا
سُونا مدینہ ہو گیا
بے چین جب پائے ہمین
تسکین دیجائے ہمین
ہے شورِ ماتم ہر طرف
جلسے ہین برہم ہر طرف
ہمکو نیون مضطر رکھو
چشمِ عنایت اب کرو
بس اے تجمل ختم کر
بُرجِ نبوت کا قمر

تھین ہمسہ واری فاطمہؓ
شام و سحر صبح و مسا
ختم الرسل خیر الورا
آتا نہین ہے جو گیا
ہُوش خلایق کھُو گیا
اب ان بھُسلائے ہمین
شفقت یہ دکھلائی ہمین
شیون ہے ہر دم ہر طرف
رونق بہت کم ہر طرف
نالان ہین ہم کیسے سُنو
تسکین دو تسکین دو
یہ داستانِ غم اثر
آتا نہین ہمکو نظر

مادر ہماری فاطمہؓ
کیسا ستم ہمپر ہوا
بہرِ خدا یا مصطفےٰ
کرکے مُعین کسکو گیا
جو آگیا وہ رو گیا
پھُسلا کے سمجھائے ہمین
کاندھے پہ بٹھلائے ہمین
نالان ہے عالم ہر طرف
ہین دیکھتے ہم ہر طرف
اپنے گئے ہین ہوش کھو
نانا ملو نانا ملو
رحلت کی حضرت کے خبر
کم ہے قلق ہو جسقدر

ہین کشتۂ تیغ محن
تم ہو گئے ہمسے جُدا
دکھلاؤ چہرے کی پھبن
اب بخت اپنا سُو گیا
ماتم کدہ ہے یہ چمن
سمجھا کے بہلائے ہمین
ماہِ عرب شاہِ زمن
ہے حسرت و غم ہر طرف
گریان ہین سارے مرد و زن
بیوجہ کیون ناراض ہو
بہرِ خدائے ذو المنن
کرتی ہے سو ٹکڑے جگر
روئین نکیون اہلِ زمن

وہ مہِ زیبا اور وہ دُولہا جسکے دَم سے ہر روز روزِ عید اور ہر شب شبِ برات تھی۔ ذاتِ اقدس جسکی موجب فضایل و برکات تھی جب نظرون سے پوشیدہ ہو کر گذر گیا دنیا سے پردہ کر گیا مدینے کی بستی اوجڑ گئی۔ حالت بگڑ گئی۔ ہر گلی تیرہ و تاریک نظر آنے لگی ایسی ڈراونی ہو گئی کہ کاٹ کھانے لگی۔ غضب کی اوداسی چھا گئی در و دیوار سے حسرت برسنے لگی۔ حضرت بلالؓ نیک نام جو دیوانۂ زلفِ سیہ فامِ خیر الانام تھے آپہی کے جمالِ جہان آرا کی دید مین مصروف صبح و شام تھے آمنہؓ کے چاند حلیمہؓ کی جان پر ہر آن قربان جایا کرتے تھے لُطفِ مواصلت اوٹھایا کرتے تھے اونکی نگاہ مین تو ساری دنیا اون کے ہمرنگ ہو گئی جنس تسکین و راحت کھو گئی۔ دیوانگی بڑھی۔ مدینے کی بستی مین طبیعت گھبرائی

تیرہ بختی رنگ لائی - یا بخت یا نصیب کہکر زلف شبگون کی دُھن مین شام کی راہ لی - عالمِ مُسافرت اور آقائے ولی نعمت کی مُفارقت مین آپکی منچلی طبیعت مین حد سے زیادہ وحشت کا ولولہ ہوگیا - کبھی رونا جی کھونا کبھی نالہ و فریاد کرنا کبھی بیتاب ہوکر بحالِ مضطر گریبان تک ہاتھ بڑھانے لگے جیب و دامن کی دھجیان اوڑانے لگے کہتے تھے جب شہنشاہ اعظم نرہے تو غلام رہکر کیا کرے حضور کی قبر دیکھکر بھلا دلکو صبر آنیوالا تھا یہ منظر تو اور بھی غضب ڈھانے والا تھا آخر محبوب کا دیس چھوڑکر بدیسی ہوئے مدینے والون سے مُنھ موڑ کر گرتے پڑتے روتے پیٹتے تماشائے وحشت دکھاتے ہوئے سر پر خاک اوڑاتے ہوئے شام کو پہونچگئے - زرد رُو لب پر آہ چاک جگر خاک بسر سیاہ کمل اوڑھے ہوئے جوگی بروگی بنے ہوئے شام کی تیرۂ و تاریک گلیون مین پھرنے لگے سیاہ بختی کے باعث سے قدم قدم پر ٹھوکرین کھاکے گرنے لگے مُنھ سے جو آہون کا دُھوان نکلتا تھا مغزِ استخوان جلتا تھا نہ کوئی یار نہ غمخوار نہ مونس نہ مددگار تنہائی سے گھبرا اُٹھتے تھے تو اسطرح اپنی بیکسی کا نقشہ کھینچتے تھے -

بیت

کس را نہ بینم روزِ غم جز سایہ در پہلوئے خود
آہم چو بینم سوئے او گرداند از من روئے خود

اور جب ماہِ نبوّت شہنشاہِ رسالت کی یاد آتی لبون پر بیساختہ فریاد آتی - ہوش سے گذرنے لگتے اور اسطرح عرض کرنے لگتے -

غزل

شاہِ مدینہ تجھے پاؤن کہان
دل کے مین بہلانیکو جاؤن کہان

دور بہت ہون تری دہلیز سے
کعبۂ دین سر کو جھکاؤن کہان

ہائے وہ سردار نہین فوج کا
جاؤن کہان چھاؤنی چھاؤن کہان

اے مرے مولا ہو کہان جلوہ گر
اے مرے آقا تمھین پاؤن کہان

آئین نبیؐ دیدۂ و دل مین مرے
اور تجمّل مین بُلاؤن کہان

جب حضرت بلالؓ خستہ حال مبتلائے رنج و ملال اس طرح کوچہ گردی مین صبح سے شام کرنے لگے بار بار رونے اور آہِ سرد بھرنے لگے لوگون کو یہ آپکی دیوانگی عالم سے نرالی دیکھکر اچنبھا ہوگیا اونکا یہ مشغلہ سب کے لئے تماشا ہوگیا۔ بہت سے تماشائی اون کے اِردگرد پس و پیش اکٹھے ہوگئے اور چھیڑ چھیڑ کر بار بار پوچھنے لگے۔ اشعار مولانا شہیدؒ

یہ تو بتاؤ ہمین تم کون ہو
آئے ہو اس دیس مین کس کام کو
کسلئے یان آئے ہو کیا کام ہے
رہتے ہو کس ملک مین کیا نام ہے
کسکے لئے رہتے ہو زار و نزار
کسکے لئے رہتے ہو یون بے قرار
کیون تمھین بھایا ہے فقیری لباس
کسکے لئے رہتے ہو ہر دم اوداس
اس دلِ شیدا مین ہے کسکا بروگ
کون ہے وہ کسپہ لیا ہے یہ جوگ
اوڑھے ہوئے کالا سا کمل ہو کیون
کون سا ہے عارضہ بیکل ہو کیون

آپ نے یہ تقریر شام والون کی سُنکر بحالِ مضطر دونون ہاتھون سے جگر کو تھام کر کہا اے اہل تماشا تم سے کیا بتاؤن کہ مین کون ہون عارضۂ عشق مین مُبتلا ہون مریضِ لا دوا ہون فقیرِ بینوا ہون کام پوچھتے ہو تو ناکام ہون نام پوچھتے ہو تو گمنام ہون خورشیدِ درخشان کا ذرہ ہون۔ راہِ سلیمان کا مورچہ ہون۔ ہمارا دیس کبھی آباد تھا ابتو برباد ہوگیا۔ کبھی دل شاد رہا کرتا تھا ابتو ناشاد کا خطاب ہوا چشمِ تر سے آنسو بہنے لگے اور اس طرح کہنے لگے۔ اشعار مولانا شہیدؒ

فقر تو مقبول ہے دربار کا
خاص ہے تمغہ مرے سرکار کا
اوڑھتا کمل تھا وہ خود بادشاہ
جسکو نتھی دولتِ دنیا کی چاہ
کیسا شہنشاہ تھا عالی خصال
جیتے تھے ہم دیکھکے اوسکا جمال
اوس سے وہان خلد کی بستی بسی
ہمکو ستاتی ہے یہان بیکسی
قافلہ سالار سفر کر گیا
قافلہ کو زیر و زبر کر گیا

جب اس قدر بیان فرما چکے نام خیر الانام زبان پر نہ لا سکے ایسی بیقراری ہوئی کہ رقت طاری ہوئی ایسے تڑپے کہ اوروں کو بھی تڑپانے لگے۔ ذرا سا ہوش مین آئے تو

اسطرح سُنانے لگے ۹

کہتا جو مسجد مین ہے کوئی اذان
نام کے سُنتے ہی نکلتی ہے جان

جب شام کے لوگون کو اذان کا پتہ لگا آپکو بڑے غور سے دیکھا رنگ روپ چال ڈھال لب و لہجہ پر نظر کر کے ٹکٹکی باندھکر حیرت سے دیکھنے لگے اور اسطرح کہنے لگے۔ اشعار

جان گئے جان گئے ہم تمھین
کچھ کچھو پہچان گئے ہم تمھین
نام ہے شاید کہ تمھارا بلالؓ
ہجر پیمبرؐ سے ہو آشفتہ حال
کیون نہین کہتے کہ سدھارے رسولؐ
جنکے سبب سے ہو تم اتنے ملول
کیون نہین کہتے ہو کہ رشک چمن
یعنے مدینہ ہے تمھارا وطن
کیون نہین کہتے ہو کہ جینے سے تم
ہو کے خفا نکلے مدینے سے تم

آپنے کہا خیر مین جو ہون سو ہون تھوڑ لیسی جگہہ دو تو کہین پڑ رہون۔ لوگون نے کہا اے عاشق رسول خدا آپ کا خیال کدھر ہے آپ وہ چیز ہین کہ مانند نظر آپ کا ہمارے دلون مین گھر ہے۔ ہمارے غریب خانون کی عزت بڑھائیے شوق سے قیام فرمائیے۔ دم لیجئے آرام کیجئے۔ اور جو کام کاج ہمارے لایق ہو خبر دیجئے تاکہ بسر و چشم بجالائین اور سعادت کونین پائین یہ سنکر وہ شکر گذار ہوئے اور یون کہنے لگے قصیدہ

ناکام ہو نہین یار و کچھ کام نہین ملتا
آرام کرون کیونکر آرام نہین ملتا
رہتی ہے نظر نیچی پستی سے مقدر کی
جسپر ہو مہ طیبہ وہ بام نہین ملتا
جسدن سے ہوئے رخصت آقائے ولی نعمت
ہے چھوٹ گئی قسمت انعام نہین ملتا
سرشار تھی ہم رہتے ہر شام و سحر جس سے
وہ بادۂ عرفان کا اب جام نہین ملتا
آباد تجلی ہو کو چہ مین جلوشہ کے
گر بند مین اب تم کو آرام نہین ملتا

الغرض وہ اسی طرح شب و روز اوس ماہ دل افروز کے خیال مین پُر ملال رہا کرتے تھے شام و سحر آٹھون پہر آہ و فغان کیا کرتے تھے کھانا پینا حرام تھا ہر گھڑی مضطرب سے کام تھا۔ روتے پیٹتے تڑپتے لوٹتے غش جو آگیا آنکھ لگ گئی قلبِ بیتاب تسکین پا گیا۔ جناب رسالت مآب نے خواب مین جلوۂ دیدار دکھلایا۔ زخمِ جگر پر مرہم لطف لگایا۔ حضرت بلالؓ شمعِ جمال حبیب ذوالجلال پر پروانہ وار قربان ہونے لگے زار زار رونے لگے اور شکایت کی کہ اے آقائے نامی غریبون کے وارث بیکسون کے والی آپ اپنے غلام بلالؓ ناکام کو بھول گئے ؛

اشعار مولانا شہیدؒ

رحم سے ارشاد ہوا اے بلالؓ   ہوش مین آ تیرا کدھر ہے خیال
وصل مرا گر تجھے مقصود تھا   مین تو ترے پاس ہی موجود تھا
مجھ پہ ستم تو نے کیا کس لئے   میرا وطن چھوڑ دیا کس لیے
خواب سے اوٹھ قصد مدینے کا کر   عمر دو روزہ یہ وہین ہو بسر
پھر تو جو اوس جا سے سواری چلی   عاشقِ شیدا کو ہوئی بیکلی
چونک پڑا خواب سے خوابیدہ بخت   شہ کو نہ پایا نہ زمرد کا تخت

حضرت بلالؓ کو محبوب ذوالجلال کا جمال باکمال دیکھکر وصل کا تازہ مزہ یاد آگیا حجرۂ تاریک سے جی گھبرا گیا۔ پھر وہی وحشت وہی اضطراب ہوا۔ دلِ وحشی سے یون خطاب ہوا یہان بھی جنون کا خلل نہین جاتا ہے۔ جی گھبراتا ہے۔ چل تجھے مدینے لیچلین۔ وہان کی ٹھنڈی ہوا کھائین۔ لطف زندگی پائین۔ جذبۂ دل اوس عاشق کامل کا رہنما ہوا۔ شام سے اوٹھا تو مدینے پہونچگیا۔ روضۂ محبوب کی ٹھنڈی ہوا جو نصیب ہوئی دل کی مرجھائی ہوئی کلی کھل گئی۔ خانۂ دلدار کے جلوے جو نظر آئے در و دیوار سے مل مل کر رونے لگے۔ خیال کیا کہ بنت رسولؐ بی بی بتولؓ کے حضور چلیے۔ دل نے کہا

چلیئے اور ضرور چلیئے۔ باپ کی بو باس اوسی گل مین آئیگی۔ دل کی مرجھائی ہوئی کلی وہین شگفتگی پائیگی۔ شمع حریم نبوی فاطمہ زہرا ہین آئینۂ جمال مصطفوی فاطمہ زہرا ہین۔ غرض کہ بصد اشتیاق وہ مشتاق سیدہ پاک نور دیدۂ شہ لولاک کے در پر پہونچا اور اسطرح عرض کرنے لگا

اشعار

بنت سرور لیجیئے سب اسلام
آپکی ڈیوڑھی پہ حاضر ہے غلام

آستان پر دیکھیو آیا ہے بلال رضہ
خستہ دل خستہ جگر آزردہ حال

کیجیئے امداد بنت مصطفےٰ
تاکہ دل ہو شاد بنت مصطفےٰ

حضرت خاتون جنت آپ ہین
حامی و غمخوار امت آپ ہین

آپکے شہزادون کا ادنیٰ غلام
ہے تجمل بیچ مین والسلام

جب بلال امیدوار عاشق سیدہ ابرار نے یہ صدائین بلند کین زمین سے تا عرش برین ایک حسرتناک سمان چھاگیا ملائکۂ عظام کا دل تھرا گیا۔ مکان سے آواز آئی کہ اے سودائی

اشعار مولانا شہید رح

پوچھتا ہے کسکو تو وہ ہین کہان
وہ بھی سدھارین سوئے باغ جنان

وہ بھی مدینے سے بہت تھین اوداس
وہ بھی وا نہ ہوئین حضرت کے پاس

جب اس غمزدہ نے یہ خبر وحشت اثر سُنی طبیعت قابو مین نہ رہی۔ سر شوریدہ کو سنگ در سے ٹکرانے لگا جوش جنون دکھانے لگا۔ اور اس طرح سُنانے لگا۔ ع

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

جب یہ دردناک نعرہ حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضہ نے سُنا گھبرائے اور گھر سے باہر نکل آئے۔ حضرت بلال رضہ اون شہزادون پر قربان جانے لگے چھاتی سے لگانے لگے

اور اس طرح سُنانے لگے اشعار

وائے حسرت پیش حضرت فاطمہ زہرا رضہ گئین
چھوڑ کر ان نازکے پالون کو غمگین و حزین

خود تو ہین راحت سے آغوش پدر مین فاطمہؓ
ہائے اپنے درد فرقت کی ہوئین وہ چارہ گر
الحذر یہ ہو گیا کیسے غضب کا سا سنا
اے تجمل ہو کے گریان وہ بلالؓ نامدار

ہو گئے واحسرتا سبط نبیؐ بے والدہ
کی یتیمی پر نہ کچھ ان شاہزادون کی نظر
سر سے انکے سایۂ خاتون جنت اوٹھ گیا
او سگھڑی ہونے لگے شبیرؓ و شبرؓ پر نثار

جب مدینہ مین یہ خبر کھیلی کہ بلالؓ خستہ حال شام سے واپس آگئے ملاقات کے واسطے خاص و عام باشتیاق تمام آپہونچے اور اصرار کرنے لگے کہ آج ہمکو اذان سنائیے۔ آپ ہر اک پیر و جوان کو سمجھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین کس طرح اذان کہون کیونکر یہ تازہ صدمہ سہون میری اذان کا قدردان نرہا جنت الفردوس کو چل بسا۔ اونکا نام جب اذان مین آتا تھا اشارے سے حضور کو بتاتا تھا۔ اب جو اوس مقام پر آؤنگا ارے یارو تمھین بتاؤ کسکو بتاؤنگا

اشعار مولانا شہیدؒ

سنکے یہ حسنینؓ بھی بولے کہ ہان
حکم سے شہزادون کے مجبور تھا
جس گھڑی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا
پھر جو کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہ
ہوتا تھا اوس عاشق یٰسین سے
شور ہوا عاشق یٰسین ہے
آ بازبان پر جو محمدؐ کا نام

ہم بھی ہین مشتاق سناؤ اذان
بام پہ مسجد کے وہ غمگین چڑھا
کٹتا تھا لوگون کا چھری سے گلا
گم ہوا اللہ مین مانند آہ
شین کا ہر لفظ ادا سین سے
سین بھی یہ قابل تحسین ہے
بس لیا ہاتھون سے کلیجے کو تھام

جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے کا موقع آیا بلالؓ نے حضور کو نہ پایا قبر شریف کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا خود بھی تڑپ کر مسجد کے کوٹھے سے گر پڑے بیہوش ہو گئے اور تمام اہل مدینہ بھی مانند مرغ بسمل تڑپنے لگے اور کہنے لگے کہ بس بس بلالؓ ہمین رنج و غم کی چھری سے حلال نہ کر للہ بام سے اُترا اور تمام مجمع خاص و عام مین پٹس پڑ گئی روتے

روتے سب کے گلے مین سانس اُڑ گئی۔ اوس روز وفاتِ سرورِ کائنات کا واقعہ تازہ ہوگیا۔ مدینے کی بستی مین محشر برپا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمین تمھین اور تمام حاضرین بزم ذکر خیر المرسلین کو مانند بلالؓ باکمال فنائے عشق رسولؐ مقبول کرے اور یہ مرتبہ عنایت فرمائے۔ کسی عاشقِ زار سیّد ابرار نے اس مقام پر اس طرح اظہارِ مرتبۂ

عشق بلال کیا ہے حقیقت مین کمال کیا ہے

قصیدہ

ہوئے فنا عشق مصطفےٰ مین بلالؓ آشفتہ حال دیکھو
نثارِ دلدار جان کرکے کیا ہے حاصل وصال دیکھو

نہ رنگ جسمِ بلالؓ دیکھو جو دیکھو شانِ بلالؓ دیکھو
جمال دیکھو نہ قال دیکھو سرشت دیکھو خصال دیکھو

فنائے عشقِ رسولؐ ہوکر مہک اوٹھا خار پھول ہوکر
جو غم کا تی ملول ہوکر مٹا ہے کیسا ملال دیکھو

ملے حبیب خدا سے کیسے نصیب اونکے تھے کتنے اچھے
جس آرزو مین ہون لوگ مرتے لیا وہ رتبہ کمال دیکھو

اگرچہ صورت تھی اونکی کالی مگر عطا سے بمہ عرب کی
بنے تھے آنکھونکی سب کی پُتلی تھی ایسی قدرِ بلالؓ دیکھو

بلالؓ کو جو شرف ملا ہے کمال درجہ کا مرتبا ہے
ہے قال مین کیا نہ قال دیکھو جو اہل حالت ہو حال دیکھو

ہو تم تجمل سبھون کے محسن دعائین یون نیر ہے ہین من
بلالؓ کی طرح تم بھی اک دن حبیبِ حق کا جمال دیکھو

روایت مُشّاطہ خادمۂ فرعون

آئین بگوش ہوش سُنین طالبانِ حق
رہتے ہین دل سے مایلِ حق بندگانِ حق

جو اہلِ حق ہین کرتے ہین اظہارِ شانِ حق
کرتے ہین پڑھکے دار پہ بھی وہ بیانِ حق

یہ حق نُما حکایتِ مُشّاطہ ہے سُنو
پُر درد کیا روایتِ مُشّاطہ ہے سُنو

اے اہلِ دین حکایت الصالحین مین لکھا ہے۔ عجب دردناک ماجرا ہے سنو اور معلوم کرو کہ کیسے کیسے عاشقانِ خدا گذرے ہین اور کس طرح سے کشتۂ تیغ جفا ہوئے ہین اُن کے کارنامون سے عشق مولیٰ کا سبق حاصل کرنا چاہئے ایمان کو کامل کرنا چاہئے راوی تحریر کرتا ہے کہ ایک مُشّاطہ عاشق خالق ارض وسما تھی نامِ معبود پر جان و دل سے فدا تھی اوٹھتے بیٹھتے بسم اللہ شریف کا ورد رکھا کرتی تھی نامِ معبود کی تسبیح جپا کرتی تھی وہ ایک دن فرعون کی بیٹی کے سر مین کنگھی کر رہی تھی اتفاق سے وہ کنگھی اوس کے ہاتھ سے گر پڑی آوسنے بسم اللہ کہکر اوٹھالی۔ لڑکی نے کہا یہ تو نام میرے باپ کا ہے مشّاطہ بولی کہ اے لڑکی یہ نام واجب الاکرام اوس خدا کا ہے جو پروردگار تیرا اور تیرے باپ کا اور مالکِ ارض وسما کا ہے۔ بندے کی کیا طاقت ہے کہ اوسکا ہمسر سمجھا جاوے اور یہ مقدّس نام اوسکا رکھا جاوے۔ لڑکی نے یہ حال اپنے باپ سے ظاہر کیا پھر تو فرعون نے اوس مشّاطہ کو بُلا کر کڑی آنکھ دکھا کر کہا کہ تو اس عقیدے سے باز آ اور میری خدائی کا اقرار فرما۔ یہ سُنکر مُشّاطہ بہت جھنجھلائی۔ اور اس طرح زبانِ حق

ترجمان پُرلائی قصیدہ

کیون تجھے مانون خدا اپنے خدا کو چھوڑ کر
حق سے باطل کیطرف دل ہو نہین سکتا رجوع
تو ہے جھوٹا اور دعویٰ ہے خدائی کا غلط

نا رکو کیون لون مین نورِ کبریا کو چھوڑ کر
زہر کھاؤن کسطرح سے مین دوا کو چھوڑ کر
تیری طاعت کیون کرون سچے خدا کو چھوڑ کر

چشم تر رہنے دو مجکو خوف سے معبود کے	شاد دل کیا ہو غم روز جزا کو چھوڑ کر
اے تجمل یادِ ہر دم موت کو کرتے رہو	ہوگی منزل زیر مرقد اس سرا کو چھوڑ کر

مشاطہ کا یہ کلام سُنکر فرعون بد انجام نے کہا تیرے حقوقِ خدمت مجھپر بہت سے ہین اسلیئے نہین چاہتا کہ تیرا سینہ چاک ہو اور میرے حکم سے ہلاک ہو بیفائدہ کی حجت و دلیل نکر اپنے کو تمام عالم مین رُسوا اور ذلیل نہ کر۔ مشاطہ خوش بنیاد نیک اعتقاد نے کہا کہ جان کا تلف ہونا منظور ہے مگر یہ عقیدہ میرے فہم سے دور ہے۔ مین تو اوسی وحدہٗ لاشریک کی خدائی کا اقرار کرون گی۔ اور اوسی کے نام کی تسبیح جپون گی۔ یہ سنکر وہ مردود الکفر کہنے لگا کہ اس بدزبان کو دھر لو اور اسکے دست و پا باندھکر طوق و زنجیر سے مقید کر لو۔ جب اس صورت سے وہ قید خانہ مین پڑی تب اوسکی طبیعت جوش مین آئی رُوئی اور کہنے لگی الٰہی مین تجکو دوست رکھون اور قید مین پڑون۔ ہاتفِ غیب نے آواز دی اس طرح اوسکی تسلّی و دلجمعی کی ✤ **اشعار**

تیرا مُشاطہ کدھر کو ہے خیال	قید مین کیون کرتی ہے رنج و ملال
نیک بندے ہین ہمارے جس قدر	رہتے ہین غم مین یونہین شام و سحر
دعویٰ اُلفت کا جو آدم نے کیا	مبتلائے درد و غم ہم نے کیا
نوح پر طوفان کی بھیجی بلا	درد تن ایوب کو ہم نے دیا
زکریا کا یون کیا ہے امتحان	کردیا حلقوم پر آرہ روان
جبکہ ابراہیم نے کی دوستی	اونکو ڈالا آگ مین نمرود کی
دل مین مُشاطہ تو اپنے غور کر	کیسے کیسے دوست ہین یہ نامور
جانتے ہین جسکو اپنا دوست ہم	اوسکو رکھتے ہین اسیر رنج و غم
دوست اپنا جسکو سب ہین جانتے	رکھتے مین آرام و راحت سے اوسے
اچھا کیا دیتے ہین راحت کا گھر	رات دن ہون تا کہ عشرت مین بسر

ہم خلاف اسکے کیا کرتے ہین کام | تا وہ ہون مثلِ تجمل نیک نام

یہ آ غیب کی صدا وہ مُشاطۂ اہلِ صفا سُنکر بہت خوش ہوئی کہنے لگی جان کی مجکو ذرا بھی پروا نہین مگر اے ربّ العالمین تیری رضامندی کی طلبگار ہون ہر حال مین تیرے فضل و کرم کی اُمیدوار ہون۔ دوسرے دن پھر فرعونِ بے سامان نے اوس ضعیفۂ ناتوان کو بُلا کر دھمکا کر ا ور ڈرا کر کہا کہ دیکھ اب بھی اپنی ضد سے باز آ مجھے اپنا خدا سمجھکر میرے آگے سر جھکا اپنی ضعیفی پر رحم فرما۔ نہین تو ہاتھ کاٹ کر تیری آنکھین نکلواؤن گا اس سرتابی کا اچھی طرح مزہ چکھاؤن گا۔ اوس نیک بخت پرہیزگار شیفتۂ پروردگار نے ذرا بھی توجہ نہ کی اسطرح کہنے لگی

قصیدہ

دلسے خدا کا نام بُھلایا نہ جائیگا | جو دلپہ نقش ہے وہ مِٹایا نہ جائیگا
جائینگے ساتھ نیک عمل سبکے بعد مرگ | ساتھ اور کوئی اپنا پرایا نہ جائیگا
تیرے سخن کو مان لون حق بات چھوڑ کر | یہ زہرِ جان بُوجھکے کھایا نہ جائیگا
ہو جائے سر جو کاندھے سے میرے جُدا تو کیا | ایمان کا محل کبھی ڈھایا نہ جائیگا
جو چاہے تو سزا دے تجھے اختیار ہے | لیکن سر آگے تیرے جُھکایا نہ جائیگا
گر طاعتِ خدا مین ذرا بھی کمی ہوئی | مُنہ مجھ سے روزِ حشر دکھایا نہ جائیگا
پائیگا کسطرح سے تجمل وہ لطفِ وصل | رنجِ فراق جس سے اُٹھایا نہ جائیگا

یہ سنکر وہ اکفر پیچ و تاب کھانے لگا نہایت غضبناک ہو کر شانِ قہر دکھانے لگا حکم دیا کہ ایک دیگ مین تیل بھر کر آگ پر رکھ دو جب وہ تیل کڑکڑانے لگے خبر دو۔ جس گھڑی وہ دیگ خوب جوش مین آئی تب اوس مُدعیِ کبریائی نے مُشاطۂ ضعیفہ کے ایک بیٹے اور پانچ بیٹیون کو طلب کیا اور ایک لڑکی کے سر کے بال کو پکڑ کر اوس دیگ مین ڈلوا دیا۔ دوسری لڑکی نے جب یہ کیفیت دیکھی ڈری اور رو کر اپنی مان سے لپٹ گئی کہنے لگی اے مادرِ مہربان مجکو بچا لے کہین بغل کے چھپا لے ورنہ یہ ظالم بیرحم مجھے بھی دیگ

مین ڈال دیگا۔ بڑی بیرحمی سے جان لیگا۔ خودکو جلد کسی محفوظ جگہہ پر پہونچائین تاکہ ہماری جانین بچ جائین۔ یہ فریاد اپنی لڑکیون کی سُنکر اوسکا کلیجہ دھڑکنے لگا۔ مگر ضبط سے کام لینے لگی اور کہنے لگی۔ اے جانِ مادر۔ بیصبری نہ کر۔ خداوند کریم علیم وخبیر ہے۔ سمیع وبصیر ہے۔ جو کچھ ہمپر ظلم وجفا ہے جانتا ہے اور چشمِ قدرت سے دیکھ رہا ہے۔ لڑکی نے جب اپنی مان کی یہ ہدایت سُنی خاموش ہو رہی۔ الغرض اسیطرح اوس ملعون نے ایک ایک بچّی کو اوس دیگ مین ڈلوانا شروع کیا۔ ایک لڑکی دو برس کی اوسکی گود مین تھی جب اُسکو بھی چھین کر اوس ظالم نے چاہا کہ دیگ مین ڈلوائے تب مشاطہ کی محبت فرزندی جوش مین آگئی ڈھاڑین مار کر بے اختیار مانند ابرِ نوبہار رونے لگی۔ اوسکی فریاد وزاری سنکر ایسی بیقراری بڑھی کہ فرشتے بھی رونے لگے اور دُعا کرنے لگے کہ الٰہی اس ضعیفہ کے حال پر رحم کر۔ اور ہمکو حکم دے کہ اسوقت اسکی مدد کرین۔ حکم ہوا کہ فرشتو چُپ رہو۔ تم ہمارے بھید کو کیا جانو اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ فرشتے دلکو تھام کے خاموش ہو رہے۔ جب اوس ننھی بچّی کو بھی دیگ مین ڈالدیا تب قدرت خدا سے اوسنے بزبان فصیح کہا

اشعار

سوچتی ہے اے مری مادر تو کیا
دیر کیون کرتی ہے تو بھی جلد آ

میرا بھائی اور بہنین تو تمام
دوست سے اپنے ہین ملکر شاد کام

یہ نہین ہے دیگ ہے گلزارِ خُلد
اسمین آتے ہین نظر انوارِ خُلد

بھائی بہنین ساری بُوئے مشک سے
ہین معطر دیکھ لے تو دیکھ لے

سب نے دیکھی طرفہ جنت کی بہار
پھیلی اوسدم نکہتِ مشکِ تتار

یہ ہین خاصان خدا کے مرتبے
ملتے ہین اسطرح اپنے دوست سے

ہے جو تمکو آرزوئے وصلِ یار
جان ودل سے اے تجمل ہوشیار

پھر جب نوبت اوس ضعیفہ مُشاطہ کُشتۂ تیغِ جفا شہید وفا کی آئی۔ آسمان چکرایا اور

زمین تھرائی۔ وہ سودائی دعویدار خدائی کہنے لگا اے نادان اب بھی میرا کہا مان۔ اور اپنے عقیدے سے باز آ۔ دلمین سوچ کہ اسی بد ارادتی سے تیری اولاد کا یہ حال قابل ملال ہوا۔ اگر تو میری خدائی اور کبریائی کا اقرار کرے تو تیری جان بھی بچے۔ اور میری سرکار سے خلعت وجاگیر بھی عنایت کیجاوے۔ وہ بولی کہ خاموش او ناری کافر بد مآل تو میری جان بچا سکے اور خلعت و جاگیر عنایت کرے تیری کیا مجال۔ مجکو بادۂ وصال دوست کا نشہ چڑھ رہا ہے۔ کوئے یار کی طرف قدم بڑھ رہا ہے۔ حق کی ملاقات راحت آیات کا وقت قریب آگیا۔ خوش نصیبی سے یہ دن نصیب ہوا یعنے اوسنے سر اوٹھایا تو ساق عرش معلی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم بخط نور لکھا ہوا پایا۔ اوسکو دیکھتے ہی بیخود ہوگئی۔ از خود رفتگی کے مزے لینے لگی۔ طبیعت پھڑک اوٹھی۔ آتش شوق دیدار خدا سینہ مین بھڑک اوٹھی آپ مین نرہی اور ہی عالم مین پہونچگئی۔ پہلے اوس ملعون نادان فرعون بے سامان نے اوسکے ہاتھ پاؤن کٹوائے۔ پھر دیدے نکلوائے۔ پھر اوسکے بند بند جدا کرکے دیگ مین ڈلوادیا۔ اپنے جور وستم کا خاتمہ کیا۔ جب تک اوس مرحومہ کے جسم پاک مین جان تھی۔ اللہ اللہ کرتی رہی۔ جب جان تن سے نکل گئی۔ دوست کی ملاقات کو دربار دوست مین پہونچگئی۔ سبحان اللہ کیا زبردست عقیدہ اوس زن مرحومہ کا تھا۔ کہ سینکڑون مردان خدا پر شرف لیگئی۔ خداوند کریم بطفیل رسول علیہ التحیۃ والتسلیم ہمین بھی اسیطرح اپنی محبت کامل مین فنا کرے اور یہ مراتب اعلی عطا کرے

اشعار

پئین ہم بھی وہ جام عشق خدا | رہین مست و سرشار صبح و مسا
مئے معرفت سی ہون ہم ایسے چور | رہے ورد لب نعرۂ یا غفور
محبت خدا ہو ہمارا لقب | فنا ہو کے ہون خاک راہ طلب
الٰہی ہو ایسی ضیا آنکھ مین | بسے جلوہ توحید کا آنکھ مین

کبھی لب پہ ہو حمد یارب تری	کبھی لب پہ ہو مدح پیغمبری
ہو محشر مین بخشش خدا کی نصیب	شفاعت شفیع الوریٰ کی نصیب
دعا ہے بحق بنی فاطمہؓ	تجمل مع الخیر ہو خاتمہ

روایت حضرت سفینہ

بڑھکے شاہو نسے جہانمین شادکامی ہونصیب	سرورِ عالم کے دَر کی گر غلامی ہونصیب
آرزو ہے مرمٹون عشقِ رسول اللہ مین	عاشقانِ نامور مین نیکنامی ہونصیب
پاسبانی کی مجھے یا مصطفےٰ خدمت ملے	آپکے دربان کی قایم مقامی ہونصیب
ہجر مین بیتاب ہون رنجور ہون مغموم ہون	آپکا دیدار ہو تو شادکامی ہونصیب
یا نبیؐ مین ہون ترا مداح عالم مین مجھے	خوش نگاری خوش بیانی خوشکلامی ہونصیب
اوسکا رتبہ۔ ہو سگ در کا جسے حاصل شرف	اوسکی قسمت جسکو مولا کی غلامی ہونصیب
ایسے مصروف ثنائے سیدِ عالم رہو	اے تجمل رُتبۂ سعدیؔ و جامیؔ ہونصیب

اَے بادۂ عشقِ رسولؐ اللہ کے متوالو۔ رسالت پناہ کی محبت کا دَم بھرنے والو۔ شادکام فایز المرام ہو جاؤ۔ اور صلّ علیٰ خیرالانام کی دھوم مچاؤ۔ بگوشِ ہوش سُنو اور غور کرو کہ خداوند کریم مالکِ عرشِ عظیم نے جناب رسالت مآب کا کیسا مرتبہ بڑھایا ہے۔ آپنے قرآن مجید فرقانِ حمید مین کہین اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور کہین وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ارشاد فرمایا ہے۔ آپ تو خدا کے محبوب سارے جہان کے مطلوب ہین۔ رشک یوسفؑ اور جلوۂ دیدۂ یعقوبؑ ہین۔ آپ کے غلامون کو وہ قوت وعظمت حاصل ہے کہ ہر کافر بے دین اونکی شوکت وتمکین کا قایل ہے۔ چنانچہ روایت قابل سماعت ہے کہ حضرت رومان عُرف سفینہ شہنشاہِ مدینہ کے ایک غلام نیک نہاد وبندۂ آزاد تھے۔ روز وشب شام وسحر اوٹھتے بیٹھتے خدمت گذاری وجان نثاری سے رسولِ ربُّ العباد کی شاد تھے۔ ایک سفر مین جناب خیر البشر نے آپ کو بہت سا

اسباب اوٹھائے ہوئے مُلاحظہ فرمایا تو زبان فیض ترجمان سے ارشاد کیا کہ تُو تو سفینہ یعنے کشتی ہے بشارت ہو کہ مردِ بہشتی ہے۔ تب سے سینہ اونکا نور کا گنجینہ ہو گیا اور لقب سفینہ ہو گیا۔ یہ خطاب لاجواب پاکر وہ حضور پر قربان جانے لگے اور اسطرح سنانے لگے

قصیدہ

غلاموں پہ کیا مہربانی ہے دیکھو
عجب عزّت و قدر دانی ہے دیکھو

عنایت ہے مجھپر حبیب خُدا کی
مرے دلکو کیا شادمانی ہے دیکھو

غلامی کی شہ سے سند پا چکا ہون
یہ بخشش کی میری نشانی ہے دیکھو

عجب چشمۂ فیضِ خیر الوریٰ ہے
شب و روز کیسی روانی ہے دیکھو

ہین رحمت سبھو نکے لئے میرے آقا
جہان بھر پہ کیا مہربانی ہے دیکھو

جمال آپکا شان معبود کی ہے
پھر اوسپر عجب خوش بیانی ہے دیکھو

فِدا تمپہ مولا ہوا چاہتا ہے
تجمل نے کیا دلمین ٹھانی ہے دیکھو

ایک مرتبہ حضرت سفینہ شیفتۂ سلطان مدینہ دریائے شور مین سفر فرما رہے تھے۔ بحری راستے سے کسی مقام کو جا رہے تھے ناگہانی طور پر ہوائے طوفانی چلنے لگی۔ آپکے لب سے بار بار اَغِثْنِی یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کی صدا نکلنے لگی۔ افسوس کہ وہ جہاز ٹوٹ گیا۔ دامن حیات ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ آپ ایک تختے پر بیٹھ لئے اور بہتے بہتے رنج و غم سہتے سہتے ایک صحرائے ہیبت ناک مین جا پہونچے وہان کیا دیکھتے ہین کہ ایک شیر کھڑا غُرّا رہا ہے۔ اور انھین کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے آپنے ذرا بھی اندیشہ نہ کیا اور کہا کہ اگرچہ اسوقت مین نہایت ناشاد ہون مگر اے شیر دلیر یاد رکھ کہ شیرِ نیستانِ نبوّت کا غلامِ آزاد ہون۔ یہ آواز دلگداز سنکر وہ شیر تھرّایا۔ نہایت ادب سے آپکی طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا زمی سے اونکے بدن پر مار کر ساتھ ہو لیا۔ اور راستے پر لاکر کھڑا کر دیا۔ تھوڑی دیر تک

کچھ باریک باریک آواز کرتا رہا شاید غلام آزاد رسولِ ربّ العباد کی زیارت سے مشرّف ہوکر اپنی خوش نصیبی پر ناز کرتا رہا۔ اور اونکے دستِ مبارک سے اپنی دُم چھُواکر شانِ اطاعت دکھاکر رخصت ہوگیا۔ سُبحَانَ اللہ کیا غلامانِ رسولِ انس وجان کا مرتبہ ہے کیسی شوکت ودبدبہ ہے۔ کسی عاشق رسولؐ نے کیا خوب کہا ہے

قصیدہ

کوئی کیونکر کہے بے سہارا ہون مین
تم ہو میرے نبیؐ جی تمھارا ہون مین

یا محمدؐ غلام اک تمھارا ہون مین
فخرِ اسکندر و رشکِ دارا ہون مین

جو ہے مشہور عالم مین ماہِ عرب
بس اوسی چاند کا اِک ستارا ہون مین

دور ہون آپکے آستان سے پڑا
غم یہی ہے اسی غم کا مارا ہون مین

گردشِ آسمان کا خطر کچھ نہین
چشمِ محبوبِ یزدان کا مارا ہون مین

جان نثار و نہین ہون اونکے مثلِ بلالؓ
چشمِ حورانِ جنت کا تارا ہون مین

اے تجمّل یہ کہتے ہین خیرالوریٰ
دلمین ہر دم ترِی جلوہ آرا ہون مین

قصیدہ

کیا غلامون پر ہے اپنے چشمِ رحمت آپکی
کیا عنایت آپکی ہے کیا حمایت آپ کی

بھول جاتا یا نبیؐ سارا وہ اپنا کرّوفر
دیکھ لیتا گر سکندر شان و شوکت آپ کی

نقد جان و دل سے ہم قربان ہین اوس آنکھ پر
یا نبیؐ جس آنکھ نے دیکھی ہے صورت آپ کی

آپ کا فرمان فرمانِ خدائے ذوالجلال
آپ سچے مصطفےٰ سچّی رسالت آپ کی

نزع کے وقت اور زیرِ قبر اور روزِ نشور
کام ہر موقع پہ آئیگی حمایت آپ کی

موت کا طالب ہو نہین یہ زندگی بیکار ہے
گر نہین ہو سکتی جیتے جی زیارت آپ کی

شکر ہے مایل نہ دل خوبانِ عالم پر ہوا
کی عطا حق نے مرے دلکو محبت آپ کی

میرے دلمین بس یہی حسرت یہی ارمان ہے
میری آنکھون کو دکھادی کوئی صورت آپ کی

اے تجمّل اس سے بڑھکر چاہئے انعام کیا
جنّتی ہین آپ ہے جاگیر جنّت آپ کی

روایت کرامت غوث الاعظم رض

آئین لگاکے کان سنین طالبانِ غوث رض
کیا شان غوث کی ہے زہے عزّو شانِ غوث رض

ہے عاشقانِ غوث مین لازم بیان غوث رض
کیون جان و دل فدا نکرین عاشقانِ غوث رض

واقف شرف سے اونکے ہر اک خاص و عام ہے
کیا شہرۂ کرامتِ غوث الانام ہے

اے عاشقان قطب الہدیٰ و اے طالبانِ غوث الوریٰ سنو اور ایمان کو تازہ کرو کتاب لاجواب خزانۃ الکمال ہدایۃ الاحوال مین یہ روایت باسعادت تحریر ہے جو چشمِ اہلِ عقیدت کے لئے فی الحقیقت سُرمۂ تنویر ہے یعنے ایک روز حق آگاہ محمد عبداللہ کی بی بی نے حضرت قطب عالم غوث الاعظم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر نہایت ادب سے عرض کیا کہ یا غوث الوریٰ عاجزون کے والی اور بیکسون کے مولیٰ خالقِ اکرم خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اسقدر مال و زر لعل و گہر عنایت و مرحمت کیا ہے کہ کوئی خواہش باقی نہین کسی بات کی کمی نہین مگر خانۂ اُمید بے چراغ ہے جسکے غم و الم سے دل داغ داغ ہے اسی حسرت و قلق مین دن رات رہا کرتی ہون اور کفِ افسوس مَلا کرتی ہون

قصیدہ

رہتی ہون مین رات دن ناشاد یا غوث الوریٰ
زندگی دو بھر ہے بے اولاد یا غوث الوریٰ

کیجئے چشمِ عنایت لیجئے میری خبر
چاہتی ہون آپ سے اِمداد یا غوث الوریٰ

گھر اندھیرا ہے مرا ہو جائے روشن نور سے
ہو اگر جلوہ نما اولاد یا غوث الوریٰ

کچھ نہین حاصل ہے مجکو ثمرۂ نخلِ مراد
ہو رہی ہے زندگی برباد یا غوث الوریٰ

پاؤن مین اولاد کا مژدہ تو دل ہو باغ باغ
جاؤن مین ناشاد ہوکر شاد یا غوث الوریٰ

آپ کی چشمِ عطا سے بات یہ کیا دور ہے
گر عنایت ہو مجھے اولاد یا غوث الوریٰ

اِک نگاہ لطف ہو بہرِ علیؓ مرتضیٰ
ہے تحمّل اندنون ناشاد یا غوث الوریٰ

جب جناب غوث پاک نور دیدۂ سیّد لولاک نے اوسکی گریۂ وزاری اور حالتِ بیقراری ملاحظہ فرمائی آپ کی رحمت جوش مین آئی۔ اوسی دم درگاہِ باری مین مصروفِ التجا ہوئے دست بدعا ہوئے کہ اے مالکِ ارض وسما خالقِ ہر دوسرا اپنے فضل وعطا سے اس غمزدہ سایلہ کے دامنِ آرزو کو گوہرِ مراد سے بھر دے۔ اور ایک فرزند ارجمند عنایت کر دے جب غوثِ پاک کی زبانِ فیض ترجمان پر یہ التجا آئی ہاتفِ غیب سے یون ندا آئی

اشعار

میرے محبوب سرورِ جیلان
افسرِ جملہ اولیائے جہان

مصلحت پر نہین ہماری نظر
تو کہان ہے ترا خیال کدھر

میرے محبوب مان لے کہنا
تو دعا کے لیئے نہ ہاتھ اوٹھا

ایسے اصرار سے ہے کیا حاصل
دیکھ یہ تیری ضد ہے لاحاصل

نامناسب ہے ایسی ہٹ کرنا
اسکی تقدیر مین نہین لڑکا

سایلہ سے تو کہہ نہ مضطر ہو
جو نہ قسمت مین ہو وہ کیونکر ہو

ایک بندہ اور ایک بندہ نواز
ہین تجمل عجیب راز ونیاز

جناب کرامت مآب یہ جواب صاف مزاج کے خلاف سُنکر پھر مصروفِ التجا ہوئے مکرّر دست بدعا ہوئے کہا کہ اے مالکِ بحر وبر خدائے جنّ وبشر بطفیل سید البشر شفیع روزِ محشر اسکے حالِ زار پر میری خاطر سے رحم کر تاکہ یہ ناشاد طالبِ اولاد گوہرِ مراد پاوے اور میرے در سے بہرہ ور ہوکر اپنے گھر جاوے۔ مُلہمِ غیب نے پھر وہی جوابِ صاف سُنایا آپ کو سخت تعجب آیا کہ اس مایلِ عجز ونیاز خوکردۂ ناز کی دعا ابتک مستجاب نہوئی تسلّیِ دلِ بیتاب نہوئی۔ غوثِ نامور بیقرار ہوکر عمامۂ مبارک اوتار کر برہنہ سر خلّاقِ اکبر کی جنابِ اطہر مین اظہار مدعا کرنے لگے اسطرح دعا کرنے لگے

قصیدہ

سبب یہ کیا الٰہ العالمین ہے
دعا مقبول کیون ہوتی نہین ہے

الٰہی ہون ترا خو کردۂ ناز
پہ ملا کرتا ہے جو کچھ مانگتا ہون
ہوا اب تک نہ پورا مدّعا کیون
مری خاطر سے دی اسکو پسر اک
سوال عبد قادر رد نہ ہوگا
تجمل ہے جو نور چشم حیدر

ترا انداز رحمت دلنشین ہے
مرے حامی نبیؐ ہین تو معین ہے
نہایت اس قلق سے دل حزین ہے
یہ مانا اسکی قسمت مین نہین ہے
عنایت سے تری مجکو یقین ہے
اوسکی شکل میرے دلنشین ہے

اِدھر قطب نامدار غوث الابرار اپنے پروردگار خالق لیل و نہار سے بصد اصرار مدعائے دلی کے خواستگار ہو رہے تھے زار زار مثل ابر نوبہار ہو رہے تھے کہ اودھر شان رحمت ایزدی پیش نظر ہوئی کہ یکایک روح مطہر حضرت خیر البشر کی جلوہ گر ہوئی اور فرمایا کہ اے نور نظر لخت جگر وہ کبریا ہے اوسکی ذات بے پرواہے جسے جو چاہتا ہے دیتا ہے۔ کوئی اوسے مجبور نہین کرسکتا ہے۔ اس قدر ہٹ اور ضد زیبا نہین۔ بات بات پر اڑ جانا اچھا نہین۔ ادب کر ادب کر۔ اور خوش ہوکر عمامہ اپنے سر پر دھر۔ درگاہ خالق کائنات مجیب الدعوات مین تیری دعا مستجاب ہوئی اور وہ سایلہ مغمومہ اپنے مقصد مین کامیاب ہوئی۔ آپ نے جب یہ نوید دلکشا و مژدۂ جانفزا سُنا شادکام ہوکر اور قدمبوس خیر الانام ہوکر اوس طالب مراد سے کہا

قصیدہ

شاد ہو اب اپنے دلمین شاد تو
فضل حق سے آرزو بر آئیگی
چمکی قسمت آئے تیرے دن بھلے
شادمان ہم اس خبر کو سُنکے ہون
ملگئی لطف پیمبرؐ سے مُراد

قید غم سے ہوگئی آزاد تو
جلد ہوگی صاحب اولاد تو
زندگانی بھر رہیگی شاد تو
اور دیکھے جلوۂ اولاد تو
داد حق سے پاگئی امداد تو

لے ہوئی پوری تمنائے دلی
ہین تحمل تیرے حامی غوث پاکؓ
جاہین بھی کیا کریگی یاد تو
پھر رہیگا کسطرح ناشاد تو

وہ زن خوش مقدر یہ خبر فرحت اثر سنکر اور آپ سے رخصت ہوکر اپنے گھر کو گئی اور اوسی رات کو اپنے شوہر سے ہمبستر ہوکر خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے حاملہ ہوئی۔ اور بعد گذرنے ایام حمل کے یہ شان ایزدی ہویدا ہوئی کہ اوسکے شکم سے ایک چاندسی بیٹی پیدا ہوئی۔ وہ فرزند کی تمنائی ایک روز اوس دختر نیک اختر کو لیکر حضور کی خدمت مین آئی اور نہایت حسرت سے کہنے لگی کہ اے قطب انس و جان غوث زمان مجکو تو اُمید قوی تھی اور آرزو بھی یہی تھی کہ لڑکا تولد ہوگا مگر افسوس کہ یہ لڑکی پیدا ہوئی آپنے فرمایا کہ کیون چشم پُرآب ہورہی ہے اسقدر بیتاب ہورہی ہے ذرا بغور نظر کر تیرا خیال کدھر ہے۔ یہ دختر نیک اختر نہین بلکہ پسر رشک قمر ہے۔ اُس پسر خوش سیر کا نام ہمنے شہابؒ الدین رکھا اور شیخ الشیوخ کا مرتبہ عنایت کیا۔ بفضل خدا یہ فرزند ارجمند بڑا طویل العمر ہوگا۔ اسکی ادائین دلنواز ہون گی۔ مُوئے ابرو دراز اور چھاتیان بہت گداز ہونگی۔ اوس بی بی نے جو یہ خوشخبری سُنی اپنی خوش نصیبی پر بہت نازان ہوئی نہایت شادان و فرحان ہوئی۔ آپکے اعجاز سراپا ناز کا تماشا دیکھکر بے تحاشا آپکے قدمونپر گر پڑی اور اس طرح کہنے لگی ؎

قصیدہ

کیا شان مرے پیر کی ہے آکے تو دیکھو
کیا پاتے ہو تم ہاتھ کو پھیلا کے تو دیکھو
کیا غوثؓ مکرم کی محبت مین مزہ ہے
صاحبدلو دل کو ذرا تڑپا کے تو دیکھو
بچ جاتے ہو آفات جہان سے کہ نہین تم
کیا سوچتے ہو زیر نشان آکے تو دیکھو
بھر دینگے وہ دامن کو نہ محروم پھروگے
تم لب پہ کبھی حرف طلب لاکے تو دیکھو
یا غوثؓ ہے کیا حال جُدائی مین تمھاری
بیمار کا حال اپنے ذرا آکے تو دیکھو

ہوتا ہون مین کسطرح فدائے رخ زیبا
وہ چاند سی صورت مجھے دکھلا کے تو دیکھو
یا قطب زمان ہوتا ہے کیا حال تحمل
دربار مین اپنے کبھی بلوا کے تو دیکھو

کرامت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

اے اہل بزم مدحت غوث الورا سنو
افسانۂ کرامت غوث الورا سنو
احوال زور و قوت غوث الورا سنو
ہان ہمسے ذکر حضرت غوث الورا سنو

حق نے جناب غوث کو کیا مرتبا دیا
ڈنکا کرامتون کا جہان مین بجا دیا

اے دیندار و غوث الورا کے جان نثار و کتاب لاجواب اقتباس الانوار مین لکھا ہے عجیب و غریب ماجرا ہے کہ جب غوث الورا معشوق خدا نے دنیا سے پردہ کیا ایک ولی باخدا نے خواب مین جمال باکمال دیکھا تو اس طرح دریافت کیا

اے جناب غوث اعظم نامور
مرتضیٰؓ کے لخت دل نور نظر
دستگیر بیکسان پیران پیر
آئے جبدم قبر مین منکر نکیر
کہیے کیا گذرا لحد مین ماجرا
کیا جواب اونکے سوالون کا دیا
کیونکر اونکی بحث سے فرصت ملی
کیجیے ارشاد وجہ مخلصی
مسکرا کر غوث الاعظم نے کہا
مجھ سے کر دریافت اے مرد خدا
جان فرشتون نے بچائی کس طرح
خود ہوئی اونکی رہائی کس طرح

ای تجمل ہے وہ رعب قطب دین
کانپتے ہین ساکن عرش برین

پھر فرمایا سن اے اہل صفا جس وقت وہ دونون میرے پاس آئے اور دریافت کرنے لگے مَنْ رَّبُّکَ یعنے کون ہے رب تیرا مین نے کہا اے فرشتو یہ سوال کیسا طریقہ اسلام کا یہ ہے کہ پہلے سلام و مصافحہ کیا کرتے ہین بعد اسکے کلام ہوا کرتے ہین بغیر

سلام و مصافحہ کے خلاف رسم آتے ہی سوال کرنے شروع کر دئے۔ یہ سنکر وہ بہت نادم ہوئے۔ اونھون نے سلام علیک کر کے مصافحہ کے لئے دونون ہاتھ بڑھائے تو مین نے دونون کے ہاتھ مضبوط پکڑ لئے اور کہا کہ پہلے تم سے میرا ایک سوال ہے۔ جب اوسکا جواب دوگے تو اس فقیر سے بھی اپنے سوال کا جواب باصواب پاؤگے۔ اونھون نے کہا فرمائیے آپ کا کیا سوال ہے جسکے لئے یہ قیل و قال ہے۔ مین نے کہا جب خداوند تعالیٰ نے چاہا کہ آدم کو پیدا کر کے زمین پر بھیجے خلیفہ بنائے۔ چنانچہ خود فرماتا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً یعنے پیدا کرتا ہون مین خلیفہ اپنا۔ یہ کلام

رب الانام سُنکر تم فرشتے بے سوچے سمجھے بول اوٹھے

پیدا تو اوسکو کرتا ہے اے رب ذوالجلال	جس سے فساد ہونگے زمین پر بیا کمال
خونریزیان کرین گے ہمیشہ نئی نئی	جاری رہیگی جنگ و جدل ہونگے پائمال
تسبیح کو تری نہین کم ہین ملایکہ	آیا ہے تجکو خلقت آدم کا کیون خیال
ہر وقت حمد پاک تری کر رہے ہین ہم	اور جانتے ہین تجکو خداوند ذوالجلال

کیا جانین اوسکے راز تجسس ملایکہ
قادر ہے اور قدیر ہے بیچون و بیمثال

پس تمھارے اس قول پر کئی اعتراض لازم آتے ہین ایک تو یہ کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے سے مشورت طلب ٹھہرایا۔ حالانکہ وہ بے نیاز مُنزّہ ہے کسی سے صلاح و مشورہ نہین چاہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ تم نے تمام بنی آدم کی طرف نسبت فساد اور خونریزی کی بے سبب کی اور یہ نہ سمجھے کہ ان مین کتنے ایسے بندۂ خدا اہل صفا ہون گے کہ تم فرشتون سے بھی مرتبہ مین افضل و اعلیٰ ہون گے۔ تیسرے تم ایک بڑی گستاخی کر بیٹھے کہ اپنے علم کو اوس عالم الغیب کے علم سے زیادہ سمجھے۔ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کا تازیانہ لگایا۔ تب تم ٹھیک ہوئے۔ یعنے اوسنے

فرمایا کہ تحقیق کہ مین جانتا ہون وہ باتین جوتم نہین جانتے ہو۔ اے فرشتو اچھی طرح غور کر کے پہلے میرے اعتراض کا جواب دو۔ تب مین تمھارے سوال کا جواب دون گا اور جب تک تم میری باتون کا جواب شافی ندوگے تب تک مین تمھین نچھوڑون گا۔ راوی کہتا ہے کہ قطب عالم غوث الاعظم پیران پیر رضی اللہ عنہ کے یہ اعتراض سُنکر منکر نکیر کے چھکے چھُوٹ گئے۔ حیرت سے آپس مین ایک دوسرے کا مُنھ تکنے لگے ہرچند غور و تامّل کیا مگر کچھ جواب نہ بن پڑا تب چاہا کہ بقوتِ لطافتِ ملکوتی اپنے ہاتھون کو چھوڑا کر غائب ہو جائین تاکہ حضرت کے اعتراضون کی جوابدہی سے نجات پاوین۔ مگر اوس دلاورِ میدانِ جبروت اور شیرِ نَیستان لاہوت کے سامنے اونکی قوت ملکوتی کیا کام آتی تھی۔ بغیر جوابدہی کے رہائی دشوار نظر آتی تھی۔ آخر مجبور ہوئے۔ اور اس طرح عرض کرنے لگے

یا محی الدین جیلانی شہ عالی وقار
کچھ ہمین دونون نے یا حضرت نہین تقصیر کی
کیون ہمین سے آپکو ہین طلب اسکا جواب
گر رہا کر دیجیے یا قطب دین توجائین ہم

بادشاہ و تاجدار اولیائے نامدار
ہین فرشتے جتنے تھے اس قول مین شامل سبھی
سخت شرمندہ ہین ہم اور سوچ رہے ہین لاجواب
سب فرشتونسے جواب اسکا جو کچھ ہو لائین ہم

اہل دین کرتے ہین اوپر نقد جان و دل فدا
اے تجمل ہے وہ شانِ حضرت غوث الورا

آپنے فرمایا اگر تم نہ آؤ تو مین کیا کرون مگر خیر تم مین سے ایک کو چھوڑ دیتا ہون وہ جاوے اور جواب میرے سوالون کا فرشتون سے پوچھ آوے اور دوسرا یہان جواب کے آنے تک حاضر رہے۔ چنانچہ ایک کو آپنے چھوڑ دیا۔ وہ گیا اور سب فرشتون سے یہ حال بیان کیا مگر سب فرشتون کے ہوش اوڑ گئے۔ حضرت غوث پاک کے سوالون کے جواب نہ دیسکے اوسوقت حضرت باری تعالیٰ کی طرف سے فرشتون کو یہ حکم پہونچا کہ تمنے جو آدمؑ پر اعتراض کیا وہ آدمؑ کے تمام فرزندون پر عاید ہوا پس تمکو لازم ہے کہ میرے مطلوب

محبوب کی خدمت مین جاؤ اور اپنی خطا معاف کراؤ۔ جب تک وہ معاف نکریگا دل صاف نکرے گا تمھاری یہی حالت رہیگی رہائی نہ ملیگی۔ آلغرض سب فرشتے نہایت ادب سے غوث صمدانی محبوب سبحانی کی جناب مین حاضر ہوئے اور اپنی تقصیر کی عذر خواہی کرنے لگے۔ اور حضرت صمدیت سے بھی اشارہ ہوا۔ اوسوقت غوث الورانے عرض کیا خداوندا اگر تو اپنے رحم وکرم سے سب مریدونکو بخشدے اور اونکو نکیرین کے سوال سے بھی بری فرمائے تو مَین بھی ان فرشتون کا قصور معاف کردینے کو تیار رہون۔ بہرحال تیری رضامندی کا خواستگار ہون فرمانِ خداوندی پہونچا کہ اے میرے محبوب خوش سیر غوث نامور مین نے تیری دُعا مقبول کی تو فرشتون کو معاف کر۔ جناب غوثیت مآب نے یہ خوشخبری سُنکر سجدۂ شکر ایزدی اداکیا اور فرشتونکو چھوڑدیا۔ وہ جورہا ہوئے عالم ملکوت کو چلے گئے۔ اسی مقام پر کسی عاشق قطب بحروبر نے کہا ہے کیا خوب قصیدہ لکھا ہے

حامیِ اہل دین محی الدین رض
ہو تمھین ہو تمھین محی الدین رض

آپ کا آستانِ اقدس ہو
اور میری جبین محی الدین رض

حشر تک ہوگی ساری دنیا مین
آپکی گیارھوین محی الدین رض

پھرتی رہتی ہے آنکھ مین صورت
ہین مرے دل نشین محی الدین رض

غوث الاعظم خطاب ہے کس کا
کون ہے قطب دین محی الدین رض

ساری اقلیم ہے ولایت کی
تیرے زیرِ نگین محی الدین رض

بیکسون کی مدد پہ تیرے سوا
اور کوئی نہین محی الدین رض

اپنے مشتاقِ دید کو یارب
منھ دکھادین کہین محی الدین رض

تیری عظمت کی مچ رہی ہے دھوم
تا بہ عرشِ برین محی الدین رض

جس جگہہ دیکھو چشم روشن سے
جلوہ گر ہین وہین محی الدین رض

مرتضیٰ کے لیئے تجمّل کو
کردے اہلِ یقین محی الدین رض

مناقب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح

اے خواجہ والو خواجہ کی مدح وثنا سُنو
ہان دل لگاکے وصفِ معین الورا سُنو
کیسا خدا نے اونکو دیا مرتبا سُنو
کسطرح جلوہ گر مہ سنجر ہوا سُنو

کیسے ریاضِ چشت کے نادرہ پھول ہین
ہندالولی ہین اور عطائے رسوؐل ہین

اے اہلِ ایمان عقیدت نشان قطب دوران غوث زمان جگر گوشۂ مرتضیٰ معین الورا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری سرتاجِ چشتیان شہنشاہِ ہندوستان کی ولادت باسعادت چودھوین تاریخ ماہ رجب المرجب ۵۳۷؁ ہجری پیر کے دن صبحِ صادق کے وقت بمقام سنجرستان ہوئی ہے۔ اور آجتک اوس ماہِ برجِ خاندانِ چشت اہلِ بہشت کی ہر طرف جلوہ گری ہے جس دم آپ اپنی والدۂ ماجدہ کے شکم اطہر سے جلوہ افروز ہوئے چارون طرف انوارِ ولایت نظر آنے لگے۔ اہلِ خاندان سعادت نشان کو دین و دنیا کی دولت سے تونگر کردیا۔ دامنِ آرزو کو گوہرِ مراد سے بھر دیا۔ کفر دبے پاؤن فرار ہوا۔ دین اسلام کا آفتاب آشکار ہوا۔ چارون طرف توحید ایزدی کا غُل ہوگیا۔ اور بُت پرستی کا چراغ گُل ہوگیا۔ کسی جان نثار ہندالولی عطائے رسوؐل عاشقِ خدا و فدائے رسوؐل نے اسطرح اظہار شادکامی کیا ہے۔ کیا خوب دلچسپ و مرغوب قصیدہ لکھا ہے

قصیدہ

شہنشاہ ہندوستان ہے تو توُ ہے
اگر خواجۂ خواجگان ہے تو توُ ہے
طبیبِ دلِ عاشقان ہے تو توُ ہے
حبیبِ خدائے جہان ہے تو توُ ہے
ہے پھیلی ہوئی روشنی جسکی ہرسو
وہ ماہِ کرامت نشان ہے تو توُ ہے
نہین ہے نہین ہا کوئی تجھسا سُلطان
جو تاجِ سرِ چشتیان ہے تو توُ ہے
بڑھی گلشنِ چشت کی جس سے رونق
وہ ہمیشہ سروِ روان ہے تو توُ ہے

کہان جاؤنین چھوڑکر تیرے درکو	جہانمین معین جہان ہے تو تو ہے
بڑی مہر ہے جسپہ ہندالولی کی	تجمل وہ عالی نشان ہے تو تو ہے

روایت ہے کہ حضرت خواجہ معین الدینؒ کے قبلہ گاہ عالیجاہ حضرت غیاث الدین اہل یقین ملک اصفہان اور ملک خراسان جنت نشان مین اکثر رہا کرتے تھے۔ وہین نشو ونما رکھتے تھے۔ جب خواجہ صاحب کی عمر شریف گیارہ برس کی ہوئی تب آپکے قبلہ گاہ حق آگاہ نے شہر عراق مین سکونت پذیر ہونے کی ٹھہرائی۔ وہان جاتے ہی واصل حق ہوئے۔ اور اوسی شہر مین دفن کئے گئے۔ جس وقت یہ خبر وحشت اثر خواجہ نامور نے سُنی ساری دنیا نگاہون مین تاریک ہوگئی۔ فوراً مکان سے عراق کی طرف چلے اور عراق مین پہونچکر اپنے والد ماجد کے مزار پُرانوار پر فرط قلق وحسرت سے غش کھاکے گر پڑے اور اپنی زبان فیض ترجمان سے اسطرح اظہار رنج وملال کرنے لگے **قصیدہ**

چھوڑ کر مجکو رنج وحسرت مین	پہونچے والد ریاض جنت مین
ہوش مین کسطرح معین رہے	جوش غم ہے بھرا طبیعت مین
مین ہون فرقت مین چشم تر افسوس	اور وہ مین خدا کی قربت مین
زہر غم سے ہین ٹکڑے ٹکڑے جگر	شور ماتم ہے ساری خلقت مین
فضل مولی سے ہین غیاث الدینؒ	اے تجمل دیار رحمت مین

جبکہ وہ قبلۂ دین وکعبۂ اہل یقین حضرت غیاث الدین اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی سفر کرگئے۔ داغ یتیمی اور بیکسی کا اپنے دونون فرزندون کے دل پر دھر گئے۔ ایک تو اونمین سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی تھے۔ اور دوسرے آپکے اور حقیقی بھائی تھے۔ اور ایک آپکی والدۂ ماجدہ تھین۔ آپکا نام ماہ نور تھا۔ نہایت پارسا وعابدہ تھین۔ آخر چند روز کے بعد دونون بھائیون نے اپنے باپ کے مال واسباب کو آپس مین تقسیم کرلیا۔ ایک باغ دلکشا باپ کے ورثہ مین سے حضرت خواجہ بزرگ کے حصے

مین بھی آیا۔ آپ اوسی باغ کے محصول سے اپنی گذران کیا کرتے۔ اور اکثر اوقات وہین رہا کرتے۔ ایک دن آپ درختون کو پانی دے رہے تھے کہ وَلیِ نامی حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ اوس باغ مین مانند نسیم بہار تشریف لائے۔ جناب خواجہ صاحبؒ جو اونکو دیکھا نہایت ادب سے دست بوس ہو کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے لا بٹھایا اور خوشۂ انگور خوشنما پکا ہوا توڑکر حضرت کے آگے لا رکھا۔ اور خود اونکی خدمت بابرکت مین باادب سر جھکا کر دوزانو ہو بیٹھے جبکہ وہ وَلیِ کامل مجموعۂ فضایل وہ انگور کھا چکے راحت پا چکے تو اپنی پگڑی سے ایک ٹکڑا اتلون کی کھل کا نکالکر اور اوسکو اپنے منھ سے چبا کر دست مبارک سے خواجہ صاحب کے منھ مین ڈال دیا۔ اور تمام غل وغش اونکے دل فیض منزل سے نکال دیا۔ جسوقت وہ کھل کا ٹکڑا معین الورا سرتاج اہل صفا حضرت خواجہ معین الدینؒ حبیب رب العالمین کی حلق سے اوترا۔ اوسیوقت قلب نور خدا سے معمور ہو گیا۔ اور ساری آلایش قلبی دور ہو گئی۔ دل نہایت مسرور ہو گیا۔ محبت الٰہی سے بیقرار ہو گئے۔ ساغر بادۂ معرفت سے سرشار ہو گئے۔ مدہوش رہنے لگے اور اسطرح کہنے لگے

قصیدہ

عجب مجکو اس کھل مین لذت ملی — دو عالم کی نایاب نعمت ملی
عطا سے تری ہادیِ حق نما — مجھے آج راہِ حقیقت ملی
تمھاری جو چشم عنایت ہوئی — شرافت فضیلت کرامت ملی
طلبگار تھا جسکا مدت سے دل — مقدر سے گھر بیٹھے دولت ملی
نظر مین سمائے کوئی اور کیا — مجھے دید حق کی بشارت ملی
ترے ایک ٹکڑے مین اے مرد حق — نہین بھولتی ایسی لذت ملی
سکونت ہوئی اوسکی اجمیر مین — تجمل کو دنیا مین جنت ملی

راوی لکھتا ہے کہ اس واقعہ کے تین دن گذرنے پر خواجۂ نامور ماہِ سنجر حبیب خدائے

اکبر نے وہ باغ اور تمام ملک فروخت کرکے قیمت اوسکی جو کچھ حاصل ہوئی لیکر فی سبیل اللہ دیکر والدۂ ماجدہ سے سفر کی اجازت طلب فرمائی اونکی طبیعت بھر آئی۔ اونکے علاوہ سارے خویش واقربا بیتاب ہوئے چشم پُرآب ہوئے۔ آخر خواجۂ خواجگان حبیب الرحمان نے اجازت حاصل کرکے کڑا دل کرکے اون سکو بیقرار واشکبار چھوڑکر ہر اک سے مُنھ موڑکر طلبِ مولیٰ مین روانہ ہوئے۔ آپنے خدائے برحق سے آشنا اور سب سے بیگانہ ہوئے اور وہان سے سیر وسفر کرتے اور قدرتِ خدا کا تماشا دیکھتے ہوئے بعد چند روز شہر دلفروز سمرقند مین داخل ہوئے۔ پھر وہان سے بخارا مین پہونچے۔ قرآن مجید باہفت قرات حفظ کیا۔ نعمتِ تجوید و خوش الحانی مین حصہ لیا۔ تھوڑے دنون مین جمیع علومِ ظاہری سے فراغت پائی۔ پھر شہر عراق شہرۂ آفاق کی روانگی کی ٹھیرائی۔ چند روز وہان قیام فرماکر مقام ہارون کا ارادہ کیا۔ شوقِ حصولِ دامنِ پیر نے جوش حد سے زیادہ کیا۔ غرض بصد اشتیاق بادلِ مشتاق حضرت شیخ المشایخ ولیِ نامی خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سراپا کرامت مین پہونچے اور اسطرح عرض کرنے لگے ؎

قصیدہ

نہ دولت نہ لعل و گہر چاہتا ہون
عنایت کی صرف اک نظر چاہتا ہون

پلادو پیالہ مئے معرفت کا
بنادو مجھے بے خبر چاہتا ہون

بتاکر مجھے راہ۔ حق سے ملادو
یہ تم سے مرے راہبر چاہتا ہون

خدا اپنے قدمونسے مولا نہ کیجے
یہی فخر شام وسحر چاہتا ہون

نگاہِ عنایت ہوائے قطبِ دوران
مین داروئے دردِ جگر چاہتا ہون

چھوڑاکر سبھون سے خدا سے ملادو
یہی چاہتا ہون اگر چاہتا ہون

محمد بشیر اے تجمل دکھادین
مجھے شانِ حق اک نظر چاہتا ہون

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اوسوقت مرشدی ومولائی حضرت خواجہ

عثمان ہارونی نے میرا ہاتھ پکڑا اور ارشاد کیا کہ اے معین الدین اوٹھ اور جدید وضو کر کے صدق دل سے دو رکعت نفل پڑھ۔ پس دو رکعت نفل بصدق دل پڑھکر مین قبلہ رو بیٹھا اور سورہ بقر پڑھی۔ پھر فرمایا کہ اکیس بار درود شریف پڑھ اور اکیس بار سبحان اللہ کہہ۔ مین حکم بجا لایا۔ اسکے بعد پیر و مرشد کھڑے ہوئے اور آسمان کی طرف مُنھ کر کے میرا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگے کہ معین الدین آ۔ تجکو مرد کامل کرون خدا سے واصل کرون۔ یہہ کہتے ہی دست مبارک مین مقراض لیکر قطب بحر و بر نے میرے سر پر چلائی۔ اور کلاہ چہار ترکی میرے سر پر رکھی اور کنبل خاص عطا فرمایا۔ اسکے بعد عرصہ بیس سال تک اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ سیر و سفر کرتا رہا۔ گلہائے مراد سے دامن آرزو بھرتا رہا۔ پھر حضرت شیخ المشایخ سے رخصت ہو کر بغداد شریف ہوتا ہوا قصبہ سنجار مین آیا۔ وہان حضرت شیخ نجم الدین کی خدمت عالی درجت مین ڈھائی مہینے رہا۔ وہان سے حضرت غریب نواز جیلان مین پہونچے وہان تاج الاولیا فخر الاتقیا قندیل نورانی حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ سے ملاقات میسر آئی دل مشتاق نے راحت پائی۔ اسی مقام پر کسی نے کیا خوب کہا ہے

قصیدہ

مرے آقا و سرور ہین محی الدین معین الدین
مہ و مہر منور ہین محی الدین معین الدین

مری چشم تمنا مین مرے قلب بصفا مین
ہمیشہ جلوہ گستر ہین محی الدین معین الدین

بہار رونپر اونھین کے دم سے گلزار ولایت ہے
گل گلزار حیدر ہین محی الدین معین الدین

ستائے بیکسونکو کیا ہے طاقت آسمان تیری
غریبونکی مدد پر ہین محی الدین معین الدین

نگاہ شوق کو دُہری مزے ہین دید کے حاصل
دکھاتے روئے انور ہین محی الدین معین الدین

جناب خضر سے طالب نہین مین رہنمائی کا
مرے ہادی و رہبر ہین محی الدین معین الدین

کسی کی سر پرستی کی نہین مجکو ذرا پروا
تجمل میرے سر پر ہین محی الدین معین الدین

لکھا ہے کہ جس وقت خواجہ صاحب کو حضرت شیخ المشایخ قطب نامی شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ مرحمت ہوا۔ عمر شریف آپ کی باون سال کی تھی۔ اور طریقہ آپ کا یہ تھا کہ ہر روز دو قرآن شریف ختم فرماتے۔ اور جس منزل پر قیام کی ٹھہراتے۔ اور وہان کے باشندے آپکے حال و کمال سے آگاہ ہوجاتے تو آپ اوس جگہہ نہ ٹھہرتے جلد وہان سے سفر کرتے اور کسی دوسرے مقام پر چل دیتے۔ غرضکہ اپنے کمالات ہر طرح سے چھپاتے تھے۔ عرصۂ اظہار مین نہ لاتے تھے۔ آپکے پیر نامی شیخ المشایخ شیخ عثمانؒ ہارونی۔ آپکی نسبت اپنے ارادتمندون کو جتایا کرتے تھے بذوق و شوق فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا معین الدین محبوب رب العالمین ہے۔ ماہ زمین و آفتاب چرخ برین ہے۔ اسکی مریدی ہمارے لئے باعث فخر و ناز ہے۔ یہ سلطان اقلیم اعجاز غریب نواز ہے۔ پس اے خواجہ غریب نواز کے جان نثارو آپ پر جان و مال تن من وارو ہم کتنے خوش نصیب ہین کہ ہمارے سرتاج اللہ تعالیٰ کے حبیب ہین۔ خواجہ کا کتنا اعلیٰ مرتبہ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے **قصیدہ**

خادم کی دلنوازی آقا ہے کام تیرا
بندہ لقب ہے میرا خواجہ ہے نام تیرا

ہے اہل دین کے دلمین ہر دم قیام تیرا
مردان حق ہمیشہ جپتے ہین نام تیرا

چمکا ہوا ہے چہرہ مانند مہر خواجہ
پھیلا ہوا ہے ہر سو جلوہ تمام تیرا

ہے تیری شان برتر اپنی سمجھ سے باہر
مرشد سے تیرے پوچھے کوئی مقام تیرا

ہے چشم باطنی سے حاصل مجھے حضوری
سنتا ہون گوش دل سے ہر دم کلام تیرا

ہر نیک و بد پہ یکسان ہے چشم لطف تیری
مانند بحر جاری ہے فیض عام تیرا

شاہون پہ اوسکو حاصل کیونکر نہ برتری ہو
یا خواجہ ہے تجمل ادنیٰ غلام تیرا

لکھا ہے کہ قطب العارفین سید الموحدین حبیب اللہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ جب پیر نامی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ خلافت حاصل کرکے جانب اصفہان روانہ ہوئے اثناء راہ مین ایک بتخانہ عظیم الشان نظر آیا اوسوقت آپکے

دل مین یہ خیال سمایا کہ شاید یہ مقام اون لوگون کا ہے جو آتش کو مانتے ہین اور اوسکو اپنا معبود مطلق جانتے ہین دین باطل پر جمے ہین راہ راست سے ناحق پھرے ہین چند روز یہان ٹھہرنا چاہیئے۔ اور احکام حق سے انھین خبردار کرنا چاہیئے۔ الغرض آپ یہ ارادہ کرکے ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے اور ایک خادم فخر الدین نامی سے کہا کہ تم جاؤ اور اس آتشکدہ سے آگ لاؤ۔ وہ قریب آتشکدہ کے پہونچے اور دروازہ کھلا ہوا پاکر بے کھٹکے اندر چلے گئے۔ چند اشخاص جو وہان جمع تھے انکو دیکھکر حیران ہوئے ان کی دلیری اور بیباکی سے پریشان ہوئے۔ ایکبارگی سب انکی طرف آئے اور کلمات سخت زبان پر لائے اور اس طرح کہنے لگے:۔ **قصیدہ**

کام کیا آتشکدے مین کسلیئے آیا ہے تو
کسکا ہے جاسوس اور کسکا فرستادہ ہے تو

کون ہین ہم لوگ یہ کسکی عبادت گاہ ہے
کیون چلا آیا ہے یون بیخوف کیا سمجھا ہے تو

عقل سے بے بہرہ ہے نافہم ہے نادان ہے
یہ ہوا معلوم ہمکو کوئی دیوانہ ہے تو

ہورہا ہے کسلیئے آمادہ اپنی موت پر
سوچ دلمین بے سبب کیون جانسے جاتا ہے تو

کوئی جانے یا نجانے دلمین چاہے جو کہے
جانتے ہین ہم تجمل خا کیا جس کا ہے تو

الغرض اُن آتش پرستون نے بڑا شور و غل مچایا۔ یہ تاکیدی حکم سُنایا کہ اے مسافر اگر تو اپنی جان کی خیر چاہتا ہے تو بے تامل یہان سے چلا جا ورنہ مبتلائے رنج و ملال ہوگا تیغ مکر سے حلال ہوگا۔ ایسے دام بلا مین پھنس جائیگا کہ تمام عمر رہائی نہ پائیگا۔ ایک نے کہا اسے گرفتار کرلینا جانے ندینا۔ اگر سلامت جائیگا کوئی آفت سر پر لائیگا۔ حضرت فخر الدین خادم خواجہ معین الدینؒ ہر ایک کا مُنھ تکتے تھے اور اپنے دلمین کہتے تھے کہ الٰھی یہ کیا آفت ہے۔ کس طرح کی مصیبت ہے۔ آخر ناچار بصد اضطرار واپس آئے اور جو واقعہ گذرا تھا زبان پر لائے۔ حضرت خواجہ غریب نواز اوسوقت نہر پر بیٹھے ہوئے وضو کر رہے تھے جس وقت آتش پرستون کی سرکشی کا حال سُنا آپ کو غصہ

آگیا۔ اوسیوقت بتخانے کی طرف روانہ ہوئے جس وقت آپ وہان پہونچے جتنے آتش پرست تھے سب کے حوصلے پست ہوگئے کسی کے منھ سے بات نہ نکلی گویا منھ مین زبان ہی نہ تھی۔ اوسوقت حیرت سی چھاگئی اور در و دیوار سے یہ صدا آنے لگی۔ **قصیدہ**

رعب خواجہ کا واہ کیا کہنا — کچھ نہین کوئی جانتا کہنا
جب خدا کے حبیب کو دیکھا — بھولے آتش کو وہ خدا کہنا
خاص شبیر خدا کا شیر ہے تو — تیری ہیبت کا واہ کیا کہنا
روئے زیبائے خواجہ صاحب کو — ہے بجا شانِ کبریا کہنا
دھوم ہے تیری خوش بیانی کی — اے تجمل ہے تیرا کیا کہنا

آپنے دیکھا کہ اپنے گروہ مین ایک پیرِ مغان صاحب عزت و نشان تخت پر بصد کرّو فر قیام فرما ہے اور ایک لڑکا دس سال کی عمر کا اوسکے روبرو بیٹھا ہے۔ آپ نے سمجھا کہ یہ آتش پرستون کا سردار ہے۔ اسی لیئے انمین صاحب وقار ہے۔ آپنے ارشاد کیا کہ تمھارا کیسا مذہب ہے جو آگ کو پوجتے ہو عبث دینِ باطل مین مبتلا ہو رہے ہو۔ اوسنے کہا یا حضرت سلامت ہم آگ کو اپنا معبود جانتے ہین اسلیئے اوسکو خدا مانتے ہین۔ آپ نے فرمایا یہ عقیدہ بے بنیاد ہے تمھاری عقل مین فساد ہے۔ تمکو نہین معلوم کہ آگ ذراسے پانی سے سرد ہو جاتی ہے ٹھنڈی ہو کر گزد ہو جاتی ہے۔ اچھا اگر تم اسکو اپنا معبود جانتے ہو اور اپنا خالق مانتے ہو۔ ذرا اسمین ہاتھ ڈالو اور محفوظ طور پر نکالو۔ اگر یہ تمکو کسی طرح کا ضرر نہ پہونچائے تو البتہ اسکی معبودیت ہمارے خیال مین آئے۔ پیرِ مغان ہنسا اور بولا کہ اے مردِ خدا آگ کی خاصیت تو جلانے کی ہے اسکی اصلیت یہی ہے۔ آپنے فرمایا تم بڑے نادان ہو۔ اسکی کونسی خوبی پر قربان ہو وہ سچا معبود۔ دو عالم کا مقصود ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے اور ہر جگہہ موجود ہے اوسی نے ہر چیز پیدا کی ہے۔ اور سبکو علیحدہ علیحدہ خاصیت بخشی ہے

قصیدہ

ہے خدا نے کبیر او رقادر ہے وہ	سب سے بہتر ہے وہ سب سے نادر ہے وہ
بیعد بل اوسکی ہے ذات اور بینظیر	دیکھتا ہے جہان بھر کو ناظر ہے وہ
عالمُ الغیبؐ خالق ہے کونین کا	حال دل سے خلایق کے ماہر ہے وہ
کوئی ثانی نہین ہے نہ اوسکا شریک	پاک و برتر قدیر اور قادر ہے وہ
چشمِ باطن سے دیکھین تو موجود ہے	دُور نظرون سے اپنی بظاہر ہے وہ
ہو نہین سکتی اوسکی کسی سے ثنا	ایسا بیمثل معبود نادر ہے وہ
سیدھا سادھا مجمل مسلمان ہے	کوئی بانکا سخنور نہ شاعر ہے وہ

یہ حمدِ الٰہی سناکر مرتبۂ ایزدی جتاکر خواجۂ بزرگ نے اوس لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور اللہ اکبر کہکے بے کھٹکے آگ مین قدم دھرا۔ یہ حالت دیکھکر وہ آتش پرست سرد ہو گئے۔ سب کے چہرون کے رنگ زرد ہو گئے۔ ہر ایک کو سکتا تھا ایک دوسرے کا مُنھ تکتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ آتشکدے سے باہر نکلے حضرت خواجۂ غریب نواز سے تو وہ کچھ نہ پوچھ سکے لیکن اوس لڑکے سے پیر مغان نے چپکے سے پوچھا بتا کہ تجھپر کیا معاملہ گذرا۔ تجکو آگ سے کچھ ضرر نہ پہونچا۔ کیونکر سلامت نکلا۔ اوسنے کہا عجب طرحکا گلزار تھا جسمین سیر کرتا تھا وہ تماشا دیکھا کہ جسکے بیان سے زبان قاصر ہے۔ دل ہی اوسکی کیفیت سے ماہر ہے۔ یہ آتشکدہ نہین بلکہ گلزار ابراہیم ہے۔ بیشک یہ بزرگ صاحب توقیر اور لایق تعظیم ہے۔ جسوقت اوس لڑکے سے یہ کلام سُنا ہر ایک نے اپنی نادانی پر سَر دُھنا اوسیوقت اپنے دینِ باطل سے پھرے اور سب کے سب آپکے قدمون پر گرے۔ آپ کی محبت کا دَم بھرنے لگے اور اس طرح عرض کرنے لگے۔

قصیدہ

حبیب اللہ کے تم واہ کیا کہنا تمھارا ہے	جہان مین تم بھی سچے دین بھی سچا تمھارا ہے
ہزارون تشنہ لب سیراب ہوتے رہتے ہین خواجہ	روان آفاق مین وہ فیض کا دریا تمھارا ہے

نظر آتی ہے شانِ کبریا اہل نظارہ کو
دکھایا وہ کرشمہ جس سے حیران ہین تماشائی
کوئی کافر جہان مین کیسے ایذا تمکو پہونچائے
جسے دیکھو وہی دَم بھر رہاہے عشق واُلفت کا
غلامِ خواجۂ اجمیر ایسے تم تجمّل ہو

وہ صورت ہے تمہاری وہ رُخِ زیبا تمھارا ہے
ولیِ باکرامت تم ہو کیا کہنا تمھارا ہے
مُعین الدینؒ اجمیری مُعین مولا تمھارا ہے
زمانہ سارا خواجہ چاہنے والا تمھارا ہے
مچی ہے دھوم ہر سو جابجا چرچا تمھارا ہے

الغرض حضور کرامت ظہور نے اون آتش پرستون کو خلعت ایمان سے سرفراز کیا اور اونکے گرو مُحتسِب کا نام عبداللہ رکھا اور اون سبکا سردار بنادیا۔ اوس آتشکدے کی جڑ بنیاد کھُدوا ڈالی۔ اور بجائے آتشکدہ ایک عظیم الشان خانقاہ بنوادی۔ تمام آتش پرستون کو عبداللہ کی تابعداری کا فرمان صادر فرماکر رخصت ہوکر طرف خُراسان کے تشریف لے گئے۔ وہان شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ اسی طرح سَیر فرماتے ہوئے شانِ کرامت دکھاتے ہوئے قصبہ ہارون مین اپنے پیر دستگیر ولیِ نامی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت مین پہونچے اور اِسطرح عرض کرنے لگے۔ **قصیدہ**

در پہ حاضر ہے شہِ عالی وقار
لیجئے تسلیم خادم لیجئے
آستانہ پر دیکھو آیا ہے مُعین
اشتیاقِ دید مین ہون بیقرار
ہو نہین ادنیٰ نام لیوا آپ کا
پیر برحق مرشد دوران ہو تم
کسطرح سے ملتے ہین پیر و مرید

اِک نگاہِ لطف کا اُمیدوار
اس طرف اب چشمِ رحمت کیجئے
خستہ دل خستہ جگر اندوہگین
ہو رہا ہون تیغِ غم سے دلفگار
ہے دو عالم مین سہارا آپ کا
قبلۂ دین کعبۂ ایمان ہو تم
اے تجمّل سیکھ ادب گر ہے سعید

پھر اپنے پیر و مرشد کے ساتھ حج خانۂ کعبہ کو روانہ ہوئے کعبہ مین پہونچکر حج سے فراغت پائی اوسوقت حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے ارشاد کیا کہ اے مُعین الدینؒ اب تم بحوالۂ رب العالمین

مجھ سے رُخصت اور جُدا ہو۔ یہ بات حسرت آیات خواجہ صاحب نے سُنی تو دل کی بیقراری بڑھی۔ آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے مانند طائرِ بسمل تڑپنے لگے۔ جبکہ مرشد نامدار نے آپکو بیقرار و دل افگار دیکھا تو جھٹ پٹ اوٹھکر آپ کو سینے سے لگایا اور اسقدر زورِ باطنی دکھلایا کہ آپ کو چودہ طبق روشن ہوگئے۔ پھر یون ارشاد فرمایا کہ اے مُعین الدینؒ جو کچھ دولتِ کبریٰ اور نعمت عظمیٰ میرے پاس تھی وہ تمام بحکم خدا و باجازت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمھارے حوالے کرکے آج خاندانِ چشت اہل بہشت کا راج تمکو دیچکا اور چشتیون کے گروہ کا سرتاج بنادیا۔ بس اب تم جاؤ۔ رخصت ہو۔ تم کو خدا و رسوؐل کی حفاظت مین دیا۔ خواجۂ نامور مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ کہکر بیتاب و چشم تر رخصت ہوئے۔ کعبہ سے مدینۂ منورہ کی طرف سرکے بل چلے۔ اور یون کہنے لگے

قصیدہ

تڑپتے ہی رہین ہم شوقِ دیدارِ پیمبر مین
زمانے بھرکا یارب درد بھر دے قلب مضطر مین

عطا فرما دیا دلکو ہمارے داغ اُلفت کا
نبیؐ نے کر دیا روشن چراغ اللہ کے گھر مین

پہونچ لینے تو دو ہمکو ذرا دہلیز سرور تک
دکھا دینگے جو ہے لکھا ہوا اپنے مقدر مین

جو دم نکلے تو نکلے روبروئے روضۂ اقدس
اجل آئے تو آئے کوچۂ محبوب داور مین

رہِ تسلیم مین ایسا فنا کر دے ہمین یارب
کہ شہرہ ہو ہمارا جان نثارانِ پیمبر مین

شرابِ معرفت اہلِ حقیقت جسکو کہتے ہین
چھلکتی رہتی ہے وہ اونکے متوالونکی ساغر مین

تجمل سجدۂ طاعت ہے اپنا سرنگون رہنا
مزہ ذکرِ الٰہی کا ہے فکرِ نعت سرور مین

جسوقت مدینۂ منورہ مین روضۂ مقدسہ کے روبرو پہونچے دست بستہ ادب سے کھڑے ہوگئے اور اَلسّلام علیکم یا رسول اللہ کہا۔ روضۂ منورہ کے اندر سے جواب وعلیکم السّلام یا سلطان الاولیا آیا۔ جب سلام کے جواب سے خواجۂ عالی مقام شادکام ہوئے اپنے دلِ حق آگاہ مین جناب رسوؐل اللہ کا تصور کرکے بیٹھ گئے۔ تو آدھی رات کو روضۂ منورہ کے اندر سے یون آواز آئی کہ اے مُعین الدین محبوبِ ربّ العالمین اب تمکو اللہ تعالیٰ نے

بہ فضل وعطا ملک ہندوستان کُفرستان کا شہنشاہ عالیجاہ بنایا۔ آور ہندالولی سُلطانُ المشایخ مقرر فرمایا۔ اور یہ ارشاد ربّ العباد ہے کہ پہلے یہان سے بغداد جاؤ۔ وہان قطب نامور سے اجازت لیکر ہندوستان پہونچو۔ اور شہر اجمیر گُل سیر کا قلعہ تاراگڈھ فتح کرکے وہان کے جملہ کُفار نابکار کو دعوت اسلام کی دو۔ اگر وہ اس امر کو قبول نکرین تو اونپر جہاد کرو۔ کسی طرحکا اندیشہ دل مین نہ لاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل سے مقرّر کردیا ہے کہ ملک ہندوستان کُفرستان مین تمھارے قدم کی برکت سے دین اسلام اشاعت پائیگا۔ اور کُفر کا چراغ گُل ہوجائیگا۔ تمھارے شامل حال نُصرت ویاری رہیگی۔ تمھاری بادشاہی اور دُہائی قیامت تک جاری رہیگی۔ اور یون کہا۔ اشعار

جبکہ تم ہندوستان کو جاؤگے
فضل حق سے فتح ونصرت پاؤگے
جاؤ لازم ہے حمایت دین کی
تمسے ہوگی خوب اشاعت دین کی
تم رہوگے کامیاب و شادکام
ہم مددپر ہین تمھاری صبح وشام
دیکھین کافر نورِ حق کی روشنی
ہر طرف پھیلے ضیا اسلام کی
اے تجمل خواجگانِ چشت کا
دیکھئے کیسا ہے اعلیٰ مرتبا

تب خدا کے پیارے نبیؐ سے خواجہ جی نے یہ بشارت سُنی تو حیران وپریشان ہوگئے اور دل مین کہنے لگے کہ الٰہی مُلک ہندوستان کہان ہے۔ مَین وہان کیونکر جاؤن اوس شہر کا نشان کیسے پاؤن پس اوسی دم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے آپکا ہاتھ پکڑا اور عالمِ خواب مین کھڑا کیا اور سینۂ نور گنجینہ سے لگاکر یون فرمایا کہ اے مُعین الدین چارونطرف دُنیا کے دیکھ اور آسمان وزمین کی طرف بھی نگاہ کر۔ تب آپنے آسمان بلند مکان کی طرف دیکھکر زمین کی طرف نگاہ کی۔ تب سرورِ عالم نے فرمایا کہ اے مُعین الدین کچھ تمکو فوق و تحت سے نظر آیا۔ آپنے عرض کی یا سیدی ومولائی پردۂ عظمت سے لیکر تحت الثریٰ تک جملہ ملکِ خدا مجکو ذرا ذرا نظر آگیا۔ تب فخرِ عالم نے فرمایا کہ اے مُعین الدینؒ اب تو زمین کے

حدود داربعہ کی طرف بھی نظر کر۔ جبکہ آپنے اس دنیا بیوفا چار بازار کے چارون طرف دیکھا تو تمام جہان آئینے کی طرح نظر آنے لگا مگر ایک ملک مین اندھیر انظر آیا۔ تب سرورِ کائنات نے فرمایا کہ اے معین الدینؒ دیکھا تم نے آپ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ ملک نہایت تاریک نظر آیا رسولِ مقبول نے فرمایا یہ ملکِ تاریک ہندوستان کفرستان ہے۔ اب تم خوب دیکھ لو کہ وہ اجمیر کل سیر ہے اور وہ تاراگڈھ ہے۔ پس وہین سے خواجہ صاحب نے تمام گرداگرد اجمیر کے جھاڑ پہاڑ کوٹ راستہ وغیرہ ذرہ ذرہ بخوبی تمام اپنی چشمِ حق بین سے جو دیکھنا تھا وہ دیکھ لیا۔ پھر حبیب خدا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو ایک انار بہشتی عطا فرمایا اور اوس انار کا عنایت کرنا کفار اشرار پر فتح اور نصرت کی دلیل ہے کیونکہ یہ عطیۂ رسول ربّ جلیل ہے۔ بعد اوسکے خواجہ صاحب چالیس آدمیون کے ہمراہ روضۂ رسول اللہ سے رخصت ہونے لگے۔ اور اس طرح عرض کرنے لگے

قصیدہ

لیجئے میرا سلام اے سیدِ خیر الورا
آپ سے ہوتا ہے رخصت یہ گدائے بینوا

آپ پر قربان ہے نقدِ دل و جانِ معین
یارسولِ ربِّ اکبر یا محمد مصطفٰے

آپ ہی کے حکم سے اجمیر کو جاتا ہون مین
آپ ہی کی ہے حمایت آپ ہی کا آسرا

کیا مجھے اندیشۂ ایذا رسانیِ عدو
جب مدد ہے آپ کی یا سیدِ خیر الورا

ناخدائے کشتیِ امت ہو تم جب یارسولؐ
پار دریائے الم سے کیون نہو بیڑا مرا

کھول دی چشمِ حقیقت آپنے خیر الامم
اور سینہ میرا نورِ معرفت سے بھر دیا

اے تجمل دیتے ہین مجکو دعائین اہلِ دین
خوش ہون تجھسے مصطفٰے اور تجھسے راضی ہو خدا

الغرض خواجۂ نامی ہندالولی عطائے رسول مدینۂ منورہ سے روانہ ہوکر مکۂ معظمہ مین داخل ہوئے اور بیت اللہ کا طواف کرکے شہر بغداد خوش بنیاد مین پہونچے اور وہان حضرت محبوب سبحانی سلطان الاولیا قندیلِ نورانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ سے ملے اور چند روز قیام کرکے گوہرِ فیض سے دامن بھر کے۔ رخصت ہوکے سیر سفر کرتے ہوئے

ملکِ پنجاب کے شہر لاہور مین داخل ہوئے۔ وہان حضرت مخدوم علی علوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرکے اجمیر شریف کی طرف روانہ ہوئے **قصیدہ**

مرحبا گلشنِ اجمیر مین آنے والے
رنگ اسلام کی خوبی کا جمانیوالے

دیکھتے رہتے تھے دیزات جمالِ خواجہؒ
خوش مقدر تھی بڑی اگلے زمانے والے

مجکو بھی ایک نظر صورتِ زیبا دکھلا
خلق کو جلوۂ معبود دکھانے والے

بول بالا ہوا اسلام کا آنے سے ترے
کفر کی رسم زمانے سے مٹانے والے

وہ تو ہے بیخود دستِ مئے عشقِ خواجہؒ
کہہ لین جو چاہین تجمّل کو زمانے والے

روانگی اجمیر شریف و قیام خواجہؒ عالی مقام

کتاب با خیر و برکت مِفتاحُ السّعَادَت مین لکھا ہے قابل سماعت ماجرا ہے کہ حضرت خواجۂ ہند الولی عطائے رسولؐ کے اجمیر شریف تشریف ارزانی فرمانے سے بارہ سال پیشتر راجہ پتھورا کی مان نے علمِ نجوم سے معلوم کیا تھا اور اپنے بیٹے سے کہہ دیا تھا کہ اے پتھورا ایک درویش باخدا اس صورت و شکل کا ملکِ عرب سے معہ چالیس تن یہان آئیگا اور تیرے راج کو تاراج کر ڈالیگا۔ اور اس تیرے مکانپر قیامت تک بصد عز و تمکین مکین رہیگا۔ لہذا اس اندیشہ سے راجہ پتھورا نے بارہ برس پہلے اپنی مان سے حضرت خواجہ صاحب کی تصویر با توقیر ایسی کھنچوا رکھی تھی کہ سر سے پاؤن تک تمام خط و خال مین بال بھر کا فرق نتھا۔ اور اپنے تمام ملک کے شہرون اور قصبون مین جابجا راجہ نے یہ تصویر پُرتنویر بھیجدی اور جابجا لنگرخانہ اور مُسافرخانہ جاری کرکے تمام ملک مین یہ حکم بھیجدیا تھا کہ جو کوئی آج کی تاریخ سے نو وارد تُرک مُسلمان صاحب ایمان اس صورت شکل کا چالیس تن سے آوے تو اوسے فوراً گرفتار کرکے بے وسواس میرے پاس بھیجدینا یا وہین قتل کر ڈالنا اور یہ آفت میرے سر سے ٹالنا پس وہ تمام حکام راجہ پتھورا کے حکم کی تعمیل کو تیار رہے اور ہر طرح سے ہُشیار اور خبردار رہے۔ اور اپنے اپنے دل مین سمجھے

مثنوی

جو آئے وہ درویش اہل صفا
تو دیکھین وہ کیسا ہے مردِ خدا

کہ راجہ پتھورا ہے اوس سے ڈرا
پریشان رہتا ہے صبح و مسا

کسی نے یہ راجہ کو دی ہے خبر
کہ درویش وہ آئیگا جب ادھر

ترا راج تاراج ہوجائے گا
ترا بخت بیدار سوجائے گا

کرے گا فدا اوسپہ ہر ایک جان
کرامت کی دکھلائیگا ایسی شان

چلے گا یہان سکّہ اسلام کا
رہے گا وہ تا حشر فرمانروا

تجمل ہے یہ دھوم ہر سو مچی
سوئے ہند آتے ہین ہندالولی

جب کہ خواجہ غریب نواز شہر لاہور سے سفر کرتے ہوئے کرنال یا پانی پت کے علاقہ اور شہر سمانہ مین تشریف لائے اہل شہر کو اوس ماہِ ولایت کے جلوے نظر آئے تو وہان کا حاکم ظالم آپ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور بغور دیکھنے لگا۔ شبیہ آپکی صورت سے ملائی تو بالکل ہمشکل پائی۔ تب اوس ناری نے آپکی خدمت مین عرض کی کہ یا حضرت وقت سحر آپکی دعوت طعام ہے اور یہ فدوی دل سے آپ کا غلام ہے۔ حضور پُرنور کے لئے ایک جگہہ برائے قیام تجویز کی ہے۔ اگر آپ قبول فرمائین۔ اور وہ جگہہ آپکے پسند آوے تو یہ خاکسار عقیدت شعار اپنے ہمچشمون مین عزت پاوے۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا مُراقبہ کیلئے سر جُھکالیا۔ مراقبہ کی حالت مین دیکھا کہ شہنشاہِ رسالت ارشاد فرماتے ہین جتاتے ہین کہ اے فرزند معین الدینؒ اس بے دین لعین کا کہنا قبول کرنا تمھارے حق مین بُرا ہے کیونکہ بظاہر یہ خوشامد اور اظہارِ عقیدت کر رہا ہے مگر باطن مین دل اوسکا مکر و فریب سے بھرا ہے یہ سُنکر خواجۂ نامور نے چہرۂ مبارک سے نقاب جُدا کیا اور یون کہا

قصیدہ

قبول تیری کرون نہ دعوت
مجھے یہ فرمانِ مصطفےٰ ہے

بڑا دغاباز ہے تو ظالم فریب ولمین ترے بھرا ہے

مُعین معین کے ہین سرورِ دین خدا کے محبوب رہبرِ دین
لعین کوئی کیا کرے گا غمگین مدد پہ ہر وقت کبریا ہے

نہین یہان ہم ٹھہرنے والے جسے ہو ہمت وہ آئے رُو کے
بجین گے دینِ نبیؐ کے ڈنکے وہ عہد عالم مین آرہا ہے

اشاعتِ دینِ مصطفےٰ ہو رواجِ آئین مصطفےٰ ہو
بلند تحسینِ مصطفےٰ ہو مُعین کے دل کا مدعا ہے

مُعین دین آئے ہین تجمّل زمین سے تا آسمان یہ ہے غُل
ہو نغمہ پیرا مثالِ بُلبُل ظہورِ افضالِ کبریا ہے

راویانِ شیرین بیان و محققانِ عقیدت نشان تحریر کرتے ہین کہ خواجۂ خواجگان سرتاج چشتیان شہنشاہ کرامت نشان فخر اولیائے نامی حضرت خواجہ معین الدین سنجری چشتی بتاریخ دہم ماہ محرم الحرام ۵۶۱ھ ہجری بصد جاہ و جلال بہمراہی چہل تن صاحب کمال داخل اجمیر ہوئے اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے ٹھہر گئے ابھی لمحہ نہ گذرا تھا کہ ایک کافر ناری نے آواز دی کہ او درویش تو کہان سے آیا ہے جو یہان بستر جمایا ہے کیا نہین جانتا ہے کہ یہ جگہہ سرکاری اونٹون کے بندھنے کی ہے۔ اور یہان کا حاکم رائے پتھورا ہے۔ بے تامل اوٹھ جا۔ یہان کہان آکر ٹھہرا ہے۔ آپ وہان سے اوٹھکر تالاب آناساگر کے پہاڑ پر ایک درخت سایہ دار کے نیچے جا اوترے اور یادِ خدا مین مصروف ہوئے وہان بہت سے بچے گائے کے چرتے پھرتے تھے تب آپ نے ایک گوالے کو بلاکر ارشاد کیا کہ اے گوال ادھر آ ذرا سا دودھ پلا اوسنے عرض کیا کہ اے درویش باصفا یہ تمام راجہ صاحب کی گایون کے بے بیاہے بچے ہین۔ مجکو تو کوئی انکار نہین لیکن انمین سے کوئی شیردار نہین کیونکر آپ کا حکم بجالاؤن کسطرح دودھ پلاؤن تب آپنے ایک بچھیا

کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ تو جا اور اوسکا دودھ دوہ لا تب وہ گوجر بحکم خواجۂ نامور روانہ ہوا۔ اوس بچھڑی نے اللہ کے حکم اور آپکے ارشاد کی برکت سے اسقدر دودھ دیا کہ اکتالیس آدمیون نے خوب سیر ہوکر پی لیا جس وقت اوس گوال گایون کے رکھوال نے یہ آپکی کرامت دیکھی اوسیدم کلمہ پڑھکر مسلمان صاحب ایمان ہوگیا۔ اور سطرح عرض کرنے لگا

قصیدہ

باتو نمین تری خواجہ انداز نیا دیکھا	یہ طرفہ کرشمہ ہے اعجاز نیا دیکھا
قربان نکیون جاؤن تجھپر مین دل وجان سے	یہ تیری کرامت کا آغاز نیا دیکھا
خدمتمین تری خواجہ پہونچا یا جو خالق نے	دربار نیا دیکھا اعزاز نیا دیکھا
اے پیر زمن خواجہ لب سے نہین کہہ سکتا	ایسا مری آنکھون نے اعجاز نیا دیکھا
احباب جو سن پائین کیون دنگ نہو جائین	تقریر تحمل کا انداز نیا دیکھا

لکھا ہے کہ جب خواجۂ عالیجاہ اپنے ہمراہیون کے ساتھ بالائے آناساگر رونق افروز ہوئے آپکے خادمون نے کئی وقت سے کچھ نہ کھایا تھا بھوک اور پیاس کی شدت سے بیقرار ہورہے تھے۔ بعضون نے صبر کیا دل پر جبر کیا بعضون نے جنگل مین جاکر شکار کیا اور کباب بناکر کھائے بعضے سیر کرتے ہوئے آناساگر پر جا نکلے اوس زمانے مین آناساگر پر بیشمار بتخانے بنے تھے اور اون بتکدون کا اسقدر اہتمام تھا کہ کئی من روغن ناریل اونمین جلتے تھے اور پھول وغیرہ چڑھتے تھے۔ اتفاقاً ایک خادم نے ارادہ طہارت کا کیا۔ ایک پوجاری نے مستعد بہ طہارت دیکھا تو نہایت غل مچایا اور فساد پر آمادہ ہوا خادم آپ کا مجبور وہان سے پھرا اور خواجۂ بزرگ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر سارا حال بیان کیا آپکو اوس پوجاری کی سرکشی پر نہایت غصہ آیا۔ پانی تالاب بیسلہ و آناساگر کا ایک چھاگل مین کھینچکر بند کردیا اوسیوقت تمام حوض اور کنوئین بے رونق ہوگئے۔ یہان تک کہ عورتون کی چھاتیون مین دودھ بھی نرہا خشک

ہو گیا۔ یہ حال دیکھکر پوجاریوں کے سینے شق ہو گئے چہروں کے رنگ فق ہو گئے بیتاب ہو ہو کر چاک جگر خاک بسر رائے پتھورا کے پاس پہونچے اور جو واقعات صادر ہوئے تھے گوش گذار کئے۔ جسوقت اوس بد سیر نے یہ خبر وحشت اثر سُنی اوسکے دل کو نہایت گھبراہٹ اور پریشانی ہوئی۔ اپنی مان کے قول کے موافق تاریخ سال علمِ نجوم گنی جب حساب نجوم اوس مغموم نے صحیح پایا بیتابانہ وہان سے اوٹھکر مان کے پاس آیا اور

اِس طرح کہنے لگا: اشعار

اے مِری مادر تو سُن یہ ماجرا
جسکا تو نے تھا پتا مجکو دِیا

وہ ولیِّ اللہ ہوا ہے جلوہ گر
نکلی سچّی دی تھی تو نے جو خبر

سخت حیران ہون بتا اب کیا کرون
ہو رہا ہے فرطِ وحشت سے جنون

وہ ہے شاہنشاہِ اقلیمِ جلال
راج کا میرے ہے اب رہنا محال

اے تجمل خواجۂ ہندوستان
ہین مُعین و مونسِ اہلِ جہان

یہ سنکر راجہ پتھورا کی مادر نے کہا اے بیٹا اب بظاہر تو تیرا زمانہ اخیر ہے مگر سلامتی کی ایک یہ تدبیر ہے کہ خیالِ عداوت نہ کر یہ مشقت کا بار دل پر نہ دھر۔ جہان تک ہو سکے اوس ولیِّ نامی کی خدمت اور فرمانبرداری بجالا۔ اور درخت کے نیچے سے ایک عمدہ مکان عالی شان مین اونکا بُستر جا کر اوٹھالا۔ خبردار اگر میرے کہنے کے خلاف کیا تو اپنی جان کا آپ دشمن ہوا۔ مال و ملک کے سوا معہ خویش و اقارب جان سے جائے گا طرح طرح کی ذلت اوٹھائیگا اور بہت پچتائے گا۔ مین تدبیر بتائے دیتی ہون نیک و بد جتائے دیتی ہون۔ ماننے نہ ماننے کا تجھے اختیار ہے مختار کار ہے۔ اوسنے یہ سُنکر مان کو کچھ جواب نہ دیا چپکا اوٹھکر باہر آیا اور جتنے ارکان دولت تھے سب کو بُلایا اور کہا اس فقیر کے دفع کرنے کی کیا تدبیر ہے منت و سماجت کی جاوے یا جنگ و جدل کی رائے قرار پاوے سب نے بالاتفاق کہا کہ مہاراجہ صاحب اگرچہ یہ شخص یکہ و تنہا ہے

لیکن صاحب ولایت درویش باخدا ہے مقابلے سے مُدّعانہ نکلیگا جب کام بگڑ گیا تو پھر نہ بنے گا ہان ایک کام کیجئے اسکا سرانجام جوگی جیپال سے کیجئے۔ یہ سُنکر وہ بہت خوش ہوا اور اوسیوقت ایک آدمی کو طلب کیا بعد فہمایش حالات اوس سے کہا جوگی جی سے میرا سلام کہنا اور میری طرف سے عرض کرنا کہ جلد آؤ تاخیر نہ فرماؤ اگر دیر لگاؤگے ہمکو جیتا نہ پاؤگے بجز آپ کے اس شخص کے مقابلے کی کسی مین طاقت نہین کسی کی ایسی ہمت نہین کہ اوسکو یہان سے نکال دے سر سے بلا ٹال دے۔ وہ راجہ کو پریشان دیکھکر حیران ہوا اور جلد بحال خستۂ و تباہ لبونپر نالۂ و آہ اس تیز قدمی سے چلا کہ بادِ صَرصَر بھی گرد کو نہ پہونچی۔ پہر بھر مین جوگی جیپال کے باغ مین وارد ہوا۔ گُل سا چاک گریبان۔ غنچہ کی طرح خموش شبنم نمط اشک چہرہ پر روان۔ جوگی جیپال نے جو یہ حال پُر ملال دیکھا اوس سے پوچھا خیر تو ہے۔ تو اتنا کیون بیقرار ہے کسلئے دل بیتاب و چشم اشکبار ہے اوسنے شمۂ حالِ پریشانیِ رائے پتھورا بسبب تشریف آوریِ خواجۂ جوگی جیپال سے بیان کیا اور کہا کہ راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جلد پہونچئے دیر نہ کیجئے ورنہ بازارِ مرگ گرم نظر آئیگا دل کا سب ارمان دل ہی مین رہجائیگا۔ جسوقت جوگی جیپال نے یہ حال سُنا ایک لمحہ خاموش رہا پھر کہنے لگا افسوس جو کچھ علم نجوم مین پایا وہی عمل مین آیا اب تو جا اور راجہ صاحب سے بعد سلام کہنا کہ یہ شخص بڑا جادوگر و عامل ہے اپنے فن مین اُستادِ کامل ہے اوسکے مدافعت کی تدبیر کر رہا ہون بغیر دیکھے خوف سے مَر رہا ہون دیر تک کچھ سوچتا رہا اور دل ہی دل مین کہنے لگا۔

قصیدہ

فتح اوس مردِ خدا پر کسکو حاصل ہوسکے
سامنے حق کے بھلا کس طرح باطل ہوسکے

مین ہون ساحر اور وہ اہلِ کرامت باخدا
جو ہے ناقص چیز وہ کس طرح کامل ہوسکے

کسطرح جاؤنمین اُس سے جنگ کرنیکے لئے
کیا کرون کیونکر مرا ایسا قوی دل ہوسکے

لشکرِ امدادِ حق ہو جس ولی کے ساتھ ساتھ
کسطرح کافر کوئی اوسکے مقابل ہوسکے

فرقت خواجہ مین کیون ہر وقت مین تڑپا کرون	اے تجمل گر کبھی دیدار حاصل ہوسکے

اُدھر یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر رائے پتھورا منتظرِ جواب تھا نہایت بیتاب تھا جب اوس کے آنے مین دیر ہوئی تو بیقرار ہوکر دوسرا شخص اور بھیجا اور کہا اون سے کہنا کہ بہت جلد آؤ دیر نہ لگاؤ آدمی کو اوسطرف روانہ کیا اور آپ معہ ارکان دولت خدمت بابرکت مین جناب خواجہ صاحب کے چلا اور ایذارسانی کا خیال دلمین لایا اوسیوقت بدارادتی کا بدلہ درگاہِ مُنتقمِ حقیقی سے پایا یعنے فوراً بجائے بینائی تیرگی آنکھون مین چھائی وہ کور باطن یہ حال دیکھکر گھبرایا جلد اس خیال فاسد کو دل سے دور کیا۔ اوسیوقت نور نے آنکھون مین ظہور کیا۔ غرض سات مرتبہ یہی اتفاق ہوا جب یہ زورِ کرامت خواجہ صاحب کا اوس لعین بیدین نے دیکھا حیران ہوا اور اس خیال فاسد کو چار و ناچار دل سے باہر کیا اور خدمت فیضدرجت مین بصد ملال حاضر ہوا۔ بعد تھوڑی دیر کے جوگی جیپال کہ فن ساحری مین یکتائے زمانہ تھا پندرہ سو چکر اور سات سو اژدہے خونخوار جنپر ہر ایک جادوگر سوار نیزنگیان دکھاتا ہوا آگ کی تاریں اوچھالتے آپس مین چھیڑ چھاڑ کرتے لیکر نمودار ہوا اور روبرو خواجہ غریب نواز کے پَرا جما دیا اور طرح طرح کا رنگِ جادو کا فرغدار گبر ناہنجار نے برپا کیا آپ یادِ حق مین مصروف رہے مطلق خیال اوسکا نہ فرمایا جب آپ پر اثر جادو کا نہ دیکھا تو وہ ناری جل گیا۔ چہرے کا رنگ گرگٹ کی طرح بدل گیا یکبارگی پندرہ سو چکر کو کہ ہر ایک چکر سو سو کوس تک اپنا دخل رکھتا تھا حضرت خواجہ صاحب کی طرف چھوڑا مگر برکتِ ذکرِ حق سے سب نے آپکی طرف سے مُنھ موڑا یعنے جتنے آئے سب پھر گئے اوسکا کمال اوسکی جان کا وبال ہوا۔ وہ لعین نادم کمال ہوا۔ جس قدر اژدہائے خونخوار تھے سب زمین پر سر مار کر مر گئے جب جوگی جیپال کُشتۂ تیغ ملال اپنے فن جادوگری سے ہار گیا بکمال حسرت وافسوس سے زمین پر سر کو دے مارا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا بجز اطاعت کے چارہ نہ دیکھا ناچار خدمت مین خواجۂ نامدار کے آیا اور قدم مبارک پر اپنا سر رکھکر فریادِ تشنگیٔ اہل اجمیر زبان پر لایا۔ اور اس طرح عرض کرنے لگا۔

قصیدہ

مرے جاتے ہیں ہم بڑی تشنگی ہے
نگاہ ترحم ہو حالت بری ہے
شہ اولیا تم حبیب خدا ہو
تمھاری بڑی شان ہندالولی ہے
نگاہ عنایت ہو ہم بیکسوں پر
یہی آرزو ہے تمنا یہی ہے
تمھاری بزرگی کا قایل ہے عالم
کرامت کی دھوم ایسی ہر سو مچی ہے
معین بیکسوں کے ہو تم خواجہ صاحب
مدد پر تمھاری خدائے قوی ہے
کریں تمپہ قربان متاع دل و جان
ہماری یہی آرزو خواجہ جی ہے
تجمل کو بھی آجکل میرے خواجہ
بڑی شربت دید کی تشنگی ہے

جبکہ آپنے اوس سوختہ جگر کو پیاس سے جان بلب پایا چونکہ آپکی ذات بابرکات رحیم تھی معًا اوسکے حال زار پر آپکو رحم آیا فرمایا جا اور وہ چھاگل اوٹھالا جوگی جیپال اوس چھاگل کے پاس گیا ہر چند زور کیا لیکن اوسکے اوٹھائے نہ اوٹھی بلکہ جگہہ سے نہ ہل سکی۔ جوگی جیپال چھاگل کے نہ اوٹھنے کے سبب سے عرق ندامت مین غرق ہوگیا یہ حال دیکھکر آپنے تبسم کیا اور فرمایا کہ اے جوگی قسمت کے بروگی۔ کیا ہوا۔ کہان گیا وہ زور جسپر تجکو ناز تھا۔ راوی لکھتا ہے استغفراللہ اگر تمام شہر جمع ہوکر اوس چھاگل کو اوٹھاتا ہرگز جگہہ سے نہ اوٹھتی۔ اسمین ایک راز تھا کافرون کے دکھانے کو تاکہ سمجھ لین حق اور باطل مین یہ فرق کامل ہے اسلام کے آگے کفر باطل ہے۔ جب رائے پتھورا نے جوگی جیپال کو عاجز پایا جو اعتقاد کہ اوسکی جادوگری پر رکھتا تھا بالکل دل سے اوٹھایا۔ ایک جن اوسکا دوستدار تھا اوسی پر اوسکو اپنی دولت کا دارومدار تھا بطور قاعدۂ معینہ اوسکو کمک کے واسطے طلب کیا وہ حسب دستور آپہونچا رائے پتھورا کو پریشان دیکھا تو حیران ہوا۔ اور کہنے لگا کہ تجکو کیون انتشار ہے کسلئے بیقرار ہے ایسا کون سا کام ہے جسکی تدبیر محال و دشوار ہے۔ توجو اسقدر مضطر ہے کیا وہ کام میرے قبضۂ قدرت سے بھی باہر ہے

جب رائے پتھورا نے اوسے اپنے حال پُر ملال پر مہربان پایا ابتدا سے انتہا تک تمام ماجرا کہہ سُنایا اور یہ بھی کہا کہ جوگی جیپال نے ہر چند سحر سامری کا زور دکھایا مگر وہ درویش باصفا ہرگز قابو مین نہ آیا۔ عجب طرح کا یہ شخص باکرامت ہے یہ اسکی کیفیت ہے جسوقت خواجہ صاحب کا نام جن نے سُنا بید کی طرح کانپا اور کہا ارے نادان دشمن جان توبہ کر اوسکے مقابلے سے درگذر۔ وہ مرد دلیر ہے۔ بیشۂ معرفت الٰہی کا شیر ہے۔ تم رُوباہ ہو۔ تمھاری کیا قوت اور کیا حقیقت ہے اوس سے عداوت سراسر جنون اور وحشت ہے یہ کہکر بیتابانہ مانند دیوانہ آستان کرامت نشان پر حاضر ہوا اور بہ آواز بلند پکارا یا مولا خادمِ قدیم حاضر ہے اگر حکم پائے اندر آئے آپنے آواز پہچانکر اجازت دی۔ اوس جن نے آتے ہی قدم مبارک پر سر جھکا دیا اور عرض کیا کہ یا ہادی اس گمراہ کو راہِ حق بتلائیے آپ نے اوسیوقت کلمہ پڑھایا۔ اوسنے بصدق دل کلمہ پڑھا اور اسطرح آپ کی توصیف وثنا کرنے لگا

قصیدہ

طورِ رحمت دکھا دیا تم نے
رنج وغم سے چھڑا دیا تمنے

ڈوبنے سے بچا دیا تم نے
پار بیڑا لگا دیا تم نے

شانِ حق آگئی نظر مجکو
ایسا جلوہ دکھا دیا تم نے

اپنے قدمون سے کوچۂ اجمیر
باغ جنت بنا دیا تم نے

کی توجہ جو حال پر میرے
کام بگڑا بنا دیا تم نے

کیون نہو باغ باغ دل میرا
داغ کلفت مٹا دیا تم نے

بیخودی رہتی ہے تجلی کو
جب سے جلوہ دکھا دیا تم نے

پس آپ نے اوس جن پاک باطن پر یہ کرم کیا کہ نام اوسکا شادی نیک بنیاد رکھا جب جوگی جیپال کو توجہ نہ اوٹھانے چھاگل کے ملول پایا تو شادی دیو کو حکم فرمایا وہ حسب الارشاد خواجۂ فیض بنیاد آنِ واحد مین چھاگل اوٹھالایا آپ نے اوس پانی مین سے

تھوڑا سا پانی تالاب بیسلہ اور آنا ساگر مین ڈال دیا۔ حکمِ خدا سے وہ پانی سابق بدستور اپنی اپنی جگہہ قیام پذیر ہوا۔ بعد اوسکے آپنے عورتون کے حق مین دُعا کی جن عورتون کا دُودھ برسون سے خشک تھا اونھون نے بھی بہ برکت دعائے حبیبِ الٰہی خواجۂ ہند الولی اپنی اپنی پستان دُودھ سے بھری پائی۔ جس وقت کافرون نے یہ زور کرامت شہنشاہ اقلیم ولایت کا دیکھا کفِ افسوس مَلا اور کہا افسوس ہے ہماری نادانی اور گمراہی پر کہ مدت العمر گناہون مین صرف ہوئی سوا بُت پرستی اور سنگدلی کے کوئی بات حاصل نہ ہوئی۔ جوگی جیپال سکیلے کو اپنا گرُو بنایا تو وہ بھی وقت پر کام نہ آیا مُفت کا بارِ گناہ سر پر اوٹھایا۔ روایت ہی کہ جب جوگی جیپال اپنی ساحری و افسونگری سے عاجز آیا ایک کمالِ سحر جو اوس مین باقی رہ گیا تھا وہ بھی صاحب اعجاز خواجہ غریب نواز کو دکھایا اوسمین بھی بجز ذلت کے کچھ ہاتھ نہ آیا یعنی ایک مرگ چھالا بچھا کر آسمان کی طرف اوڑا۔ آپ نے جبکہ حال اوسکا مشاہدہ کیا۔ جانبِ نعلین اشارہ فرمایا فوراً نعلین مانند باز تیز پرواز کے زمین سے بلند ہو کر اوس پست ہمت کے سر پر پہونچی اور اس سختی سے جان اوسکی پنجۂ آہنی مین دبوچی کہ تمام بدن اوسکا سنسنا گیا ہیبت سے گھبرا گیا۔ کُمک کے واسطے ہر ایک بیر اور مہابیر کو پُکارا چلّایا شور مچایا مگر کوئی مدد کو نہ آیا ہر ایک نے اوس بدنصیب سے مُنھ موڑا۔ آخر کار وہ ناہنجار بہ ضربِ نعلین خواجۂ نامدار زمین پر آیا اور آتے ہی آپ کے قدمون پر سر جُھکایا۔ ہدایت کا خواستگار ہوا۔ خواجہ صاحب نے کلمہ پڑھا کر مشرف بہ اسلام کیا۔ جوگی جیپال دولتِ ایمان سے مالامال ہو کر مثل غلام اپنے آقائے نیک نام خواجۂ عالی مقام کے گرد پھرنے لگا اور اسطرح عرض کرنے لگا۔

قصیدہ

مددگارِ جہان تم ہو مُعینِ بیکسان تم ہو	شہِ ملکِ ولایت خواجۂ ہندوستان تم ہو
ادائین تم مین پائی جاتی ہین سب غوث الاعظم کی	ولیِ نامور غوثِ زمن قُطبِ جہان تم ہو

تمھارے روئی زیبا کی ہے ہر سو روشنی پھیلی
سمجھتا ہون خدا و مصطفٰے کی مہربانی ہے
تمھارے در پہ مجمع کیون نہو اُمید وارون کا
بسے ہو نور بنکر دیدۂ اہل بصیرت مین
تجمل تمکو اچھی طرح سے پہچانتے ہین ہم

مُعین الدین اجمیری مہ ہندوستان تم ہو
جو میرے حال پر ای خواجہ صاحب مہربان تم ہو
کہ مقصود جہان حاجت روائے بیکسان تم ہو
جو اہل دل ہین اونکے جسم مین مانند جان تم ہو
جناب خواجۂ ہندوستانکے مدح خوان تم ہو

الغرض جوگی جیپال خوش خصال نیک مآل کو مسلمان کیا۔ تو آپنے نام اوسکا عبداللہ رکھا اوسوقت عبداللہ نے دست بستہ درخواست کی کہ یا ھادی درگاہ آلہی مین دعا کیجیے کہ یہ کمترین تا قیامت زندہ رہے۔ اور آپکے روضہ پر آنے والون مین بھولے بھٹکون کی رہنمائی کرتا رہے۔ آپنے اوسکے حق مین دعا فرمائی۔ درگاہ مجیب الدعوات مین التجا فرمائی فوراً مقبول ہوئی اوسکو دائمی زندگی حصول ہوئی۔ آپنے دست مبارک اوسکے سر پر رکھکر فرمایا کہ اے عبداللہ انشاء اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ زندہ رہیگا تا قیامت ذائقۂ موت نہ چکھیگا۔ جسوقت یہ مژدۂ حیات جاودانی عبداللہ بیابانی نے سُنا دل سے رنج والم موت کا دور ہوا۔ اور مارے خوشی کے ایسا پھولا کہ جامہ مین نہ سمایا۔ بعد اسکے آپنے رائی پتھورا کو دعوت اسلام کی مگر اوس شقی نے بسبب شوم بختی قبول نہ کی حقیقت یہ ہے کہ جو شخص ازل کے روز سے مردود کر دیا جاتا ہے ہر چند اوسکو انبیا و اولیا فہمایش و ہدایت کرین مگر وہ کج فہم راہ راست پر کب آتا ہے۔ القصہ عبداللہ بیابانی و شادی بمنت و سماجت حضرت خواجہ غریب نواز کو اپنی قیام گاہ پر لائے اور اسطرح آپکی توصیف و ثنا کرنے لگے:

قصیدہ

گھر ہمارے جو ترا رُخ مہ سنجر چمکا
روشنی خانہ بخانہ تری آتی ہے نظر
اُبروئے خواجۂ اجمیر کے ہم ہین کشتے

ماہ تابان کی طرح نجم مقدر چمکا
جلوہ اجمیر مین خواجہ ترا گھر گھر چمکا
اپنی بجلی کا نہ اے چرخ تو خنجر چمکا

نگہِ مہر و عطا سے مرے پیارے خواجہؒ	تیرہ بختانِ ازل کا بھی مقدر چمکا
مدحتِ ابروئے خواجہؒ سے تجمل دیکھو	کسقدر تیغ زبان کا مری جوہر چمکا

کراماتِ خواجہؒ

اے مومنو کرامتِ خواجہؒ سُنائین ہم	ہندالولی کا طرفہ کرشمہ دکھائین ہم
مُردہ دلون کا اونکو مسیحا جو پائین ہم	کیونکر نہ اونکی شان پہ قربان جائین ہم

جس دم وہ اپنی شان کرامت دکھاتے ہین
مُردے کو ایک آن مین خواجہ جلاتے ہین

صاحبِ تواریخ آئینۂ تصوف بحوالۂ مکتوب نطاب تحریر فرماتے ہین کہ محبوب خالق بے نیاز خواجہ غریب نواز سے چار ہزار چھ سو خوارق صادر ہوئے اور صاحب گلستانِ خواجہ از روئے دیگر روایات معتبرہ تحریر کرتے ہین کہ قبل از رونق افروزی اجمیر شریف آپسے سو کہ ہزار کرامتین ظہور مین آچکی تھین اور بعد رونق افروزی ہندوستان بیشمار کرامتین ظاہر ہوئین۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک دن ایک ضعیفہ ستم رسیدہ جفا کشیدہ بحال ملول خواجۂ مقبول ہندالولی عطائے رسُول کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئی اور قدم چُوم کر عرض کرنے لگی کہ یا حضرت اس ضعیفہ خادمہ کے ایک ہی لڑکا تھا وہی میری پرورش کا ذریعہ تھا جو کچھ وہ مزدوری کرکے لاتا وہی قوتِ لایمُوت کا سہارا ہوجاتا افسوس کہ عالمِ شباب مین بوقتِ شب فوت ہوگیا اس پیری مین مجھ خستہ جگر خاک بسر کو داغ فراق دایمی دیگیا اب غم کے سوا کوئی یار نہین بجز رنج و الم کوئی مونس و غمخوار نہین۔ اسکے غم مین زار و نزار روتی ہون گُہرہائے اشک رشتۂ غم مین پروتی ہون۔ اسکے سوا یہ بڑا غم ہے گردشِ فلک سے عجیب طرحکا ستم ہے کہ جسنے ایک مُدت مجھ ضعیفہ کو کھلایا طرح طرح سے آرام پہنچایا اسوقت وہ مسکین محتاج تجہیز و تکفین ہے نہ کوئی مددگار نہ مُعین ہے کوئی بندۂ خدا اتنا بھی نہین جو اس اجل رسیدہ کو زیرِ زمین دفن کرے راہِ خدا مین یہ مشقت دل پر دھرے

یا خواجۂ خواجگان حضور مسیحِ زمان و بادشاہِ ہندوستان ہین لہذا آپ میرے حالِ زار پر رحم فرمائین۔ اور اوس مسافرِ ملکِ عدم کو اوّل منزل پہونچائین۔ یہ عرض کرکے وہ ضعیفہ رونے لگی۔ اور یون کہنے لگی

قصیدہ

سنو سنو مری فریاد یا غریب نواز
کرو کرو مری امداد یا غریب نواز

ذرا سنون مین کہ منظور آپکو کیا ہے
زبان سے ہو کچھ ارشاد یا غریب نواز

بسر غریبونکی ہوتی ہے عمر راحت سے
رہے درآپ کا آباد یا غریب نواز

خدا کی شان دکھاتا ہے چشت والونکو
تمھارا حسن خداداد یا غریب نواز

جفا کشیدہ ہو مین اور ستم رسیدہ ہو مین
فلک نے کردیا برباد یا غریب نواز

اسیطرح سے مین کبتک کیا کرون نالے
سنو گے کب مری فریاد یا غریب نواز

ضرور اب تو کرو شادمان تحمل کو
بہت وہ رہ چکا ناشاد یا غریب نواز

جسوقت یہ فریاد و زاری اوس ضعیفہ دکھیاری کی آپ نے سنی بمقتضائے غریب نوازی بیچین ہوگئے اور بہ نظرِ عنایت اوس پیرزال خستہ حال سے کہنے لگے کہ تو اتنی غمگین نہ ہو اس غم مین جان نہ کھو۔ ہم اوسکی میت باعزت اوٹھائین گے بلکہ خود اوس کے جنازے کو اوٹھا کر منزلِ اوّل تک پہونچائینگے۔ یہ کہا اور خادمانِ درگاہ کو حکم دیا کہ جسقدر ضرورت ہو وہ یہان سے لو اور سامانِ میت جلد درست کرکے ہمکو خبر دو اَلحق جو شخص خدمتِ والدین بدل و جان بجا لاتا ہے اللہ تعالی اوسکا مرتبہ دارین مین بڑھاتا ہے۔ آلغرض جب جناب کرامت مآب خواجۂ غریب نواز اوس بیکس کے جنازے پر تشریف لائے بباعثِ رونق افروزئ حضورِ کرامت ظہور اس قدر خاص و عام حاضر آئے ایسا ازدحامِ خلایق ہوا کہ سینہ سے سینہ چھلتا تھا کثرتِ بندگانِ خدا سے گاؤ زمین کا دِل ہلتا تھا زمین کو سکتہ تھا آسمان حیرت سے ہر ایک کا منھ تکتا تھا۔ آپ نے دیکھا تو وہ پیرزال خستہ حال اپنے لال کی لاش پر رو رہی ہے نقدِ حیات

جو اوسکا باقی ہے فراقِ نورِ نظر مین کھو رہی ہے۔ یہ حالِ پُرملال دیکھکر اوس ضعیفہ خستہ جگر پر آپ کو بڑا رحم آیا۔ نہایت شفقت سے فرمایا کہ تو ایک لمحہ فراقِ پسر مین صبر کر دل پر جبر کر اور آپ قریب جنازے کے تشریف لائے اور جانب سر کھڑے ہو کر یہ اعجاز سراپا ناز دکھلایا کہ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنے اوٹھ حکم سے خدا کے فرمایا۔ فوراً بہ برکت ارشادِ خواجۂ فیض بنیاد اوس اجل رسیدہ نے مَلَکُ الْمَوت کے پنجے اجل کے شکنجے سے رہائی پائی۔ یہ کرامت شہنشاہِ ولایت دیکھکر وہ ضعیفہ خستہ جگر جامہ تن مین پھولی نہ سمائی شادی مرگ کی نوبت آئی۔ دوڑکر خواجہ صاحب کے قدمون پر گر پڑی اور خوش ہو کر اِس طرح آپکی توصیف و ثنا کرنے لگی قصیدہ

سلطانِ ہند اور مسیحِ زمان ہو تم	قربان تمھارے جاؤن تمہین معجز نشان ہو تم
روشن جہان پہ ہے مہِ ہندوستان ہو تم	کیونکر نہ ہند والون پہ پھر مہربان ہو تم
تم میری چارہ جوئی پہ مایل نہوتے کیون	مشہور ہے کہ حامیِ دلِ خستگان ہو تم
اعجاز کا تمھارے ہے جھنڈا اگڑا ہوا	مُرشد مرے وہ پیر کرامت نشان ہو تم
ہر ایک جستجو مین تمھاری ہے پھر رہا	ہر ایک ڈھونڈھتا ہے تمھین کو کہان ہو تم
امداد کا کسی سے نہین ہو نہین خواستگار	میری مدد پہ خواجۂ ہندوستان ہو تم

لکھی غزل یہ تمنے تجمل جو شوق سے
خواجہ کی مہر ہوگئی لو شادمان ہو تم

حالِ وفات خواجہ

کتاب سیر الاقطاب مین لکھا ہے کہ جس وقت حضرت خواجۂ خواجگان سرتاج چشتیان ہند الولی عطائے رسولؐ کی عمر اکانوے ۹۱ برس کی ہوئی تو اللہ تعالی کے حکم سے ملک الموت آپکی جان قبض کرنے کو حاضر ہوا عشائی نماز کے بعد خواجۂ بزرگوار نے اپنے حُجرۂ مبارک کا دروازہ بند کر دیا اور خادمون کو فرمایا کہ آجکی رات کوئی شخص میرے حجرے مین آنے پاوے

خبردار خبردار اسکے خلاف عمل مین نہ آوے۔ یہ حکم تاکیدی دیکر آپ نے حجرے کی زنجیر لگا دی جو لوگ آپکے عاشق دیدار تھے شمع رُخ پر مثال پروانہ نثار تھے وہ بیان کرتے ہین کہ ہم تمام خواجۂ بلند درجات کے حجرۂ مبارک کے دروازے پر مشتاق دیدار پُرانوار بیٹھے رہے کہ جسوقت حضور حجرۂ پُر نور سے باہر آئین جمال باکمال نظر پڑے۔ تمام رات آدمیون کے آمدورفت کی آہٹ پائی جاتی تھی۔ اور ہم لوگ کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حجرۂ مبارک کے اندر راگ ہو رہا ہے۔ جلسۂ قوّالی آراستہ ہے۔ حضرت پیرومرشد خواجۂ باکمال حال وقال مین خوشحال ہین۔ اور بہت سے اولیائے صاحب جاہ وجلال مزاج پُرسی کو آتے ہین اور رخصت ہو جاتے ہین۔ اور وہ حال وقال عشاء کی نماز کے بعد سے آخر رات تک جاری رہا۔ صبح صادق کے وقت موقوف ہو گیا۔ جب کہ صبح کی اذان ہوئی اور نماز کا وقت آیا اور آپ کو کسی نے جگایا تو کچھ جواب نہ پایا۔ آخر دستک دی۔ اور زنجیر حجرے کی ہلائی تب بھی آواز نہ آئی۔ آخر بعد ناچاری حُجرے کا دروازہ کھولا تو حضرت خواجۂ بزرگوار برگزیدۂ غفّار کو قُرب خدا و جوارِ محمّد مصطفٰے حاصل ہو چکا تھا اور آپکی پیشانی نورانی پر یہ کلمہ بخطِ نور لکھا ہوا تھا هٰذَا حَبِیْبُ اللهِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللهِ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ جسوقت آپکے واصلِ حق ہونے کی خبر عاشقون کو ملی۔ جو حالت اونکی ہوئی بیان نہین ہو سکتی زار زار مانند ابرِ نوبہار روتے تھے۔ فرطِ قلق سے جانین کھوتے تھے۔ تمام اجمیر مین ماتم برپا ہوا۔ اہلِ شہر کو قیامت کا سامنا ہوا۔ اسی مقام پر کسی عاشقِ خواجہؒ نے کیا خوب قصیدہ لکھا ہے اس طرح اظہار رنج و قلق کیا ہے

قصیدہ

ہوئی جب رحلتِ خواجہ تو کُل سنگ و شجر روئے	ملک شاداں ہوئے اس رنج سے جن و بشر روئے
قیامت کا سمان ہے پردہ کرنا خواجہ صاحب کا	اوداسی کیوں نہ چھا جائے نکیوں دیوار و در روئے

مہر چرخ ولایت جب ہوا زیر زمین پنہان	ہوئے بیتاب اہلِ دید اور اہلِ نظر روئے
نظر آتا نہین آنکھون کو جلوہ ماہ سنجر کا	لہو کیونکر نہ حسرت سے ہماری چشم تر روئے
قلق سا ہے قلق ماتم سا ماتم غم سا غم ہر سُو	نکیون ہر عاشق ہندالولی سر پیٹ کر روئے
ہوئین اجمیر کی گلیوئین نہرین اشک کی جاری	وفات خواجہ سے عشاق خواجہ اسقدر روئے

یہ وہ ہے حادثہ جانکاہ آنسو رُک نہین سکتے
بہت کم ہے جو اس غم سے تجمل عمر بھر روئے

قطعہ تاریخ طبع طبعزاد جناب مولوی عبد الکریم صاحب خادم مصحح مطبع کریمی بمبئی شاگرد مصنف

پاتے ہین یہ رسالہ تو کہتے ہین اہلِ دین	ہمکو ملا ہے خوب وسیلہ نجات کا
خادم سُناؤ مصرعِ تاریخ سالِ طبع	محکم ہوا ہے خوب وسیلہ نجات کا

از نتیجہ فکر جناب سید محمد سلطان صاحب سلطان منگرولی مقیم بمبئی شاگرد مصنف

چھپا خزینۂ رحمت کا دوسرا حصّہ	ہوا وسیلہ ہماری نجات کا موجود
سُناؤ سال مسیحی ہین سبکو اے سلطان	ذخیرہ حسنِ عمل کا ہوا ہے کیا موجود

از نتیجۂ طبع جناب سید خورشید حسن صاحب خورشید ملازم مطبع کریمی بمبئی فرزند مصنف

مہر چرخ ثنائے محمد	بارک اللہ کیا ضوفشان ہے	بہ تاریخ تم کہدو خورشید	شمس نعت رسول زمان ہے

از کلک گہر سلک جناب شیخ محمد بخش صاحب رشید ساکن اگت پوری شاگرد مصنف

معتبر کتنی روایات ہمین ہین	اور ہین اشعار کتنے برمحل	کہدو تم سالِ اشاعت اے رشید	دفتر نعت نبی ہے بے بدل

خاتمۃ الطبع

بتائید خدا یہ نسخۂ متبرکہ ذخیرۂ حسنات معہ وسیلۂ نجات مصنفہ مدّاح رسول الثقلین جناب حاجی الحرمین سید تجمل حسین صاحب تجمل جلالپوری مقیم بمبئی حسب خواہش میان قاضی نور محمد ابن جناب قاضی عبد الکریم صاحب مالک مطبع کریمی و مطبع فتح الکریم بمبئی بماہ ربیع الآخر سنہ ۱۳۳۰ھ مطبع نامی کریمی واقع بمبئی بھائیکلہ ڈلایل روڈ قاضی بلڈنگ نمبر ۱۰۰×۱۱۰ مین چھپکر وہین سے شایع ہوا